عَلَّمَهُ الْبَيَانَ

(خدا تعالیٰ نے انسان کو زبان سکھلائی)

بعونہ تعالیٰ

اُمُّ الالسنہ

یعنے

زبانِ کامل اور الہامی زبان

مُصنّفۂ

خواجہ کمال الدّین صاحب ایڈیٹر اسلامک ریویو جریدۂ لنڈن

اِس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عربی زبان کُل دیگر زبانوں کا ماخذ اور الہامی زبان ہے

۱۹۱۵ء

مطبوعہ مطبع نولکشور لاہور

وجہ تصنیف

اِس کتاب کی تالیف کا مُوجب وہی امُور ہیں۔ جو مَیں نے ۳۱۔ اگست کو مختلف اخبارات ہند میں لکھّے۔ اس مضمُون کو بطورِ ضمیمہ اِس کتاب کے اخیر میں مُلحق کر دیا گیا ہے

خواجہ کمال الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اُمّ الالسنہ

المعروف بہ

زندہ اور کامل زبان

یا فتاح افتح لی ابواب العلوم

باب اوّل

اِن چند اوراق کو دراصل اُس کتاب کا دیباچہ سمجھنا چاہیئے۔ جو میں زبان عربی کے متعلق فلالوجی یعنے علم تحقیق السنہ میں بزبان انگریزی لکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے اِسے اُردو میں اِسلیئے لکھا ہے۔ کہ انگریزی زبان سے ناآشنا عربی دان اصحاب میرے مقصدِ اصلی سے آگاہ ہوکر میری قلمی امداد کرسکیں۔ اور میری نصبُ العین تحقیق کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے میرے ہمقدم ہوجائیں +

گذشتہ صدی سے فلالوجی نے یورپین محققین کو نہایت دلچسپی سے اپنی طرف مُتوجّہ کرلیا ہے۔ اور تحقیق جدید بہت سے نادر انکشافات کا موجب ہوئی ہے۔ یہ جو آج یقین کرلیا گیا ہے۔ کہ یورپین۔ ایرانی اور بعض ہندی اقوام کے آباد اجداد ایک وقت ایک ہی جگہ آباد تھے۔ اور ایک ہی زبان بولتے تھے۔ اس قیاس کی بُنیاد نہ تو کوئی قدیمی تاریخ ہے۔ اور نہ زمانہ عتیق کا علم ادب۔ صرف اِن اقوام مختلفہ کی

زبانوں کی الفاظی مشارکت و مجانست ان نتائج کا موجب ہُوئی ہے - در اصل فلالوجی ہی ایک صحیح ذریعہ اور زبان ہی ایک محفوظ راستہ ہے - کہ جس سے دُنیا کے دُور دراز حصص میں رہنے والی اقوام ایک دوسرے کی ہم رشتہ اور ہم اصل ثابت ہوسکتی ہیں +

فطرت اِنسانی میں یہ ایک عجیب بات رکھّی ہُوئی ہے - کہ ایک موجود چیز کے مُقابل ایک فنا شدہ چیز انسانی ہمدردی اور دلچسپی کو کہیں زیادہ اپنی طرف جذب کرلیتی ہے - ایک مُردہ چیز کی جن خُوبیوں کا مُعترف ایک اِنسان آسانی سے ہوسکتا ہے اُن سے ہزار درجہ بڑھ کر کسی زندہ اور قائم چیز کی حُسن وخُوبی کا قائل ہونا اُس کے لئے مُشکل ہوجاتا ہے - اس کی وجہ شاید وہ رقابت ہو جو ایک دوسرے کے خلاف زندہ چیزوں میں طبعاً پیدا ہوجاتی ہے - یہی رقابت دراصل اِنسان کو موجودہ اشیاء کی حقیقی خوبی کو دیکھنے یا اس کو جانچنے کے ناقابل کردیتی ہے - یہی رقابت قومی تعصبات کو مُشتعل کرکے ہر انسانی تحقیق کو دُھندلا اور ہر کوشش کو ناقص بنا دیتی ہے - عربی ایک زندہ قوم کی زبان ہے - بہت سی زندہ قوموں سے اس کا مذہبی تعلّق ہے - جن کی روایات اور کارنامے بہت سی قومی رقابتوں کا مُوجب ہوچکے ہیں - پھر کیا تعجّب ہے کہ تحقیق السنہ میں عربی زبان اس توجّہ اور دلچسپی کو اپنی طرف جذب نہ کرسکی - جو اس وقت سنسکرت کے حصّہ آئی - جس قدر محنت اور دماغ سوزی آج تک سنسکرت کے متعلّق کی گئی - اگر اس کا عشر عشیر بھی عربی زبان کے لئے خاص کیا جاتا تو یہ فلالوجی یعنے علم الالسنہ اپنی موجُودہ ابتدائی حالت سے نکل کر قریب قریب تکمیل کو پہنچ جاتا - عربی زبان کی تصریف اور تعلیل کے قواعد ان محققوں کے ہاتھ وہ قواعد طبعیہ دیدیتے کہ جن کے ماتحت الفاظ کے بعض حروف دوسرے حروف سے بدل کر کسی لفظ کی شکل وصورت کو ایک مُبتدی کی نگاہ میں مُشتبہ اور اجنبی کردیتے ہیں - اور یہ مُحقّق اُن غلط اور خانہ ساز اصُولوں سے نجات پالیتے جو آج محض دفع دقّت کے لئے اِن اصحاب نے مختلف زبانوں کے مختلف متجانس

اور غیر متجانس الفاظ کا مقابلہ کر کے خود بخود تجویز کر لیئے ہیں۔ یہی اصول اس لسانی تحقیق میں بہت سی غلطیوں کا موجب ہوئے ہیں +

یہ بالکل سچ ہے۔ کہ اِس لسانی تحقیق میں کسی زبان کا مُردہ زبان ہونا ہی اس کی فضیلت کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ آج قریباً کُل مغربی فلا لوجسٹ (محقّقانِ السنہ) اسبات کے معترف ہیں۔ کہ اِس تحقیق میں جس قدر امداد ان کو سنسکرت سے ملی ہے۔ وہ کوئی اور زبان نہیں دے سکتی۔ بلکہ اگر سنسکرت نہ ہوتی تو جس حد تک موجودہ تحقیق نے تکمیل حاصل کر لی ہے۔ اُن کے نزدیک وہ محالات سے ہوتی۔ اور ایک حد تک یہ سچ بھی ہے +

اصل بات یہ ہے۔ کہ اِس علم کی تحقیق در اصل تحقیق الفاظ ہے۔ اُن کا ماخذ اُن کا اشتقاق اُن کی تصریف و تعلیل ہی ہمیشہ ایک فلا لوجسٹ کے زیر نظر رہتی ہے۔ چُونکہ زندہ زبانیں ہمیشہ معرض تغیّر و تبدّل میں رہتی ہیں۔ اور اُن کے بعض الفاظ اپنے شکل و معانی میں بدلتے رہتے ہیں۔ اور اس کے بالمقابل ایک مُردہ زبان اپنی تاریخ موت کے بعد ان تغیّرات سے قطعاً محفوظ ہو جاتی ہے۔ لہذا اگر ایسی مُردہ زبان کا اُس وقت کا علم ادب دستیاب ہو جائے جب وہ دُنیا کے استعمال سے نکل گئی۔ تو وہ ایک محقق لسان کے لئے بہت ہی مفید ثابت ہوگا یہی وجہ ہے۔ کہ اس تحقیق میں لاطینی اور قدیم یُونانی اور ان دونوں زبانوں کے مقابل کہیں بڑھ چڑھ کر سنسکرت مفید ثابت ہوئی ہے۔ کیونکہ لاطینی اور یونانی سے بہت پہلے سنسکرت پر موت وارد ہو چکی تھی۔ اس کا اُس وقت کا لٹریچر (ادبی کُتب) بھی آج موجود ہے۔ اسکی صرف و نحو کی کتابیں بھی قدیم سے لکھی ہُوئی ہمارے پاس ہیں۔ اسلئے یہ بالکل صحیح ہے۔ کہ لسانی تحقیق میں سنسکرت دوسری زبانوں کے مقابل ایک خاص خصُوصیّت رکھتی ہے لیکن بغرض تکمیل تحقیق اگر آج سے ڈھائی تین ہزار برس پیچھے ہم جانا چاہیں تو خود سنسکرت بھی اُس نقص کے نیچے آجاتی ہے۔ جو دوسری زندہ زبانوں کے لاحق حال ہے۔ کیونکہ سنسکرت بھی تغیّرات مذکورہ بالا سے محفوظ نہیں رہی۔ آخر اس وقت

جو مختلف بولیاں ہم شمالی ہندوستان میں بولتے ہیں۔ یہ اُسی لسانی تغیّرات کے ماتحت زبان سنسکرت کی مختلف صُورت اور شکلیں ہیں۔ علاوہ ازیں خود ویدک سنسکرت مابعد ویدک سنسکرت سے مختلف ہے۔ اسلیئے یہ بدیہہ ہے کہ ویدک سنسکرت بھی اپنی کسی ماخذ زبان کی بدلی ہُوئی شکل ہے۔ وہ کونسی زبان تھی؟ یا اس کی کیا شکل و صُورت تھی؟ یہ تحقیق کرنا ایک مُشکل امر ہے۔ پھر ایک اور دقت سنسکرت کی راہ میں ہے۔ ویدک لٹریچر سے ہمیں الفاظ تو اُسی شکل و صُورت میں ملجاتے ہیں۔ جو ویدک زمانہ میں زیر استعمال تھے لیکن اُن کے ٹھیک معانی پر احاطہ کرنا اس وقت قریب قریب امر محال ہو رہا ہے۔ آج وید کے معنے کرنے میں سخت مشکل کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ایک ہی لفظ کے مُتضاد اور مختلف معنے کیئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا ہماری تحقیق میں ویدک لٹریچر نے اِس قدر تو ضرور ہمیں مدد دی۔ کہ اُن الفاظ کو اُن کی اُس شکل و صُورت میں ہم تک پہنچا دیا۔ جس میں وہ آج سے چند ہزار برس پہلے رائج تھے۔ لیکن اُن کی اُس وقت کے مرّوجہ معانی سے واقفیت پیدا کرنا ہمارے لئے ناممکن ہو رہا ہے۔ اب اگر ویدک سنسکرت سے بھی پہلے کی کوئی زبان ہمیں ملجائے۔ تو پھر اُس کے الفاظ کے صحیح معانی تک پہنچنا بالکل محالات سے ہے۔ جب تک ہمارے زیر تحقیق وہ زبان نہ ہو جس پر ایک طرف تو ابدُالآباد سے تغیرات لسانی کا کوئی اثر نہ ہُوا ہو۔ اور دوسری طرف اس کے الفاظ اپنے صُوری معنوی لحاظ سے دوسری زبانوں سے مشارکت و مجانست رکھتے ہوں۔ تب تک ہم کسی صحیح نتیجہ پر نہیں آ سکتے +

اس وقّت کو خود مغربی محققین السنہ نے محسُوس کیا۔ وہ آج تک **انڈو یوریپین**[۱] زبانوں کا ماخذ کسی ایسی زبان کو تجویز نہیں کر سکے جو کبھی کسی جگہ بولی جاتی تھی۔ انھوں نے

[۱] انڈو یوریپین زبانوں سے وہ زبانیں مراد لی گئی ہیں جو یُورپ کے اکثر ممالک ایسا ہی ایران اور شمالی ہندوستان میں بولی جاتی ہیں۔ ان میں قدیمی یونانی۔ لاطینی اور سنسکرت بھی شامل ہیں۔ چونکہ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اِن سب زبانوں کا ماخذ کوئی قدیمی زبان تھی۔ اور یہ سب زبانیں اس طرح ہم مخرج ہیں۔ اور دنیا کی دوسری زبانوں سے الگ ہیں۔ اسلئے تمیز کیلئے بروقت تقسیم زبانہائے عالم ان سب زبانوں کو بحیثیت مجموعی انڈو یوریپین زبانیں کہتے ہیں۔ ان زبانوں کے الفاظ کا اشتقاق جن مفروضہ مادوں سے قیاس کیا گیا ہے۔ انکو اس علم کی اصطلاح میں ہپوتھیٹک روٹ کہتے ہیں

ان زبانوں کے اکثر الفاظ کو چند کلمات تک پہنچایا ہے۔ جن کو وہ اپنی اِصطلاح میں **انڈو جرمنیک روٹ** (مادہ) کہتے ہیں۔ اِن کے متعلق بعض علماء کو اعتراف ہے۔ کہ یہ روٹ (الفاظ کی جڑ یا مادہ) کسی وقت بھی کسی مروجہ زبان کے اجزا یا کلمات نہ تھے۔ یعنے کسی وقت بھی دُنیا کے کسی حصّہ میں ایسی زبان نہ بولی جاتی تھی جسمیں یہ انڈو جرمنیک رُوٹ بطور الفاظ کام دیتے تھے۔ بلکہ اس تحقیق کا خُلاصہ یہ ہے۔ کہ انڈو یورپین زبانوں کے بعض الفاظ کا ماخذ یہ کلمات نظر آتے ہیں۔ ہاں یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ یہ کلمات کبھی بطور زبان کہیں بولے گئے ہیں یا نہیں۔ ان مادوں کی تلاش اِس طرح کی گئی ہے۔ کہ مختلف زبانوں کے جن الفاظ میں ایک قسم کا معنوی اور صُوری اِشتراک تھا۔ اُن لفظوں میں سے لفظی مشترک حصّہ اور معنوی مشترک حصّہ لیکر لفظی مشترک حصّے کو مادّہ اور معنوی مشترک حصے کو اُس کا مفہوم قرار دیدیا گیا ہے مثلاً اُردو زبان میں سنسکرت سے نکلا ہُوا ایک لفظ **مرنا** ہے۔ فارسی میں اِسے **مُردن** کہتے ہیں۔ انگریزی زبان میں ایک لفظ **مورٹل** ہے۔ جس کے معنے مُہلک کے ہیں اسیطرح انگریزی لفظ **مرڈر**۔ جرمن **مُرڈ**۔ ڈچ **مورڈ**۔ السلنڈک **مُرو**۔ اِن سب کے سب مختلف زبانوں کے الفاظ کا مفہوم قتل اور موت کا ہے۔ اب اِن مختلف الفاظ میں مشترک لفظی حصّہ **مر** اور مشترک معنوی حصّہ **مرنا** ہے۔ اِسلئے اِن سب الفاظ کا رُوٹ **مر** بمعنے مرنا قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح سنسکرت سے نکلا ہوُا ایک اور لفظ اُردو زبان میں **جاننا** ہے۔ اسی کے قریب المعنی اور ہم معنی الفاظ انگریزی میں **کنو** (تلفظاً نو) السلنڈک میں **کنا**۔ رُوسی میں **زنیٹ**۔ لاطینی میں گنوسیر (تلفظ نوسیر) اینگلوسکین میں سناون قدیمی جرمن میں چناں ہیں۔ اِن سب کو **انڈو جرمنیک رُوٹ گن** بمعنے جاننا سے مشتق فرض کیا گیا ہے یہ مُسلّم ہے کہ یہ دو کلمے مر اور گن کبھی کسی اِنسان نے بطور الفاظ زبان نہیں بولے۔ ہاں طریق بالا کے ماتحت ان مذکورہ بالا الفاظ کے ماخذ نظر آتے ہیں۔ اِس تحقیق کا نام تحقیق نہیں۔ یہ تو مُحقّق کی تھکاوٹ کا نشان ہے۔ یہ منزل مقصود نہیں بلکہ راہِ تحقیق میں ایک مقام ہے جہاں سے آگے اِس راہ کا مسافر چل نہیں سکتا۔

اور دراصل جبتک ایسی زبانیں ہمارے زیرِ تحقیق رہینگی۔ جن کے الفاظ صُوری اور معنوی تغیرات سے محفُوظ نہیں رہے۔ تب تک ہم اصل حقیقت سے ناآشنا رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ دو تین صد جرمنیک رُوٹ جن کو طریق بالا پر تحقیق کیا گیا ہے مسلمہ مفروضہ ہیں۔ اور اب تو ان کو چنداں وقعت سے بھی نہیں دیکھا جاتا۔ تغیّر پانیوالی زبانیں ہماری تحقیق کو کو ایک حدتک پہنچاکر ہماری آیندہ رفتار کو مسدُود کر دیتی ہیں۔ ہم تو اس زبان پر وثُوق سے حصر کر سکتے ہیں۔ کہ جو تغیّرات لسانی سے بالکُل اور قطعاً محفُوظ رہی ہو +

اب کیا دُنیا میں کوئی زبان ہے جو اِن تغیرات سے بچی ہو؟ بظاہر یہ بات اچنبھا معلُوم ہوتی ہے لیکن دُنیا جہاں اور عجائبات سے خالی نہیں۔ وہاں لسانی دُنیا بھی اِس قسم کی بُوالعجبیوں سے خالی نہیں۔ ماہرینِ علم اللسان نے بعض خصوصیات کے لحاظ سے کُل دُنیا کی زبانوں کو تین بڑے اقسام پر تقسیم کیا ہے:-

(۱) انڈو یورپین زبان جنمیں یُورپ۔ ایران اور شمالی ہند کی زبانیں شامل ہیں +
(۲) سامی زبانیں جنمیں عربی۔ عبرانی۔ سُریانی۔ کلدانی۔ قبطی فنیشین اور اُن سے مشتق زبانیں آجاتی ہیں +
(۳) ڈریویڈین یہ ایک وسیع نام ہے جو ہر ایسی زبان کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ جو اُوپر کی دو قسموں میں نہیں آتیں +

جن وجُوہِ خاصہ کی بُنیاد پر اِن مختلف زبانہائے عالم میں سے سامی زبانوں کی جماعت بندی الگ الگ خاندان میں کی گئی ہے۔ اُنمیں ایک بھاری وجہ یہ ہے۔ کہ سامی زبانیں اور دُنیا کی کُل زبانوں کے برخلاف بہت ہی کم تغیّرات کے تلے آئی ہیں اور سامی زبانوں میں سے بھی جو زبان قطعی اور کلیتہً ہر قسم کے تغیّرات سے محفُوظ رہی ہے۔ وہ عربی زبان کی وہ قسم ہے۔ جو مکّہ اور حجاز میں بولی جاتی ہے بقول پروفیسر وِٹنی یہ زبان تو اپنی اصل شکل وصُورت میں اُس دن بھی حجاز میں بولی جاتی تھی۔ جب جناب موسیٰ موعُود زمین کی تلاش میں اسرائیلیوں کو ہمراہ لے عرب کے بیابانوں میں سے گذر رہے تھے۔ الغرض یہ امر مُسلم ہے کہ حجاز کی زبان جب سے بولی اور سُنی گئی اپنی شکل وصُورت میں اور اپنے الفاظ کے معانی میں ہر قسم کی تبدیلی سے بچی رہی

در اصل اِس زبان میں چند خصُوصیات ہیں۔ جن کو ہم آگے چل کر بیان کرینگے جو اِس قسم کے تغیّرات کے مقابل سدِ سکندری کا کام دیتی ہیں۔ اب اگر دوسری زبانوں کے بعض الفاظ جن کا اِشتقاق مُطلقاً عربی سے نہیں مانا گیا۔ وہ اپنی صُورت و معانی میں عربی الفاظ سے بالکُل ملتے جُلتے پائے جائیں۔ تو پھر الفاظ کو کسی اور قدیمی زبان کی طرف منسُوب کرنا یا تحقیق کا رُخ اس طرف پھیرنا سراسر حقیقت سے دُور رہنا ہے۔ اوّل تو عربی کے ماسوا کسی اَور زبان کے کسی لفظ کو بھی کسی دوسری زبان کے لفظ کا ماخذ کلیتہً قرار دینا صحیح نہیں۔ کیونکہ تغیّرات کا اثر ہر زبان پر ہے۔ اور کسی ایسے لفظ کے مُتعلق وثوق سے یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ وہ لفظ آگے کسی اور لفظ کا مشتق نہیں۔ ثانیاً ہم نے تو جہانتک مقابلہ کیا عربی کے ماسوا جس قدیمی زبان کے لفظ تک کسی دوسری زبان کے لفظ کو پُہنچایا گیا ہے۔ وہاں مادہ اور مشتق میں بہت ہی کم صُوری اور معنوی مجانست اور مشارکت نظر آئی۔ اِن موجودہ اوراق میں میں نے بغرضِ تحقیق انگریزی زبان کو انتخاب کیا ہے۔ اور اسکی ایک بھاری وجہ یہ ہے۔ کہ کُل السنۂ عالم میں ایک انگریزی زبان کے مُتعلق کہا گیا ہے۔ کہ اسکے الفاظ نے کُل دیگر زبانوں کے الفاظ کے بالمقابل سب سے زیادہ صوری معنوی تبدیلی اختیار کی ہے۔ موجودہ انگریزی الفاظ اپنی اصل صُورت و معانی سے بہت دُور ہو گئے ہوئے سمجھے گئے ہیں۔ یہ بات ایک حد تک تو درست ہے لیکن کیا اس قیاس کی ایک وجہ یہ نہیں ہوسکتی۔ کہ انگریزی کے الفاظ کا صحیح ماخذ تو نہیں مِلا۔ اور دوسری طرف جس کسی زبان کے الفاظ کو ان الفاظ کا رُوٹ یا مادہ سمجھ لیا گیا۔ ان کو مفرد و جملہ الفاظ مشتق سے کوئی بھی تعلّق نہ تھا۔ اسلیئے یہ قیاس کر لیا گیا کہ یہ زبان بہت ہی تغیّرات کھا چکی ہے۔ میں اپنی تحقیق کی رُو سے اِس اصُولِ تغیرات سے کلیتہً مُتفق نہیں ہوسکتا۔ اِسی لئے میں نے انگریزی زبان کو اپنی تحقیق کے لئے ترجیح دی اور میں دیکھتا ہوں۔ کہ جو الفاظ ان اغراض کے لیئے ہم نے تحقیق کئے اُنمیں نوّے فیصدی سے زیادہ انگریزی الفاظ ایسے ہیں۔ جو آواز کے ذرا سے ہیر پھیر کے ساتھ ہُو بہُو عربی الفاظ ہیں۔ مثلاً انگریزی لفظ ہسٹری (بمعنے تاریخ) اور سٹوری (بمعنے کہانی) کے اِشتقاق کے مُتعلق یورپین تحقیق اور ان الفاظ کا ایک عربی سے نہایت آسانی اور صفائی سے نکلنا میرے خیال کی ایک عُمدہ تشریح و تائید ہے۔ پروفیسر

میکس مولر نے جو اس فن کے ایک سر آمد بزرگ ہیں۔ اس لفظ کی تحقیق میں خاص قسم کی دماغ سوزی کی ہے۔ آپؒ لکھتے ہیں۔ کہ انگریزی لفظ **ہسٹری** اور **سٹوری** اور لاطینی لفظ ہسٹوریکس اصل میں یونانی لفظ ہسٹوریا (بمعنے علم) سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ یونانی لفظ ہسٹوریا جس کا اصل ہسٹور ہے۔ اسٹور کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔ اور لفظ اسٹور دو الفاظ۔ **اس** اور ٹور سے مرکب ہے۔ جس میں ٹور تو فاعلی علامت ہے۔ اور مادہ **اِس** ہے۔ یہاں پروفیسر مذکور یونانی تصریف کا ایک قاعدہ بتلاتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ یونانی میں جب کوئی لفظ حرف دال پر ختم ہو اور اس پر کوئی اور کلمہ جس کا شروع حرف تا سے ہو۔ دم کیا جائے۔ تو دال سین میں بدل جاتا ہے۔ اِسلئے لفظ اسٹور میں جو مادہ **اس** تھا وہ در اصل **اد** تھا۔ لہذا **اد** وہ رُوٹ یا مادہ ہے جس سے انگریزی الفاظ ہسٹری اور سٹوری یا لاطینی لفظ ہسٹوریکس بخیال پروفیسر مذکور نکلے ہوئے تسلیم کئے گئے ہیں۔ اور ان کے تتبع میں ہر ایک فرہنگ نگار کا خیال اس طرف گیا ہے۔ یہ کلمہ **اد** اب کسی قدیم یا موجودہ زبان میں بطور لفظ کبھی نہیں بولا گیا۔ ہاں یہ لفظ سنسکرت لفظ **ود** اور انگریزی لفظ **وِد** سے شکل میں ملتا جلتا نظر آتا ہے۔ سنسکرت اور انگریزی میں ان الفاظ کے معنے دیکھنا ہے۔ اِس طرح اِس مفروضہ مادہ **اِد** کے معنے دیکھنا تجویز کر کے **اِد ٹور** یا **اسٹور** کے اصل معنے دیکھنے یا دریافت کرنے والا ہو جاتے ہیں۔ یہ تو لفظی حصہ تحقیق ہے۔ اب معنے کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ کہ **دیکھنے** کا نتیجہ ہمارا علم ہوتا ہے۔ اِسلئے یونانی لفظ ہسٹوریا کے معنے علم ہو گئے۔ قصہ۔ کہانی۔ تاریخ یہ سب باتیں بھی علم کا ہی موجب ہوتی ہیں۔ اسلئے یہ سب الفاظ اد بمعنے دیکھنا سے مشتق ہیں۔ یہ وہ تحقیق ہے جو ایک بہترین فلالوجسٹ کے دماغ کا نتیجہ ہے لفظ ہسٹری یا سٹوری کو جو صُوری یا معنوی مشارکت و مجانست اِس مفروضہ

ك ۱ ملاحظہ ہو کتاب سائنس آف لینگوایج سیکنڈ سیریز لیکچر ہفتم مُصنّفہ پروفیسر میکس مولر صفحہ ۲۹۶ - ایڈیشن ۱۸۶۴ء

رُوٹ اِد سے ہے۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ ہاں اگر اسی طریق پر ہماری تحقیق جاری کر دی جائے۔ تو کُل دُنیا کی زبانیں ہم جس زبان سے چاہیں نکال سکتے ہیں۔ ہم کیوں نہ ایک زندہ اور غیر متغیّر زبان سے ایسے الفاظ کو منسوب کریں۔ اگر وہ زبان ہمیں الفاظ زیر تحقیق سے شکل و معنی میں ملتے جُلتے الفاظ بہم پہنچائے میں کہتا ہُوں مِلتا جُلتا درکنار اگر ایک لفظ اُس شکل و معنے میں عربی میں ہمیں موجود نظر آئے تو پھر کیوں عربی پر کسی اَور زبان کو ترجیح دیں۔ مثلاً انہیں انگریزی یُونانی لاطینی الفاظ کو ہم عربی زبان میں پاتے ہیں۔ وہاں ایک سہ حرفی مادہ **سطر** موجود ہے۔ جس کے معنے ایک تو عامہ مفہوم میں لکھنا ہے۔ اور اس کے خاص معنی تاریخ کا لکھنا اور قصّہ کہانی بیان کرنا ہے۔ پھر اس مادہ سے خود مشتق ایک لفظ **اسطورہ** ہے جس کے معنے فسانہ۔ قصّے کہانی کے ہیں۔ اب کیا اپنی شکل و معنی کے لحاظ سے انگریزی ہسٹری۔ سٹوری۔ لاطینی ہسٹوریکس اور عربی اسطورہ ایک ہی لفظ نہیں۔ جن کا اشتقاق ہم **سطر** سے کرتے ہیں۔ یہ مُسلم ہے کہ حرُوفِ علّت (ا۔ و۔ ی) یا اُن کے مقابل حرکات سکنات یعنے *واول لفظ کا اصل حصّہ نہیں ہوتے۔ ایسا ہی ع۔ ہ وغیرہ بھی ایک طرح حرُوفِ علّت ہی ہیں۔ اسلئے اصل حرُوف لفظ زیر بحث میں س۔ ط۔ ر ہیں۔ جو ان مختلف زبانوں کے الفاظ مذکورہ میں موجود ہیں۔ اور جو اس مادہ کے معنی ہیں۔ وہ بھی اِس طرح ہر لفظ میں نظر آرہے ہیں۔ اد ایک فرضی مادہ ہے۔ اور جو کبھی بھی کسی بولی کا کلمہ نہ تھا۔ ہاں اگر ہماری تحقیقات میں بُوالعجبیوں کی ہی ضرُورت ہے۔ تو پھر جہاں لفظ اِد کو معنوں کے لحاظ سے سنسکرت **وِد** اور انگریزی **وِد** بمعنی دیکھنا سے نسبت دیگئی ہے۔ تو پھر کیوں نہ عربی بداء کی طرف اِسے منسوب کر دیا جائے جس کے معنے ظاہر ہونا یا دکھلانا کے ہیں۔ چنانچہ اِن دونوں الفاظ انگریزی اور سنسکرت کو ہم عربی الفاظ بداء کی ہی دوسری شکل سمجھتے ہیں ❖

*. Vowel

یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ ایک اِتّفاقی مُشابہت سٹوری اور اسطورہ میں تھی اور ایسی معنوی اور لفظی مشابہتیں عمُوماً مختلف زبانوں میں مل جاتی ہیں لیکن اِس سے ایک زبان دوسری زبان سے مشتق یا ہم خاندان سمجھی نہیں جاتی چنانچہ پروفیسر وٹنی[1] اِس قسم کی ایک مثال عبرانی اور انگریزی کے مُتعلّق دیتے ہیں وہ کہتے ہیں۔ کہ اگر ایک ماہر علم اشتقاق اپنی عبرانی لُغت میں لفظ کوپھر[2] (بمعنی ڈھانکنا) کو دیکھ کر جھٹ اپنے انگریزی لفظ کوور[3] (بمعنی ڈھانکنا) سے ملاوے۔ تو یہ اُس کی غلطی ہے۔ اُسے سمجھ لینا چاہئے۔ کہ یہ لفظ قدیمی فرانسیسی لفظ کوورِر[4] سے انگریزی میں آیا ہے۔ جو لاطینی لفظ کُوپ[5] رائر سے نِکلا ہے۔ یہ لاطینی لفظ۔ کون[6] اور اُپرائر[7] کا مُشترک ہے۔ اور اُپرائر۔ اِسی قسم کے دو تین قدم اَور چلکر اپنے مادہ پار تک جا پہنچتا ہے۔ جس کے معنی گذرنا کے ہیں۔ یہاں پر پروفیسر مذکُور فرماتے ہیں۔ کہ یا تو یہ عبرانی اشتقاق کا شائق اپنے اِس وہم کو سر سے نکال دے۔ یا عبرانی لفظ کوپھر کو اِس طرح ہیر پھیر کر کے لاطینی مادہ پار تک پہنچا دے۔ مجھے فی الواقع سمجھ نہیں آتی۔ کہ یہ مطالبہ عبرانی سے کیوں کیا گیا ہے۔ جب عبرانی اور انگریزی لفظ شکل و معانی میں ایک ہی ہیں۔ کیونکہ ب۔ پ۔ ف۔ و حرُوف شفویہ ہیں اور ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔ ہاں چُونکہ عبرانی زبان بھی تغیّرات سے محفُوظ نہیں رہی۔ اور جیسے کہ ہم نے اُوپر بیان کیا ہے۔ جو زبانیں تغیّرات کے زیر اثر ہیں۔ اُن کے ہر لفظ کے مُتعلّق قیاس ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کسی اَور لفظ کی بدلی ہُوئی شکل ہو سکتی۔ اِسلئے پروفیسر وٹنی کا یہ مُطالبہ کہ عبرانی لفظ کو

[1] کتاب سٹڈی آف لینگوایج مصنفہ پروفیسر وٹنی لیکچر دہم صفحہ ۳۸۸ مطبوعہ لندن سنہ ۱۸۶۷ء +

(2). Kophor. (3). Cover. (4). Couvrir
(5). Cooperire. (6) Con. (7) Operire.

بھی کسی نہ کسی طریق پر لاطینی مادہ پار بمعنی گذرنا تک پہنچایا جائے۔ کچھ وزن رکھتا ہے۔ یا پروفیسر مذکور کے خیال کی بناء یہ ہی ہو کہ یہ عبرانی لفظ بھی بظاہر مُرکّب نظر آتا ہے۔ اور اِس کا پہلا حصّہ کو بھی لاطینی کی طرح زائد ہے لیکن اگر ہم اِس زیرِ تحقیق لفظ یعنے کور کو عبرانی کو پھر سے نہ ملائیں۔ بلکہ عربی الفاظ کوّر اور کفر سے نسبت دیں جو مُرکّب بھی نہیں۔ اور جن دونوں کے معنے وہی ہیں۔ جو انگریزی کور کے ہیں۔ یعنے ڈھانکنا۔ تو پھر وٹنی کا یہ اعتراض زبان عربی پر وارد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ عربی زبان تو غیر مُتغیّر ہے۔ اور اسکے الفاظ کا اِشتقاق جب ایک مادہ پر ختم ہو تو اُس مادہ سے آگے چلنے کی کوشش کرنا عربی زبان پر درست نہیں آتا۔ ہاں جو اعتراض عبرانی پر کیا گیا ہے وہی اعتراض پھر لاطینی پر بھی وارد ہوجاتا ہے۔ لاطینی زبان کے الفاظ بھی مُتغیر حالت میں ہیں۔ اس کے الفاظ بھی عمُوماً کسی اور ماخذ سے مشتق ہوتے ہیں کیوں لفظ کور کو لاطینی پار بمعنی گُذرنا تک پُہنچا کر تحقیق کا قدم روک لیا جائے کیوں نہ اس لاطینی لفظ پار کو عربی لفظ فرّ سے مشتق سمجھا جائے۔ جس کے معنے دوڑنا یا بھاگ جانا کے ہیں۔ دونوں لفظوں میں لفظی اور معنوی ہر دو مشارکتیں ہیں ہاں عربی لفظ فرّ سے آگے جانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ عربی زبان غیر مُتغیّر زبان ہے۔ اور ابدالآباد سے اِس کے الفاظ اپنی ابتدائی شکل وصُورت میں چلے آتے ہیں +

ہاں یہ خیال ہوسکتا ہے۔ کہ عربی مادے تین حرفوں سے کم کے نہیں ہوتے اور ہم سہ حرفی مادوں سے آگے جانا چاہتے ہیں۔ جیسے کہ لفظ سٹوری (کہانی) کی تحقیق میں عربی مادہ سطر (بمعنی کہانی کہنا) سہ حرفی ہے۔ اور اِس پر دوحرفی مادہ اد (بمعنی دیکھنا) قابل ترجیح ہے +

اوّل تو جن انڈو جرمنیک رُوٹس کا ہم اُوپر ذکر آئے ہیں۔ اور جن سے انڈو یورپین زبانیں مشتق فرض کی گئی ہیں۔ ان میں بھی عمُوماً مادے

سہ حرفی اور چار حرفی ہیں ۔ مثلاً سمر سمل ۔ گھردہ ۔ دہر ۔ بھرگ ۔ بھروگ ۔ سکلوڈ ۔ قرب ۔ قند ۔ بھدہ ۔ بھلج وغیرہ وغیرہ یہ سب سہ حرفی اور چار حرفی ہیں ۔ اور یہ مسلّم ہے ۔ کہ یہ کسی ایسی زبان کے الفاظ نہیں جو کبھی انسان نے بولی ۔ بلکہ مختلف الفاظ کا مقابلہ کرکے ان میں مشترک حصہ لفظ کو مادہ اور مشترک حصہ معنے کو اس مفروضہ مادہ کے معنے تجویز کرکے انڈو جرمنیک مادے تجویز کئے گئے ہیں ۔ اور اس امر کے مفروضہ ہونے کا محققین فرنگ کو خود اعتراف ہے ۔ ان حالات پر ہم کیوں اِن مفروضہ مادّوں کی طرف نظرِ التفات بھی کریں ۔ جب ایک زندہ غیر متغیّر زبان ہمارے پاس موجود ہے ۔ جس میں دو حرفی سہ حرفی مادے ہزار در ہزار موجود ہیں ۔ جن تک غیر زبانوں کے الفاظ نہایت صفائی اور آسانی سے پہنچ جاتے ہیں ۔ پھر اس سے بڑھ کر میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اِن مفروضہ انڈو جرمنیک روٹس کو بھی ہم عربی زبان کے مادوں سے صوری اور معنوی لحاظ سے ملتا جلتا ثابت کردیں ۔ تو پھر آیا عربی مادے قابل ترجیح ٹھیرینگے یا یہ انڈو جرمنیک مادے ۔ یہاں ہم ذیل میں چند انڈو جرمنیک[1] مادہ اور عربی مادہ ایک دوسرے کے بالمقابل دیتے ہیں ؂

---

[1] جہاں تک مجھے یاد ہے انڈو جرمنیک مادوں کی تعداد تین صد کے لگ بھگ ہے ۔ جو سکیٹ کی ڈکشنری کے پہلے ایڈیشن میں دیئے گئے ہیں میرے پاس اس وقت وہ ڈکشنری یہاں موجود نہیں ۔ اس کے نئے ایڈیشن کو میں نے اسلئے منگوایا تھا ۔ اس میں یہ مادے نہیں دیئے گئے بعض الفاظ کے اشتقاق کے آگے چند مادے دیئے گئے ہیں ۔ جن کو میں نے اس تحقیق میں اخذ کرلیا ہے ۔ چونکہ میرے پاس فرصت کا وقت موجودہ حالات میں یہی دو مہینے تھے جنمیں سے ایک مہینہ کتاب براہین نیرہ کی تصنیف نے لیلیا ۔ اسلئے مینے اس کتاب میں انھیں چند مادوں پر اکتفا کیا ۔ جو میری موجودہ غرض کیلئے کافی سے بھی زیادہ ہے جب میں مکمل حالت میں کتاب لکھونگا اس کمی کو پورا کردونگا منہ

جرمنیک مادہ		معنے	عربی مادہ	معنے
قپ	Qap.	پکڑنا	قبص	پکڑنا
بھیدہ	Bheidh.	اعتبار کرنا	فوض	اعتبار اگسی کے سپرد کچھ کرنا
برگ	Bhreg.	توڑنا	فرق	توڑنا
لیوق	Leuq.	چمکنا	الاق	بجلی کا چمکنا
پر	Per	چلنا	فر	بھاگنا
من	men	خیال کرنا	معنی از عنی	مُراد رکھنا
مد	med	پیمائش کرنا	مُدّ	پیمانہ
گن	Gen.	کوشش کرکے علم حاصل کرنا۔ جاننا	قن	جبھون حاصل کرنا علم
پلی	Ple.	بھرنا	ملاء	بھرنا
سک	Sek.	کاٹنا	شق	کاٹنا
سٹا	sta.	کھڑا ہونا	صدی	کسی چیز کو دیکھنے کیلئے سیدھا کھڑا ہونا۔
ویڈ	Wed	بھیگنا	ودن	بھگونا
ویڈ	Weed	دیکھنا	بدا ء	ظاہر ہونا۔ دکھلانا

اِس تقابل سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انڈو جرمنیک مادے اور عربی مادے ایک ہی ہیں۔ پھر انڈو جرمنیک مادوں کے مُتعلّق تو یہ امر مُسلّم ہے۔ کہ یہ کسی ایسی زبان کے الفاظ نہیں جو کبھی دُنیا میں بولی گئی۔ اور عربی ایک زندہ غیر مُتغیّر زبان ہے۔ تو پھر کیوں ہم عربی زبان کو ان تمام ہزارہا انڈو یورپین زبانوں کے الفاظ کا ماخذ قرار نہ دیں جن کو اِن انڈو جرمنیک مادوں تک پہنچایا گیا ہے۔ یہ مادہ تعداد میں تین صد کے اندر اندر ہیں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ ہم ان میں سے زیادہ حصہ عربی زبان کا دکھلا سکیں گے۔ ہاں اگر بعض ہم سے رہ بھی گئے۔ تو پھر انڈو جرمنیک مادے تو مُسلّمۃً مفروضہ ہیں۔ ہم اُن کے پابند نہیں۔ علاوہ ازیں ہم یہ تکلیف بھی کیوں کریں۔ جن انڈو یورپین الفاظ

کو اِن مفروضہ مادوں سے نکالا جاتا ہے۔ وہاں تو مادہ اور مشتق لفظ میں نہ معنوی مجانست ہوتی ہے نہ صُوری۔ اور اس کے مقابل اگر وہ الفاظ عربی الفاظ سے ہر رنگ میں ملتے جُلتے ثابت ہوں۔ تو پھر کیوں ہم انکو عربی زبان سے مشتق نہ سمجھیں + یہ میں ابھی ذکر کر چکا ہُوں۔ کہ لفظ کور[1] اور اُس کے مُترادف لاطینی لفظ کُوپ رائر[2] کو کون[3] اور اوپر رائر[4] سے مُرکّب سمجھ کر کون کو۔ اس لفظ کا حصّہ زائد قرار دیدیا ہے۔ اور اوپر رائر[5] کی تحقیق آگے کی گئی ہے۔ یہ طریق تو درست ہے۔ کہ مُرکّب الفاظ کے فالتو حصّہ کو اصل حصّہ لفظ سے جُدا کر کے تحقیق کو مُؤخر الذکر حصّہ تک محدُود کرنا چاہئے لیکن مُشکل اس میں یہ پڑتی ہے۔ کہ بالفرض ایک لفظ اصل زبان میں تو مُفرد ہو۔ اور دوسری زبان میں جاکر مُرکّب شکل اختیار کرے۔ اب اگر اُس زبان میں اس مُرکّب شکل کا ایک حصّہ کسی زوائد یا علامت سے ملتا جُلتا ہو۔ تو یہ امر بالکل ممکن ہے۔ کہ اس حصّے کو لفظ زیر بحث سے جُدا کر کے بقیّہ حصّہ پر تحقیق شروع کیجائے۔ اس سے لازماً انسان حقیقت سے دُور چلا جائیگا۔ جیسے کہ ہم لفظ کور اور اُس کے لاطینی مُترادف کو پر ائر میں دکھلا آئے ہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ یُورپین الفاظ کے آگے پیچھے اکثر ایسے زوائد نظر آتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ممکن ہے کہ جسے زوائد سمجھا گیا وہ اصل حصّۂ لفظ ہوں۔ مثلاً انگریزی میں۔ ار[6] فعل کے بعد آکر اُسے اِسم فاعل بنا دیتا ہے۔ لفظ ماسٹر بمعنی آقہ۔ نگاہبان۔ نگرانی کُنندہ جہاں اپنے اندر فاعلی معنی رکھتا ہے۔ وہاں اس کے خاتمہ پر بھی علامت فاعلی ار موجود ہے۔ اسلئے یہ کوئی تعجب خیز بات نہ تھی۔ کہ لفظ ماسٹر کی تحقیق ماسٹ (بمعنی مستول) سے شروع کی گئی۔ جس کے معنوں کو چونکہ کوئی تعلق ماسٹر سے نہ تھا۔ اسلئے اسے نا تحقیق شُدہ لفظ قرار دیا گیا۔ چنانچہ سکیٹ نے اپنی انگریزی زبان کی

(1). Cover. (2). Cooperire. (3). con.
(4) Operire (5). Operire. (6). er.

+ دیکھو صفحہ ۱۰ اور ۱۱

اِشتقاقی ڈکشنری کے پہلے ایڈیشن میں ماسٹر کو غیر تحقیق شُدہ لفظ قرار دیا۔ اب سکیٹ نے ۱۹۱۱ء میں جو نیا ایڈیشن نکالا ہے۔ اس میں ماسٹر کو مسٹر اور مجسٹریٹ کا ہم مخرج سمجھ کر اُن کو لاطینی مجس سے مشتق سمجھا گیا ہے۔ جس کے معنی بڑا کے ہیں۔ بالمقابل عربی زبان میں ماسٹر سے صُوری معنوی مشارکت رکھنے والا لفظ مسیطر[۱] موجود ہے۔ جس کے معنے نگرانِ حال۔ ذمہ دار۔ نگاہبان کے ہیں۔ یہ لفظ سیطر بمعنے نگاہبانی یا نگرانی کرنے کا اسم فاعل ہے۔ لہٰذا انگریزی ماسٹر اور عربی مسیطر کو کیوں ایک لفظ ہی نہ سمجھا جائے +

لاطینی زبان میں کثرت سے ایسے زوائد ہیں۔ اور اُن کے خاص خاص معنے بھی ہیں۔ وہ الفاظ کے ساتھ آگے پیچھے ضم ہو کر معنوں میں خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔ لیکن اگر صحیح قرینہ موجود ہو تو کیوں ایسے زوائد کو لفظ کا اصل حصّہ نہ سمجھا جائے۔ مثلاً لاطینی میں۔ ری[۲] بمعنے دوبارہ یا واپسی ایب[۳] بمعنی "سے" اور "دُور" اور اوب[۴] بمعنی "نزدیک" ہیں۔ یہ زوائد ہمیں انگریزی الفاظ ریفیوض (اِنکار کرنا) ریپوض (آرام کرنا) ابیوز (گالی دینا) اوبضرو (نظر بصیرت سے دیکھنا) میں نظر آتے ہیں۔ اب ممکن ہے۔ کہ ان چار الفاظ میں یہ زوائد ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ ان میں حروف علّت (ا۔ و۔ ی) صوتی ہیر پھیر سے اِن الفاظ کے اصلی مادوں میں لگ گئے ہوں اور اصل مادوں میں ر اور ب لفظ کا اصلی حصّہ ہوں۔ مثلاً اگر ان الفاظ سے حرُوف علّت کو حذف کر دیں۔ تو اُن کی شکل۔ رفض۔ ربض۔ بذا اور بضر کی رہ جاتی ہے۔ اِن دونوں میں سے کونسی تحقیق صحیح ہے؟ اِس سوال کے جواب میں ہم اِن الفاظ کی یوروپین تحقیق کو دے کر اُن کے آگے عربی الفاظ رکھ دیتے ہیں +

---

[۱] لست علیھم بمسیطر۔ قرآن +

(2). Re.　　(3). ab.　　(4). Ob.

(۱) ریفیوض مُرکّب بہ ری (بمعنے واپسی) و فنڈیر (کسی سیّال چیز کا ڈالنا) اِس طرح واپس ڈالنا اِس لفظ کے اصلی معنے ہُوئے۔ جو بتدریج بحال کرنا۔ واپس کرنا۔ پھرنا منظور کرنا۔ اور اِس سے کسی چیز سے اِنکار کرنا ہو گئے۔ اِن سب تکلفات کے مقابل ہم ریفیوض کو قدیم فرانسیسی لفظ ریفض (ترک کرنا) کے ذریعہ عربی لفظ رفض بمعنے ترک کرنا سے مشتق قرار دیتے ہیں +

(۲) ریپوض (آرام کرنا) یورپین تحقیق میں مُرکّب بہ ری (دوبارہ) و پوض مشتق از لاطینی پوضیر بمعنے ٹھیرنا یعنے آدمی جب چلتا ہے تو پہلے تو ساکن ہوتا ہے۔ اب چلتے چلتے اگر پھر ٹھیرے تو اس نے دوبارہ سکون اختیار کیا جو بمنزلہ آرام کے ہو گیا۔ اِسلئے ریپوض بمعنے آرام کرنا کے ہو گئے۔ بالمقابل عربی ربّض کے معنے آرام دینا کے ہیں +

(۳) ابیوز۔ مرکب بہ ایب (بمعنے "سے" یا "دُور") و ..یوز اور اُس کا لاطینی مُترادف یوٹی بمعنے "استعمال" ہے۔ اس طرح ابیوز کے معنے استعمال سے دُور۔ اب یہ لفظ ابیوز[ل] دو معنے رکھتا ہے۔ جن کا تعلق ایک دوسرے سے کوئی نہیں۔ اس کے ایک معنے ہیں کسی چیز کی غیر استعمالی۔ یہ تو خیر مذکورہ طریق اِشتقاق کے قریب بھی ہے۔ لیکن اس کے ایک معنے گالی دینا یا کسی کو بُرا بھلا کہنے کے ہیں۔ کہا گیا ہے۔ کہ گالیوں میں الفاظ کا استعمال ناجائز ہوتا ہے۔ اِسلئے اِس کے معنے بُرا بھلا کہنے کے ہو گئے۔ اب اس استخراج کے بالمقابل ہم اِس لفظ ابیوز کے ہر دو معانی کے لحاظ سے اس کے مقابل دو

[ل] اکثر زبانوں میں بعض الفاظ ہوتے ہیں۔ کہ ان کی دو دو یا زیادہ معنے ہوتے ہیں۔ اور ان معانی کو ایکدوسرے سے تعلق نہیں ہوتا۔ اسلئے ان کا اشتقاق نہایت اشکال کا سامنا کر دیتا ہے بات یہ ہوتی ہے کہ ماخذی زبان میں ایسے الفاظ مختلف الفاظ سے نکلے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن کی شکل تو کسیقدر ملتی جلتی ہوتی ہے لیکن معنے بالکل الگ ہوتے ہیں۔ یہ مختلف لفاظ دوسری زبان میں جا کر صوتی تبدیلی سے بعض وقت شکل تو ایک اختیار کر لیتے ہیں لیکن معانی اصل قائم رکھتے ہیں اسکی مثال یہی لفظ ابیوز ہے اور مثالوں کیلئے دیکھو صفحہ ۲۴ منہ

عربی لفظ الگ الگ پاتے ہیں۔ ایبیوز بمعنے گالی دینا کے مقابل عربی لفظ بذاء گالی دینا اور ابّذ بمعنے کسی کو مطعون کرنا۔ یا کسی پر الزام دینا اور ایبیوز بمعنے غیر استعمالِ شے کرنا کے مقابل عربی لفظ عبث بمعنے ایسی چیز جو کسی استعمال کے قابل نہ ہو۔ موجود پاتے ہیں +

(۴) اوب ضرو اور اس کا عربی مُترادف البصر یہ دونوں لفظ بالکل ایک ہی معنے میں عربی اور انگریزی میں استعمال ہوتے ہیں۔ یعنے نتیجہ اخذ کرنے کے لیئے یا نظر بصیرت سے کسی چیز کو دیکھنا۔ ہر دو لفظ صُوری و معنوی لحاظ سے مشابہ درکنار بالکل ایک ہی ہیں۔ لیکن اُسی غلط اصُول نے مُحقّقین کو صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچنے دیا۔ اس اوبضرو کو مرکب بہ اوب بمعنے نزدیک اور ضرو مشتق از لاطینی سر یوائر بمعنے رکھنا یا پرواہ کرنا قرار دیا گیا ہے۔ اب کہاں تک اس کو اصل لفظ سے معنوی تعلق ہے وہ ظاہر ہے +

الغرض انڈو۔ یورپین زبانوں میں بعض زوائد کا موجُود ہونا اور اُن کا لفظوں کے آگے یا پیچھے ضم ہوکر معنوں میں خاص کیفیّت پیدا کر دینا مُحقّق اشتقاق کے لئے بہت ہی دھوکہ دہ ثابت ہؤا ہے۔ اِس سے اِنکار نہیں ہوسکتا۔ کہ بعض الفاظ اِسی طریق پر بنائے گئے ہیں۔ لیکن ہر ایک لفظ پر تو ایک ہی قاعدہ حاوی نہیں ہوسکتا۔ سہل علاج یہ تھا۔ کہ جہاں اِس قسم کا تکلّف کرنا پڑے۔ اور لفظ کو مُرکّب سمجھ کر اُس کے مفرُوضہ اصل حصّہ کو بھی مفرُوضہ مادہ سے صُوری معنوی کوئی بھی تعلّق نہ ہو۔ بلکہ دُور از قیاس باتوں پر تحقیق کا حصر کیا جائے تو ایسی صُورت میں ان الفاظ کو مُرکّب نہ سمجھا جائے بلکہ اِن الفاظ میں حرُوف علّت کو زائد قرار دیکر اصلی حرُوف کی طرف توجّہ کی جائے تو اِس طرح بہت آسانی سے ہم اصل مادہ تک پہنچ سکتے ہیں +

دراصل عربی زبان میں حرُوف علّت (ا۔و۔ی) اور ان کے بالمقابل حرکات (زیر۔پیش۔زبر) ایسا ہی اُن کے مقابل یورپین زبانوں میں

واوّل[۵] یا نیم واوّل[۶] ہی حقیقی زوائد ہیں۔ ہم اگر بروقت تحقیق ان کو الفاظ زیرِ تحقیق سے الگ کر دیں۔ اور لفظ کے بقیہ[۷] حروف کو زیرِ نظر رکھیں۔ اور ساتھ ہی وہ حروف بھی اپنے سامنے رکھیں جو قریب المخرج ہونے کے باعث ایک دوسرے سے بدل جاتے ہیں۔ تو تحقیق کا راستہ بہت ہی آسان ہو جائے گا۔ مذکورہ بالا الفاظ سٹوری۔ ریفیوص۔ ربیوص۔ ایبیوز۔ اوب ضرو میں سے اگر حرُوفِ علّت حذف کر دیں۔ تو پھر اُن کی شکل سٹر۔ رفض۔ ربض۔ بذ۔ اور بضر رہ جاتی ہے۔ ان کو عربی مادوں سَطر۔ رَفض۔ رَبض۔ بَذء۔ بصر کے ساتھ شکل ومعانی میں ملتے جلتے پانا بلکہ اُن کا ایک ہمشکل ہونا صریح امر ہے۔ اس اصُول کو سامنے رکھ کر مثالاً ہم ذیل میں چند الفاظ انگریزی یہاں درج کرتے ہیں۔ جو صاف صاف عربی مُفردات سے مشتق نظر آتے ہیں۔ لیکن صوتی تبدیلیوں نے اِن الفاظ میں حرکات کی جگہ حروف علّت لگا کر اِن کو مُرکّب الفاظ کی شکل دیدی ہے۔ اس مُرکب شکل میں اِن الفاظ کا ایک حصہ[۸] چُونکہ بعض یورپین زوائد سے رلتا جلتا نظر آتا ہے۔ اِسلیئے اُن کی تحقیق غلط راہ پر پڑ گئی ہے۔ جیسے کہ ہم نے الفاظ ریفیوص وغیرہ کے مُتعلق ابھی بحث کی ہے۔ ہم یہاں ان الفاظ کے ساتھ اُن کا لاطینی سے اشتقاق اور اس کے مقابل عربی اشتقاق دیدیتے ہیں۔ جس سے ہمارے مطلب کی کافی طور پر تصریح ہو جائیگی ÷

انگریزی لفظ	معنے		عربی معہ مادہ و معنے
انٹیق Antique	قدیم	مُرکّب از انٹی بمعنے پہلے اور اٹیکیس جو تحقیق نہیں ہوا	علیق[۸] از عتیق بوڑھا ہونا۔

(1). a, e, i, o, u. (2). y, v, w.

[۸] نون بطورِ تغنن بعض الفاظ میں عرب لگا دیتے ہیں۔ لیکن اور زبانوں میں یہ نون بعض دفعہ اصل حصہ لفظ بن جاتا ہے۔ مثلاً چاول سے چانول۔ ڈواک سے ڈانک۔ انٹیق میں بھی یہی نون ہے

انگریزی لفظ	معنے	لاطینی اشتقاق	عربی معہ مادہ و معنے
انجاے Enjoy	بھوگنا۔ فائدہ اُٹھانا۔	مُرکّب بر ان = میں۔ جاوے خوشی یعنے خوشی میں	انجع پھولنا پھلنا نجع فائدہ اُٹھانا۔
امیون ۔ Imune	کسی کا کسی ذمہ داری یا مجبوری سے امن میں آنا۔	لاطینی ام بمعنی بین میونس = خدمت کرنا	امن
انفیوز Infuse	کسی چیز میں نفوذ کر جانا۔	ان = میں فنڈیر (کسی سیال چیز کا) گرانا	اِنفذ و نفذ = کسی میں نفوذ کر جانا۔
اوبیڈینٹ Obedient	مطیع۔ فرمانبردار	اوب = نزدیک اوڈائر۔ سُننا	عبدیت = فرمانبرداری۔ اطاعت عبد علیہ اطاعت کرنا
ایڈورس Adverse	مخالف	ایڈ علامت مصدری یورٹیر۔ پھیرنا	ادبر = مخالف مشتق از دبر پیچھے کسی کے ۔ پیچھے پڑنا۔

انگریزی الفاظ کے مقابل جو عربی الفاظ ہم نے یہاں رکھ دیئے ہیں۔ اُن کی صُورت اور معانی کو دیکھ کر ہم کہنے کا یہ حق رکھتے ہیں ۔ کہ یہ الفاظ عربی الفاظ سے مشتق ہیں ۔ اور مغربی تحقیقات محض تکلّفات کا مجموعہ ہے ✣

حرُوف علّت اور اُن کے بالمقابل حرکات کے علاوہ چند اور حرُوف بھی عربی زبان میں ہیں جو دراصل مختلف معانی کے ادا کرنے کے لیئے اصل مادہ پر زوم کر دیئے جاتے ہیں ۔ یا عربی کا ایک مادہ مختلف معانی کے لئے مختلف اوزان میں جاکر مختلف حرُوف آگے اور پیچھے لگا لیتا ہے ۔ وہ بھی اس تحقیق لسانی میں بطور زوائد کے سمجھنے چاہئیں ۔ مثلاً اسم آلہ اور اسم ظرف میں میم مادہ کے پہلے آجاتا ہے ۔ اِسی طرح بعض وقت بعض مصدروں کا اسم فاعل مفعل کے وزن پر آجاتا ہے ✣

اب اگر انڈو یورپین زبان میں اِن اوزان کا عربی لفظ چلا گیا ہو تو ایک مغربی محقّق ایسے لفظ کے آگے میم کو پاکر ضرُور دھوکہ کھائیگا ۔ وہ میم کو

اصل حصّہ مادہ سمجھیگا۔ اور اِس طرح اُس کا قیاس کبھی منزلِ مقصود تک نہ پہنچیگا۔
مثلاً انگریزی میں ایک لفظ مینے کل[1] بمعنے ہتکڑی کے ہیں۔ عربی میں ہتکڑی
یا زنجیر کو نکل کہتے ہیں جس کا اِسم آلہ مِنکل یعنے وہ آلہ جس کے ساتھ کسی کو
باندھ کر سزا دیتے ہیں۔ اِس طرح ہم انگریزی لفظ کا مادہ نکل کرا دیتے ہیں۔
بالمقابل یورپین تحقیق یہ ہے۔ کہ لاطینی میں ایک لفظ مینکس بمعنے ہاتھ موجود
ہے۔ اِسلئے مینے کل کو اس سے مشتق سمجھا گیا ہے۔ یہاں بیشک کچھ نہ کچھ
صوری و معنوی مجانست تو ہے۔ لیکن جب انگریزی لفظ مینے کل اور اس کے
مُترادف فرانسیسی مینی کل اور لاطینی مینی کیولا کے مقابل عربی میں مِنکل مشتق
از نکل بمعنے ہتکڑی موجود پاتے ہیں۔ تو پھر ہم کیوں عربی اِشتقاق کو ترجیح
نہ دیں؟ بہرحال یہاں تو قیاسِ مُخالف کو کچھ گنجائش بھی ہے۔ مگر اَور جگہ یہ
صورت نہیں۔ مثلاً مینٹل[2] بمعنے تولیا یا رومال ایک اَور انگریزی لفظ ہے
جس کے لاطینی اور قدیم فرانسیسی مُترادف بھی اُسی کے ہم شکل و ہم معانی ہیں۔
اِن سب کو لاطینی لفظ منٹم[3] (کسی چیز کو ڈھانپنے کا کپڑا) سے مشتق سمجھا گیا ہے
لیکن عربی میں ٹھیک یہی لفظ بشکل مندیل موجود ہے۔ جس کے معنے بھی وہی
تولیا یا دستمال کے ہیں۔ یہ لفظ ندل سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہاتھوں کا
آلودہ ہونا۔ اور تندل کے معنے آلودہ ہاتھوں کو کسی چیز سے پونچنا۔ اور جس چیز
سے ہاتھ صاف کیئے جائیں۔ اُسکو مندیل بولتے ہیں۔ پھر ایک لفظ مین[4] ہے
ہے۔ جس کے معنے ہیں ارادہ کرنا یا مُراد رکھنا۔ یہ لفظ قریباً کُل یورپین زبانوں
میں ملتی جُلتی شکلوں میں پایا جاتا ہے۔ اور چونکہ میم سے شروع ہوتا ہے اسلئے
اُسکو لاطینی مینّی[5] بمعنے حافظہ کے متعلق کیا گیا ہے۔ اب بالمقابل عربی لفظ معنی۔
جس کے معنے بھی یہی ہیں۔ اِسمیں میم اصلی نہیں۔ بلکہ یہ لفظ عنی بمعنے ارادہ کرنا

(1). Mancle. (2) Mantle. (3). Mantum
(4). Mean. (5). Minni.

یا مُراد رکھنا سے مشتق ہے۔ اسی طرح دو اور الفاظ ہیں۔ مرسی[1] بمعنے رحم اور میلس[2] بمعنے کینہ جس کا فاعل مَلِیْغِس بمعنے کینہ ور موجود ہے۔ ان میں بھی میم ایک عربی سے ناواقف کو اصل حقیقت سے روک رہا ہے۔ انگریزی لفظ مِلیس (کینہ) کو لاطینی مَیلس بمعنے بُرا سے مشتق کیا گیا ہے۔ لیکن ہم اگر اس میم کو زائد سمجھ کر باقی حصہ پر غور کریں تو عربی لفظ لوث کے معنے کینہ اور آلودگی دو نو آئے ہیں۔ اس کا اسم فاعل ملوث بمعنے آلودہ تو عربی میں استعمال ہوتا ہے۔ گو لوث بمعنے کینہ کا فاعل ملوث بمعنے کینہ ور استعمال میں نہیں آیا۔ لیکن اگر اسم فاعل مُلوّث کے مادہ لوث کے معنے کینہ بھی ہیں۔ تو پھر دوسری زبان میں مُلوث کے معنے کینہ ور اگر ہو جائیں تو یہ تو ایک معمولی سے معنوی تبدیلی ہے۔ جو ایک لفظ ایک زبان سے چلکر دوسری زبان میں حاصل کر لیتا ہے۔ اسی طرح لفظ مرسی (رحم) کے آگے میم کے ہونے نے بھی دقت پیدا کر دی ہے۔ مرسی کو چند تغیرّات کے بعد لاطینی مرسیس[3] تک پہنچایا گیا ہے۔ جس کے معنے ادا کرنا کے ہیں۔ اور پھر اسی لفظ مرسی (رحم) کو الفاظ مرسینری[4] بمعنے کرایہ پر کام کرنیوالا۔ مرچنٹ[5] بمعنے تاجر کے متعلق کیا گیا ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ رحم کو کرایہ یا تجارت یا کسی چیز کی ادائیگی سے کیا تعلق ہے۔ بالمقابل عربی زبان میں ایک لفظ رثا بمعنے رقت قلب ہے۔ اور اس کی دوسری شکل رثی کسی پر رحم کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی سے لفظ مرثیہ یعنے ایسی نظم جس سے رقتِ قلب یا رحم کو مشتعل کیا جائے موجود ہے اور یہ بھی ناممکن نہیں کہ لفظ رثی (بمعنے کسی پر رحم کرنا) کا غلط طریق پر اسم فاعل مراث یا مارث (رحم کُنندہ) تجویز کر کے لفظ زیرِ غور میں صرف رحم کا مفہوم باقی رہ گیا ہو۔ لسانی تحقیق میں یہ دکھلا دینا در اصل کافی سے بھی زیادہ ہے۔ کہ عربی زبان میں لفظ رثاء ہے۔ جس کے معنے رحم کھانا کے ہیں۔ اور اسکے

(1). Mercy. (2) Malice. (3). Merces.
(4). Mercenary. (5). merchant.

مشتقات میں مرثیہ - مرثات - مراث موجود ہیں - جن میں رحم کا ایک مفہوم قائم ہے + اور جو انگریزی لفظ مرسی سے ملتے جلتے ہیں -

اسی طرح میں نے اِس تحقیق میں بعض ایسے انگریزی الفاظ بھی دیکھے ہیں جو کسی عربی وزن مثلاً استفعال - افتعال یا تفعل کے وزن پر کچھ خفیف سی بدلی ہوئی شکل میں ہیں - اب اگر یہ صورت ہو تو ایک غربی محقق جو عربی زبان کی طرف توجہ نہیں کرتا کس طرح صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے - مثلاً ایک انگریزی لفظ اسٹونش* (حیرت زدہ ہونا) میں ایک طرف اس لفظ کا آخری حصہ اِش[1] فالتو سمجھا گیا ہے - پھر پہلے حصہ ایس[2] کو لاطینی اکس[3] بمعنے باہر کی دوسری شکل قرار دیکر بقیہ حصہ لفظ کو ٹونیر[4] بمعنے بادل کا گرجنا سے مشتق کر دیا ہے - خیال شاید یہ ہو گا کہ بادل کی گرج سے کوئی شخص وحشت زدہ ہو جاتا ہے سمجھ نہیں آتی - کہ ایسی تحقیق کس طرح ایک سلیم مزاج کو تشفی دے سکتی ہے یہ میں پہلے لکھ چکا ہوں - کہ عرب خوبی سماعت کے لئے بعض الفاظ میں نون غنّہ لگا دیتے ہیں - اور اُن کے تتبع میں یہ نون غنّہ اَور زبانوں میں اکثر نظر آتا ہے اِسی لئے تحقیق لسانی میں اِس نون کو اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے - اب اگر اس نون کو جو اسٹونش میں ہے الگ کر دیا جائے تو پھر یہ لفظ اپنی شکل و معانی میں عربی لفظ استوحش کا گویا مُثنّہ ہے جس کے معنے وحشت زدگی حاصل کرنے کے ہیں - یہ استوحش بذات خود استفعال کے باب میں لفظ وحش (وحشی مزاج ہونا) سے مشتق ہے - اب اگر یہ اشتقاق صحیح ہے - تو پھر ایک یورپین محقق جس طرف جا رہا ہے - وہ کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے - وہ اس لفظ میں تا کو مدِ نظر رکھتا ہے - یہاں تا اصلی حصہ لفظ ہی نہیں - اسی طرح ایک اور انگریزی لفظ اِسٹیم[5] یا اسٹیمیٹ[6] (قیمت لگانا اندازہ کرنا) ہے - اس کی لاطینی شکل بھی

(1). ish. (2). as. (3) ex.
(4). tonare. (5). Esteem. (6) Estimate

قریب قریب اس کے ہے۔ اور یہی اس کے معنے ہیں۔ اسکو ٹھیک لفظ ایستین[1] بمعنے لحاظ کرنے کے متعلق کر دیا گیا ہے۔ اس میں بھی ٹ[2] دھوکا دے رہی ہے اس کو میں نے عربی لفظ استام سے مستخرج سمجھا ہے۔ جس کے معنے ہیں کسی چیز یا مال کی قیمت دریافت کرنا۔ اب یہ لفظ باب افتعال میں عربی مادہ سام سے مشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں کسی چیز کو بیچنے کے لئے پیش کرنا۔ انگریزی لفظ اسٹیم اور عربی لفظ استام تو شکل اور معنی میں ایک ہی ہیں۔ لیکن جس تا کو اس میں ضروری سمجھا گیا ہے۔ وہ زائد ہے۔ اسیطرح ایک اور انگریزی لفظ امی ٹیٹ[3] ہے۔ جس کے معنے ہیں نقل کرنا۔ اس کی لاطینی شکل امی ٹیر[4] ہے۔ جس کے یہی معنے ہیں۔ لاطینی سے آگے اس لفظ کی تحقیق نہیں ہوسکی۔ عربی میں اس لفظ سے شکل میں ملتا جلتا اور اس کا بالکل ہم معنے لفظ اِئتم ہے۔ جو باب افتعال میں امّ بمعنے رہنمائی کرنا سے مشتق ہے۔ افتعال میں آکر اس کے معنے کسی کی نقل کرنے کے ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح انگریزی لفظ اِٹیریٹ[5] (دوہرانا) اور عربی لفظ اتارت۔ شکل اور معانی میں ایک ہی ہیں۔ اس کا مادّہ تارہ بمعنے نوبت ہیں۔ اس لفظ میں جو بروے اشتقاق عربی اصل مادہ تھا۔ اسکو تو یورپین فرہنگ نویسوں نے زائد تسلیم کیا۔ اور اس لفظ کو ضمیر متکلم آئی[6] بمعنے مَیں کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے ؂

اِن چند مثالوں سے کم ازکم یہ امر تو ظاہر ہوگیا۔ کہ جہاں عربی اور انگریزی لفظ اپنی شکل و معانی میں ایک ہی ہیں۔ وہ اگر عربی سے مشتق سمجھے جاویں۔ تو ایک یورپین محقّق اُن کی اصلیّت کو نہیں دیکھ سکتا۔ ان الفاظ کا مادہ مختلف عربی اوزان میں ہونے کے باعث ایک ناواقف کی نگاہ سے اوجھل رہ جاتا ہے۔ جیسے وہ لفظ کا حصّہ زائد سمجھتا ہے۔ وہ

(1). Aistan. (2). t. (3). Immitate
(4). Imitare. (5) Iterate. (6). I

اصل اور جس کو وہ اصل سمجھتا ہے۔ وہ زائد نکل آتا ہے۔ اِن مثالوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عربی اشتقاق کس قدر صحیح اور برجستہ ہے۔ جس کے مقابل یورپین تحقیق کو کوئی نسبت نہیں۔ اِسی طرح بعض الفاظ ایسے بھی انگریزی میں ہیں۔ کہ جن کے کئی کئی معنے ہیں۔ اور یورپین تحقیق اُن کی اصلیّت تک نہیں پہنچ سکی۔ بات یہ ہے کہ وہ جہاں سے آئے ہیں۔ وہاں وہ مختلف الفاظ تھے۔ جو صورت میں کچھ تشابہ رکھتے تھے۔ لیکن معنے اُس کے بالکل مختلف تھے۔ جب اپنے ماخذ زبان سے نکلے اور دوسری جگہ آئے تو اُن کی شکل تو کسی قدر تبدیلی سے ایک ہوگئی۔ لیکن معنے قائم ہی رہے۔ جس کی ایک مثال تو لفظ ایبیوز[1] پہلے آچکی ہے۔ اس کے معنے ایک تو گالی دینا۔ اور دوسری کسی چیز کی بد استعمالی ہیں۔ اس کے مقابل ہم نے دو الگ عربی لفظ ابّذ بمعنے بُرا بھلا کہنا الزام دینا۔ اور عبث بمعنے بیہودہ یا کسی استعمال کے ناقابل لکھے ہیں۔ اِسی قسم کے چند اور الفاظ ہم ذیل میں بمعہ عربی الفاظ کے لکھ دیتے ہیں +

عربی اشتقاق	یورپین اشتقاق			
معنی۔ معنی	منی = حافظہ	مراد رکھنا۔ معنے	mean	مین
مہین۔ کمینہ حقارت کردہ۔	اسکو لفظ مین بمعنے درمیانہ سے نسبت دیے۔ شاید یہ خیال ہو کہ درمیانہ درجہ سے مفہوم کمینگی بتدریج پیدا ہوگیا ہو	کمینہ	mean	مین
بین۔ درمیان	لاطینی میڈیس بمعنے درمیانہ	درمیانہ	mean.	مین
صوت = آواز	لاطینی سونم سونس بمعنے آواز	آواز	Sound	ساؤنڈ

(1). abuse.

	یورپین اشتقاق	عربی اشتقاق
سونڈ *Sound* صحیح	متعلق بہ گاتھک سَونتھ = مضبوط	صدون غلطی اور نقص سے محفوظ ۔
برینڈ *Brand* جلتی ہوئی چیز تلوار "	اسکو ٹیوٹانک رُوٹ برین بمعنے جلنا سے مشتق سمجھا گیا ہے ۔	بُرند = تلوار جوہردار یعنے جس کا پھل نہایت چمکدار ہو عربی کے ایک معنے انگریزی میں جاکر دو الگ معنوں میں تقسیم ہو گئے تلوار اور چمک ۔

جن جن زبانوں سے یہ الفاظ مشتق سمجھے گئے ہیں ۔ اُن سے عربی زبان نہ صرف زیادہ قدیم ہی ہے ۔ بلکہ تغیّرات سے بھی محفوظ ہے ۔ اسلیئے ہم اُن کو عربی سے مشتق قرار دیدیتے ہیں ۔ اس قسم کے الفاظ میں ایک لفظ **فلیس**[1] بھی ہے ۔ اس کے ایک معنے تو پشم کے ہیں ۔ فعل کے معنے جانور سے پشم اُتارنا آجاتا ہے ۔ اور اِسکے دوسرے معنے کسی کو مفلس کردینے کے ہیں ۔ یعنے جس طرح ایک بھیڑ کی پشم اُتار کر ہم اُسے ننگا کر دیتے ہیں ۔ اِسی طرح گویا کسی اِنسان سے مال چھین کر کے اُسے ننگا کر دینا ہوتا ہے ۔ لیکن ہم اِس تکلّف میں تو تو پڑیں اگر اِس لفظ سے ملتا جُلتا لفظ عربی میں موجود نہ ہو ۔ فلس کے معنے عربی میں کسی کو مفلس کردینے کے ہیں ۔ اور ایک معنے مچھلی کے اُوپر کے چھلکے کے ہیں بہر حال انگریزی **فلیس** بمعنے مفلس کر دینا تو صاف عربی لفظ **فلس** ہے ۔ ہاں اگر فلیس بمعنے پشم جانور کو عربی لفظ فلس (مچھلی کا چھلکا) سے منسوب کیا جائے تو یہ ایک معنوی وسعت ہے ۔ اور بالیقین اس کو اس بعید از قیاس وسعت سے کوئی بھی نسبت نہیں ۔ جہاں یورپین فلالوجسٹ اپنی تحقیق میں چلے

(1). Fleece.

جاتے ہیں +

یہ اوپر لکھا گیا ہے۔ کہ مغربی محققین نے زبانہائے عالم کو تین خاندانوں میں تقسیم کیا ہے (۱) انڈو یورپین (۲) سامی (۳) ڈراویدین + ڈراویڈین تو ایک ایسا وسیع نام ہے۔ کہ جس کے ماتحت کُل ایسی زبانیں آجاتی ہیں۔ کہ جن پر انڈو یورپین اور سامی نام اطلاق نہ پائے محقّقین نے ان زبانوں کی طرف توجّہ بھی کم کی ہے۔ باقی دو خاندانوں کی تقسیم مختلف وجُوہ پر کی گئی ہے۔ جن میں اکثر چنداں قابلِ التفات نہیں۔ یہاں میں اُن میں سے صرف دو کا ذکر کرتا ہوں (۱) بعض ابتدائی الفاظ کا تشابہ مثلاً ضمائر رشتوں اور گنتی کے لئے جو الفاظ انڈو یورپین زبانوں میں مستعمل ہیں۔ وہ سامی زبانوں کے الفاظ کے مقابل آپسمیں زیادہ ملتے جُلتے ہیں (۲) طریق تصریف۔ جو تصریفی خصُوصیّات سامی زبانوں میں ہے۔ وہ انڈو یورپین میں نہیں۔ اور جو طریق تصریف انڈو یورپین ہے۔ وہ قریباً یکساں ہے۔ یہ امر ایک حد تک صحیح ہے لیکن اسمیں قطعیّت نہیں۔ مثلاً اصُول اوّل کی تصریح میں ذیل کی جدول قابل غور ہے۔ جو یورپین فلالوجسٹ دیا کرتے ہیں۔ یہاں صرف چند انڈو یورپین زبانیں دیگئی ہیں۔ باقی میں نے چھوڑ دی ہیں۔ اُن کے الفاظ بھی ملتے جُلتے ہیں +

زبان	الفاظ شمار			الفاظ رشتہ			ضمائر	
اُردو	دو	تین	سات	ما	بھائی	بیٹی	تو	مجھے
انگریزی	ٹو	تھری	سیون	مدر	برادر	ڈاٹر	داؤ	می
قدیم جرمن	زوی	دری	سیبن	موٹر	بروتھر	دوہتر	تھو	میک
لاطینی	دوو	ٹرس	سپٹم	متر	فریٹر		ٹو	می
یونانی	دُوُو	ٹریس	ہپتا	متر	پھریٹر	تھوگیٹر	سو	می
فارسی	دُو	سہ	ہفت	مادر	برادر	دُختر	تو	مرا۔م
سنسکرت	دوأ	تری	سپتائ	ماتر	بھراتر	دوہتر	توام	می

زبان	الفاظ شمار			الفاظ رشتہ			ضمائر	
عربی	اثن تلفظ اتن	ثلاثہ تلفظ تلاتہ	سبع	ام	اُخ	بنت	انت	انا

اِس جدول کے ذریعہ یہ ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ عربی زبان انڈو یورپین زبانوں سے بہت دُور ہے۔ اس سے ہمارے مطلب کو کوئی نقصان نہیں پڑتا۔ بالفرض اگر عربی زبان کو مادری زبان سمجھ لیا جائے۔ اور اس کے ماتحت یہ قیاس کرلیا جائے۔ کہ جو پہلی جماعت عرب سے نکلی۔ وہ کہیں وسط ایشیا میں جا آباد ہُوئی جہاں وہ ایک مُدّت تک رہی۔ پھر اُس وسط ایشیا والی جماعت تقسیم ہو کر انڈو یورپین قومیں بن گئیں۔ تو اس صُورت میں یہ بالکُل قرین قیاس ہوسکتا ہے۔ کہ انڈو یورپین زبانوں کے یہ الفاظ بالضرور عربی کے بالمقابل زیادہ تر آپس میں ملتے جُلتے ہونگے۔ ہاں عربی زبان کے مادری زبان ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس کے ابتدائی الفاظ بھی ان زبانوں میں پائے جائیں +

رشتوں کے الفاظ میں دو پہلے ضرُوری الفاظ ہیں۔ باپ اور ما۔ اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ دُنیا جہان کی ہر ایک زبان میں ما اور باپ کے لئے جو الفاظ تجویز ہُوئے ہیں۔ ان میں لفظ ما کے مُترادفین میں حرف میم اور لفظ باپ کے مُترادفین میں حرف ب بطور جُزو لاینفک موجُود ہیں۔ اور اِن سب زبانوں کے اِن الفاظ میں مختصر سے مختصر الفاظ عربی زبان کے تجویز شُدہ ہیں باپ = اب اور ما = اُمّ +

اگر یہ مسلم ہے۔ کہ الف حرف علّت لفظ کا اصل حصّہ نہیں ہوتا۔ تو عربی میں دراصل باپ کے لئے "ب" اور ما کے لئے "م" ہے۔ اور تلفظ کی آسانی کے لئے اُس پر حرفِ علّت لگا یا گیا۔ اب ہر زبان کے الفاظ کے اندر ب و مّ کو عربی الفاظ سے کیوں منسوب نہ کیا جائے۔ ماہرانِ السنہ نے یہ ایک اصُول باندھا ہے

کہ ابتدائی زبان جو بھی ہوگی۔ اُس کے الفاظ مختصر سے مختصر ہونگے۔ یعنے جن کے بولنے میں بہت ہی آسانی ہو۔ چنانچہ بچّہ ابتدا میں ہر لفظ کو اُس کی مختصر سے مختصر شکل میں بولتا ہے۔ اس امر پر ہم مفصل اپنے موقعہ پر لکھیں گے اور دکھلائینگے کہ اس اصول پر بھی ابتدائی زبان عربی ہی ہوسکتی ہے۔ لیکن اگر یہ اصُول صحیح ہے۔ تو پھر کُل رشتوں کے الفاظ جس قدر عربی زبان میں مختصر سے مختصر ہیں وہ کہیں اور نہیں۔ باپ۔ اب۔ ما۔ اُمّ۔ بھائی۔ اُخ۔ بہن۔ اُخت۔ بیٹا۔ بن۔ بیٹی بِنت۔ چچا یا خالو۔ عم۔ چچی وغیرہ۔ عمّہ۔ کسی قوم کا بچّہ بھی جب باپ اور ماکو ابتداء ابتدا میں پُکاریگا۔ تو اب۔ اور ام یا با اور ما یا بو اور مو۔ یا ب اور م ہی مُنہ سے نکالیگا۔ چُنانچہ پاپا۔ ماما۔ انگریزی میں اس مفہوم کے لئے بولے جاتے ہیں۔ اِن سب میں وہی ب اور م ہے۔ جدول بالا سے ظاہر ہے کہ رشتہ کے بھی دو تین الفاظ ہی ہیں۔ جو انڈو یورپین زبانوں میں ملتے جُلتے ہیں۔ چُنانچہ بہن کے مُترادف اِس جدول میں کوئی لفظ نہیں۔ اب انگریزی لفظ سِسٹر (بہن) کو فارسی خواہر سے کیا نسبت ہے۔ بلکہ عربی اخت کی خ جو ہے وہ وہاں موجود ہے۔ عربی کا ایک اور لفظ بھی ہے۔ جو وہ بھی ابتدائی رشتہ کا مفہُوم ظاہر کرتا ہے۔ وہ بعض یورپین زبانوں میں بجنسہٖ موجُود ہے۔ اور اس کے مشتق دوسری زبانوں میں موجُود ہیں۔ وہ ہے عم اور اُسکی مُونّث عمتہ۔ عم کے مقابل انگلوسیکسن زبان میں اِعم[1] اور اِس سے انگریزی انکل (چچا) اور دیگر زبانوں کے اس کے ہم شکل مُترادف مشتق سمجھے گئے ہیں۔ اِسی طرح عمتہ (پھوپھی) کے مقابل لاطینی میں عمیتہ بھی پھوپھی وغیرہ کو کہتے ہیں۔ اسی سے انگریزی لفظ انٹ[2] مشتق سمجھا گیا ہے۔ انگلوسیکسن اور لاطینی زبانیں یُورپ کے قدیم زبانیں ہیں۔ جو اس وقت تو مفقُود ہیں لیکن مسیح کی پیدائش سے بہت پہلے یہ زبانیں زندہ تھیں۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ عم اور عمّہ

(1). Eam : (2). aunt.

بھی ما اور باپ کی طرح ابتدائی سے ابتدائی سوسائٹی کا لفظ ہے۔ اب اگر رشتوں کے الفاظ میں سنسکرت کے دو تین لفظ یورپین زبانوں سے مِلگئے تو ایسا ہی عربی کے دو تین لفظ بھی مِل گئے۔ اگر سنسکرت فارسی کو کوئی تعلق یورپین زبانوں سے ہے تو اس طرح عربی کو بھی اسی قسم کا تعلق قرار دینا پڑیگا +

الفاظ شمار میں بھی عربی کا انڈو یورپین زبانوں سے جو تعلق سمجھا گیا ہے۔ اس سے زیادہ ہے۔ صرف زیادہ تر تین الفاظ جو مختلف زبانوں میں دو تین اور سات کا مفہوم ادا کرتے ہیں۔ وہی مشابہ نظر آتے ہیں۔ عربی میں بیشک دو کو اثنن (تلفظاً اثنن) کہتے ہیں۔ لیکن اس زبان میں دو اور الفاظ بھی ہیں۔ جن میں دو کا مفہوم موجود ہے۔ جو جوڑے ہوں اُس کو عربی میں توام (انگریزی ٹوِاِنؔ) کہتے ہیں۔ اب انگریزی لفظ ٹو (دو) توام میں موجود ہے۔ یہ لفظ تام سے مشتق ہے۔ جو کسی قسم کے جوڑے پر بولا جاتا ہے۔ ت اور دال حروف سنیہ ہونے کے باعث بدل جاتے ہیں۔ اسلئے ہر ایک زبان میں یہ عربی لفظ موجود ہے۔ علاوہ ازیں کسی چیز کو دوگُنا کرنے کو عربی زبان میں ضعاف (بہ تلفظ دواف) کہتے ہیں۔ اس لفظ میں آواز دو کی اور مفہوم دو کا موجود ہے۔ فؔ کے اُڑ جانے پر باقی دوؔ ہی رہجاتا ہے۔ اِس طرح کا استخراج بالکل طبعی طریق پر ہے۔ قریب المخرج الفاظ کا آپس میں بدلجانا کسی لفظ کے آگے پیچھے سے کسی حرف کا اُڑجانا۔ ان تغیرات میں ایک ضروری امر ہے۔ تین کو عربی میں ثلاثہ کہتے ہیں۔ جس کا تلفظ تلاتہ ہے۔ ل اور ر کا آپس میں بدل جانا ہر زبان میں موجود ہے اور کل فلالوجسٹوں نے اس تبادلہ کو تسلیم کیا ہے کیونکہ یہ ہر دو قریب المخرج ہیں۔ اسلئے ثلاثہ اور ثراثہ ایک ہی ہو جاتے ہیں اب ثراثہ سے کُل انڈو یورپین زبانوں کے الفاظ جو تین کا مفہوم ادا کرتے ہیں منسوب کرنا ایک بدیہہ امر ہے۔ سات کو ہائی جرمن میں سیبن انگریزی میں سیون لاطینی میں سپتم سنسکرت میں سپت اور عربی سبع (تلفظاً سب) کہتے

ہیں۔ کیا سنسکرت سپت اور عربی سبت میں جس کے استعمال میں آکر معنے ساتواں دن ہفتہ کا ہوگئے ہیں کچھ فرق نظر آتا ہے۔ اِن سب لفاظ کو بحیثیت مجموعی دیکھنے سے کس کو شبہ ہوسکتا ہے۔ کہ یہ سب کے سب ایک ہی ہوں۔ عربی میں چھ کو ستّہ یا سات بولتے ہیں۔ لیکن ہندوستانی لفظ ساٹھ جس کو نسبت چھ سے ہے یہ اپنی شکل میں چھ کے مقابل کہیں زیادہ عربی سات (بمعنے چھ) سے ملتا جلتا ہے۔ چنانچہ عربی میں ساٹھ کو ستون کہتے ہیں۔ اِسی طرح لفظ لاکھ کو سنسکرت میں لکھش انگریزی میں لک اور عربی میں بھی لک کہتے ہیں۔ عربی میں **ایک** کو **احد** اور انگریزی میں **ون** کہتے ہیں۔ ان میں کوئی مجانست صوری نہیں۔ لیکن یہی حال دوسری زبانوں کا ہے۔ ہاں انگریزی میں ایک لفظ **اوڈ** (1) کا موجود ہے۔ جس میں طاق کا مفہوم ہے۔ اس کو میں نے احد کے مقابل دکھلایا ہے۔ اب باقی ضمائر رہجاتے ہیں۔ سو یہاں بھی کچھ نہ کچھ عربی کا حصہ ہے۔ انگریزی میں ضمیر واحد غائب ہی (2) آیا ہے۔ اسکی شکل اینگلو سیکسن میں یہی تھی اینگلو سیکسن میں ضمیر واحد غائب مؤنّث ہی آؤ (3) ہے۔ اب عربی میں واحد غائب مذکر ہو اور مؤنث ہیَ موجود ہے۔ ضمیر مخاطب میں انت کی آخری ت کے قائمقام انڈو یورپین کے ضمائر مخاطب ہیں۔ متکلم میں انگریزی آئی (میں) کے مقابل میں یَ جو متکلّم مضاف الیہ کے لئے آتی ہے سمجھی جاسکتی ہے۔ ایسا ہی ضمیر متکلّم عربی **انا** ہے۔ لیکن میم اور نون تو کل خلاجستوں نے ایکدوسرے سے متبدل ہوتے تسلیم کیئے ہیں۔ اسلئے جو مشارکت میم انڈو یورپین ضمیر متکلم میں ہے۔ وہ یہاں بھی ہے۔ بہر حال الفاظ رشتہ کی طرح الفاظ شمار اور ضمائر کی بنا پر بھی عربی کا کوئی کم تعلق دوسری زبانوں سے ثابت نہیں ہوتا۔ میرے نزدیک اگر ان ضمائر رشتوں اور گنتی کے الفاظ کی مشابہت کے باعث انڈو یورپین زبانوں کا ایک خاندان میں سے ہونا اسلیئے تسلیم کرلیا گیا ہے کہ

(1). Odd. (2). He (3). Heo.

یہ ابتدائی سے ابتدائی الفاظ ہیں تو میرے نزدیک اُن کے علاوہ اور الفاظ بھی ابتدائی سوسائٹی سے تعلّق رکھتے ہیں۔ وہ جن زبانوں میں ملتے جُلتے پائے جائینگے۔ ان کا ایک دوسری سے مشتق ہونا یا ان زبانوں کے بولنے والوں کا ایک وقت ایک جگہ ہونا مُسلم ہوجائیگا۔ اس کے لئے ذیل کے الفاظ غور طلب ہیں۔ اِن الفاظ انگریزی سے ملتے جُلتے الفاظ اِنھیں معنوں میں قریب قریب سب یورپین زبانوں میں موجُود ہیں +

نمبر	انگریزی	معنے	عربی	معنے	کیفیت
۱	فائر	آگ	وائر[1]	آگ	[1] جدید ہائی جرمن وای ار = آگ
۲	واٹر[2]	پانی	مطر	بارش	[2] واٹر۔ اس لفظ کو سنسکرت لفظ یوڈن بمعنی پانی سے ملایا گیا ہے پھر اسکو اصل جرمنیک وط بمعنے تر ہونا سے مشتق سمجھا ہے۔ عربی زبان میں ایک لفظ ودن بمعنی تر کرنا بھگونا ہے۔ اگر یورپین تحقیق ہی درست ہے تو پھر عربی لفظ بھی موجود ہے۔ لیکن مطر اور واٹر میں جو مشارکت لفظی معنوی ہے وہ ظاہر ہے۔ سنسکرت یوڈن عربی ودن سے مشتق ہوسکتا ہے
۳	ایَر	ہَوَا	ایر	بادشمال	
	؍؍	؍؍	الور	بادشرق	
۴	ایش	راکھ	اُس	راکھ کی قلیل مقدار	
۵	فیس[3]	چہرہ	وُش	چہرہ	[3] فیس سے زیادہ تر دوسرا انگریزی لفظ ویسج[1] بمعنی چہرہ۔ عربی لفظ وش سے اقرب ہے۔ لیکن فرہنگ نگاروں نے فیس اور ویسج کو اشتقاق کے لحاظ سے ہم مخرج سمجھا ہے +
۶	ہینڈ	ہاتھ	ید	ہاتھ	
۷	ہیڈ	سر	حد	کسی چیز کا سر	
۸	فنگر	اُنگلی	بنسر	انگشت / انگُشتری	
۹	باڈی	بدن	بدن	بدن	
۱۰	آئی[4]	آنکھ	عین	آنکھ	[4] آئی بمعنی آنکھ۔ انگلوسیکسن میں اس لفظ کی جمع ای اَن[2] جو عربی عین کی دوسری شکل ہے۔ یہ عموماً ہوتا ہے۔ کہ ایک واحد لفظ اگر دوسری زبان کی جمع کی شکل میں ہے تو اس سے وہ اپنے طریق پر واحد کرلیتے ہیں چنانچہ عربی لفظ نکس بمعنے سیاہی کے عربی میں جمع انکاس ہے انگریزی میں حرف الیس (س) جمع کا نشان ہے۔ اِسلئے انگریزی کے بولنے والا اسکو واحد کی حالت میں انک کہدیگا جو انگریزی میں سیاہی کو کہتے ہیں +
۱۱	تھمب	انگھوٹھا	ابہام	انگوٹھا	

(1). Visage. (2) Een.

نمبر	انگریزی	معنے	عربی	معنے	کیفیت
۱۲	ڈوُر[۱]	دروازہ	دار	گھر	[۱] یورپین فرہنگ نگار اس لفظ ڈور کو سنسکرت لفظ دوارہ بمعنے گھر سے مشتق سمجھتے ہیں عربی میں دار کے بھی یہی معنے ہیں۔
۱۳	روف	چھت	رفیف	چھت	
۱۴	سکائی	آسمان بادل	سقف سقی	آسمان بہت بارش والا بادل	
۱۵	رین	بارش	ری	بارش	
۱۶	کلاوڈ	بادل	قلات	بڑے بادل	
۱۷	ارتھ[۲]	زمین	ارض	زمین	[۲] جرمن ارا نڈ۔ یہاں ض کا تلفظ عربی (دال)
۱۸	گرونڈ[۳]	زمین	جرد	زمین	[۳] گاف جیم کا تبادلہ مسلّم ہے۔ اور نون غنّہ زائد۔ اس سے ہندی لفظ گرد مشتق ہے۔
۱۹	کیٹ	بلی	قط[۴]	بلی	[۴] یہ لفظ قط قریب قریب اسی شکل میں ہر یورپین زبان میں موجود ہے اس کثرت سے غالباً کوئی اور لفظ نہ ہوگا۔
۲۰	ڈوگ	کُتّا	داجن	(۱) گھریلو جانور (۲) کُتّا	
۲۱	رائیس[۵]	چاول	رُز	چاول	[۵] فرانسیسی رِز۔
	وہیٹ	گندم	حنطہ[۶]	گندم	[۶] حنطہ سے نون اُڑ جائے تو انگلوسیکسن کے قریب لفظ چلا جاتا ہے۔ اینگلوسیکسن میں ہویٹ کہتے ہیں۔
۲۳	بلیک	سیاہ	بلق	ایسی چیز جس پر سفید سیاہ دھاریاں ہوں	
۲۴	بلیو	نیلا	"		
۲۵	ریڈ	سُرخ	ایراد ورد	سُرخ رنگ میں رنگنا سُرخ	
۲۶	بای	خریدنا	بیع	خرید و فروخت دونوں پر بولا جاتا ہے	
۲۷	سَیل[۷]	بیچنا	شرء	"	[۷] ر اور ل کا تبادلہ مسلم ہے اسلئے شرء سیل ہو جاتا ہے

نمبر شمار	انگریزی	معنے	عربی	معنے	کیفیت
			متفرق		
۲۸	آرب	گیاہ	عرب	گیاہ	
۲۹	وریس	لباس	درس	پارچہ کہنہ	
۳۰	کیک	کُلچہ	کعک	کُلچہ	
۳۱	مِلک	دُودھ	ملق	پستان مادر سے دودھ پینا	
۳۲	کپ	پیالہ	کوب	پیالہ	
۳۳	اِل	بیمار	علیل	بیمار	
۳۴	سِق	"	سقیم	"	
۳۵	تھریش	گاہنا	درس	گاہنا	
۳۶	ہارتھ	انگیٹھی	ارۃ	انگیٹھی	
۳۷	روڈ	سڑک	وارد	سڑک	
۳۸	پلاؤ	ہل	فلح	ہل جوتنا۔ کاشت کے لئے زمین کا کھودنا	

اِن الفاظ میں ایک لفظ خصوصاً غور طلب ہے۔ ہارتھ[1] جس کے معنے انگیٹھی ہیں۔ اس سے مُراد وہ نہیں کہ جس پر کچھ پکایا جائے۔ بلکہ چُونکہ انگلستان سخت سرد ملک ہے۔ اسلئے گھروں میں جہاں خاندان رات کو اِکٹھا بیٹھتا ہے۔ وہاں سیکنے کے لئے آگ جلائی جاتی ہے۔ اسکو ہارتھ کہتے ہیں۔ اس لفظ کو انگریزی سوسائٹی سے خاص خصوصیّت ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اس لفظ کا مفہوم ٹھیک طور پر ان ممالک کے باشندے نہیں سمجھ سکے۔ جو سرد نہوں۔ یہ لفظ قریباً کُل شمالی یورپ کی زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ عرب ان ممالک کے مقابل سخت گرم ہے۔ چاہیئے تھا۔ کہ وہاں یہ لفظ اِس شکل اور معنی میں نہ ہوتا۔ لیکن یہ لفظ اسی شکل اور معنے میں موجود ہے۔ یہ لفظ بذات خود ثابت کرتا ہے۔ کہ اس لفظ کے بولنے والے ابتداءً ضرور ایک جگہ تھے۔

1. Hearth

مَیں نے شروع میں کہا ہے - کہ مجھے اِس کتاب کی تالیف کے لیئے بہت ہی تھوڑا وقت مِلا ہے - چنانچہ صرف یہاں ۴۰ الفاظ دیئے گئے ہیں - جو ابتدائی سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں - انشاء اللہ جب کافی مُہلت ملی - تو کثرت سے ایسے الفاظ تحقیق میں آجائیں گے لیکن اگر یورپین الفاظ کا کوئی گہرا تعلّق سنسکرت یا فارسی سے تھا - تو چاہیئے تھا کہ یہ الفاظ عربی کے مقابل سنسکرت سے زیادہ مشترک ثابت ہوتے - مگر یوُر پین محققین اِن ۴۰ الفاظ میں سے صرف پانچ* الفاظ کو سنسکرت تک پہنچا سکے ہیں +

(۱) ڈور = دروازہ سنسکرت دوارہ = گھر - عربی دار گھر +

(۲) آئی = آنکھ سنسکرت اکھش = آنکھ - عربی - عین = آنکھ +

(۳) ریڈ = سُرخ سنسکرت رُودھرا = خُون - عربی ورد - سُرخ ایراد سُرخ رنگ میں رنگنا +

(۴) سکائی - آسمان - بادل سنسکرت سکو بمعنے ڈھانکنا - عربی سقی - بادل سقف آسمان عربی میں سقف کے معنے چھت ڈالنا بھی آئے ہیں - جس سے سنسکرت سکو بمعنے ڈھانپنا منسُوب ہوسکتا ہے +

ان ۴۰ الفاظ میں ایک لفظ ارتھ ہی ہے - جس کے مقابل سنسکرت لفظ تھرتی ہے - اِس طرح یہ پانچ الفاظ ۴۰ الفاظ میں سنسکرت سے کچھ نہ کچھ تعلّق رکھتے ہُوئے معلوم ہوتے ہیں - یہ امر کُل فلولوجسٹوں نے تسلیم کیا ہے کہ مُتقارب یا قریب المخرج زبانوں میں اگرچہ خصوصیّات بھی ہوتی ہیں لیکن ایک زبان کو دوسری زبان کے مُلحق یا مُتعلّق کرنے کا اصلی ثبوت دو زبانوں کے ایسے الفاظ ہی ہوتے ہیں - جو صوری اور معنوی مشارکت و مجانست رکھتے ہیں - کیا اگر چند گنتی - رشتہ اور ضمائر کے لفظوں پر بعض زبانوں کو ایک خاندان موسُوم بہ انڈو یورپین کے ماتحت کر کے اُن کا تعلّق آپس میں تسلیم کر لیا گیا

* اشتقاقی ڈکشنری مُؤلّفہ سکیٹ سنہ ۱۹۱۱ء +

ہے۔ حالانکہ اِن تین قسم کے الفاظ یعنے الفاظ شمار۔ الفاظ رشتہ اور ضمائر کی بنیاد پر ہم نے عربی کی مشارکت بھی ثابت کردی ہے۔ تو پھر جب سنسکرت اور فارسی زبانیں عربی کے مقابل ابتدائی سوسائٹی کے الفاظ نہیں دکھلاسکتیں۔ تو میرے نزدیک یہ کہنا بھی غلط ہے۔ کہ ان لوگوں کے آباو اجداد پہلے ایک جگہ مقیم ہوئے آخراس قیاس کی بُنیاد تو صرف الفاظ کی مشارکت ہے۔ اور جہانتک انسانی سوسائٹی کی حالت کے موزُون حال الفاظ ہیں۔ وہ تو یورپ کی زبانوں کے الفاظ عربی الفاظ کے بالکل ہم شکل وہم معنی ہیں۔ بالمقابل وہ سنسکرت سے کچھ ایسے دُور ہیں۔ کہ معدُودے چند الفاظ کے ماسوا یوُرپین مُتکلّف طریق پر بھی سنسکرت سے اُن کا کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا۔ اِسلئے یہ قیاس غلط ہے کہ سنسکرت فارسی اور یورپین زبانوں کے بولنے والے اوّل ایک ہی جگہ آباد تھے۔ اور وہاں سے مختلف اطراف کو چلے گئے۔ بلکہ الفاظی اشتراک کی بنیاد پر تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر بالفرض مکّہ ہی ابُوالبشر کی جگہ قرار دیجائے تو یورپین لوگ الگ اور فارسی اور سنسکرت بولنے والے الگ مختلف دفعتوں میں عرب سے نکلکر مختلف مقامات کو چلے گئے +

اگر بالفرض ہم یہ دکھلانے میں کامیاب ہوجائیں۔ کہ دُنیا کی ہر ایک زبان کا کثیر حصہ الفاظ الگ الگ عربی الفاظ سے ملتا ہے۔ اور اِن الفاظ کو عربی الفاظ سے کچھ ایسی مشابہت ہے۔ کہ بالمقابل دوسری زبانوں کے الفاظ کو آپس میں وہ حاصل نہیں تو کیا اِن سب زبانوں کو عربی سے مشتق سمجھنا کوئی غیر معقول قیاس ہوگا؟ میں نے اُوپر کہا ہے۔ کہ ہمارے زیر تحقیق اس وقت صرف زبان انگریزی رہی ہے لیکن ذیل میں چند الفاظ دیتا ہوں جو ہندی پنجابی۔ اُردو کے عربی سے مشتق نظر آتے ہیں۔ یہ زبانیں سنسکرت سے مُسلّمہ نکلی ہُوئی ہیں۔ اب اگر آیندہ کی تحقیق میں ہندوستان کی مختلف زبانوں میں صدہا الفاظ ہم اسی قسم کے عربی زبان سے ملتے جُلتے دکھلاسکیں تو پھر بھی کیا

ہمیں یہ کہنے کا حق نہ ہوگا۔ کہ ہندوستان کی سب زبانیں عربی سے نکلی ہوئی ہیں [1] +

لفظ	عربی	معنے لفظ عربی	لفظ	عربی	معنے لفظ عربی
سورج	سراج	سورج	دیا [2] بمعنے چراغ	ضیا	روشنی
دینا بمعنے قرضہ	دین	قرضہ	چاک چاکو	شق	چاک
ہوا	ہوا	ہوا	گانا	غنا	گانا
کرد (چھری)	قرض	کاٹنا	بیٹی	بنت	بیٹی
دھکا	دق	دھکا دینا	آگ	اج	آگ
چاہ	شہ	چاہت	بھوک (بھوجن)	نہج	خوش ہونا۔ مزے لینا
پھلنا	فلح	پھلنا پھولنا	سوٹا	سوط	تازیانہ
پھول			آسمان	سما	آسمان
دہائی [3]	دعا	کسی کو مدد کیلئے بلانا	جانا	جا	آنا
نچھاور	نثار	نچھاور کرنا	لُقا لُچّا	لقع	مردم دشنام دہندہ
لو۔ محبت	لوع	سوزش عشق		لکع	مردناکس
لو۔ گرم ہوا			خوار	خوار	ضعف
آنکھ	عین	آنکھ	دوارہ	دار	گھر
سیاہ	اشوہ	بدصورت	ماننا	امنہ	ماننا
جاننا	ظن	گمان		ایمان	
	یقن	علم			
گل (پنجابی بمعنے بات)	قول	بات	ہانڈی (پنجابی)	عانی	مددگار (ہانڈی)
چھوٹ (پنجابی) ڈور	شوط	چھوٹ	سیدھا	سدید	سیدھا

[1] میں نے یہ چند الفاظ معزز علمائے کرام کی توجہ کے لئے لکھے ہیں علمائے قادیان۔ دیوبند۔ ندوہ علی الخصوص اس طرف توجہ کریں۔ وہ پنجابی۔ اردو۔ ہندی کے الفاظ کو عربی سے نکالنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی تحقیق کے نتائج کو مجھے بھیجدیں۔ یا کسی اخبار میں درج کریں۔ اس طرح جنوبی ہندوستان میں بھی عربی دان بزرگ ہیں۔ وہ ازراہ مہربانی۔ تلگو۔ تامل۔ کانڑی ملیالم وغیرہ زبانوں کو عربی زبان سے ملانے کی کوشش کریں + منہ

[2] پنجابی میں دیوا بمعنے چراغ +

[3] وادعو شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین (قرآن)

یہ چند الفاظ بطور نمونہ دیدیئے گئے۔ سنسکرت کے بھی میرے ذہن میں بہت سے الفاظ ہیں۔ لیکن میں اِس زبان کے مُتعلّق جو تحقیق کرنا چاہتا ہوں۔ اُس کے لئے میرے پاس اس وقت نہ کافی وقت ہے نہ ذخیرہ کتب۔ جو الفاظ میری تحقیق میں آچکے ہیں۔ ان میں بعض رگوید کے بھی الفاظ ہیں۔ ان کی بناء پر یہ ثابت کرنا بہت ہی آسان ہوجائیگا۔ کہ عربی سنسکرت بھی در اصل ایکدوسری کے مُتقارب زبانیں ہیں۔ ہاں سوال یہ پیدا ہوسکتا ہے۔ کہ کونسی زبان اُنمیں سے قدیم ہے۔ یا ان میں سے کس زبان کو مشتق اور کس کو ماخذ قرار دیا جائے۔ اس سوال کے فیصلہ کرنے کی بہت سی آسان راہیں ہیں۔ جن پر آیندہ ہم اس کتاب میں بحث کرینگے +

دوسری بات جو انڈویورپین اور سامی زبانوں میں مابہ الامتیاز قرار دیگئی ہے۔ وہ اوّل الذکر زبانوں میں تصریف الفاظ کی ایک خاص نوعیت ہے۔ مفرد الفاظ کا آپس میں ملکر نئی شکل ومعنی پیدا کرلینا یا مُفرد الفاظ کے آگے پیچھے زوائد یا اور الفاظ کا آکر مُرکّب الفاظ بنانا یا بعض حصّہ لفظ کا پورا ہوجانا یہ امُور سب زبانوں میں کم وبیش موجُود ہیں۔ غالباً چینی زبان اس سے مستثنےٰ ہے۔ مثلاً اُردو مصدر **ہنسنا** سے **ہنسا۔ ہنستا۔ ہنسی۔ ہنسوڑ۔ ہنسی آمیز**۔ ایسی تصریفات وترکیبات سے کوئی زبان خالی نہیں لیکن مغربی فلالوجسٹوں نے انڈویورپین اور سامی زبانوں میں دو خاص مابہ الامتیاز تجویز کیئے ہیں +

اول جہاں سامی زبانوں میں علے العموم کسی لفظ کے اندر ہی اندر حرکات و حرُوف علل کی تبدیلی سے تصریف ہوجاتی ہے۔ وہاں انڈویورپین زبانوں میں تصریف کا طریق زیادہ تر یہ ہے۔ کہ الفاظ کے مابعد یا ماقبل زوائد لگادیئے جاتے ہیں مثلاً عربی مصدر قتل سے ماضی قَتَلَ۔ اور اسم فاعل قاتل بنالیا جاتا ہے۔ وہاں انگریزی مصدر "ٹوکِل"[1] (قتل کرنا) سے جسمیں اصل "کل" اور

[1] To Kill.

مصدری علامت "ڈ" ہے ماضی "کلڈ"[1] اور اسم فاعل "کلر"[2] بنایا جاتا ہے یعنے جہاں عربی میں گردان کے لئے حرکت یا حرُوف علّت لگائے گئے۔ وہاں انگریزی میں مصدر کے پیچھے کچھ ایزاد کیا گیا۔ بے شک انڈو یورپین اقوام کی موجُودہ زبانوں میں یہ خصُوصیّت ہے لیکن یہ کہنا بھی غلط ہے۔ کہ انڈو یورپین زبانیں سامی زبانوں کے عامہ طریق تصریف سے یا سامی زبانیں اوّل الذّکر کی طرح زوائد کے ساتھ تصریف کی غرض حاصل کرنے سے نا آشنا ہیں۔ مثلاً انگریزی مصدر "سنگ"[3] کی ماضی "سینگ" اور اسم مفعول "سنگ" اور لفظ "فٹ"[4] کی جمع "فیٹ"۔ یہاں تبدیلئ حرکات یا حرُوف علل کے لگانے سے گردان کی گئی ہے۔ اِس قسم کی بہت سے الفاظ یورپین زبانوں میں اب تک موجُود ہیں مثلاً انگریزی میں "لیڈ"[5]۔ "ریڈ"۔ "نو"۔ "ماؤس"۔ "بائٹ"۔ "بائنڈ"۔ "برنگ"۔ "کم"۔ "شائین"۔ "لائی" وغیرہ انہیں گردان تبدیلئ حرکات یا ایزادی علل سے کی جاتی ہے۔ ہاں یہ صحیح ہے۔ کہ یہ طریق تصریف اب بالکُل سماعی ہے۔ اور زوائد کے ذریعہ گردان کرنا ایک قیاسی اصُول مان لیا گیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انڈو یورپین زبانوں میں قدیم طریق کیا تھا۔ سو واضح رہے کہ اِن زبانوں میں بھی علے العمُوم قدیمی طریق تصریف سامی زبانوں کا سا تھا۔ انگلستان کی قدیم زبان اینگلوسیکسن کا یہی حال تھا۔ باقی جرمینک زبانوں میں اب تک تبدیلئ حرکات و علل سے ہی الفاظ کی گردان کی جاتی رہی ہے۔ یہ درُست ہے کہ موجُودہ طریق سے قدیم طریق بہت مُشکل تھا۔ کہاں کسی واحد لفظ کو جمع بنانے کے لئے اُس کے پیچھے صرف حرف "ایس" کا لگا دینا اور کہاں مختلف واحد الفاظ کی جمع بنانے سے لئے مختلف طریق پر تبدیلی حرکات و علل کرنا۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ دوسرا طریق پہلے کے مقابل بہت ہی مشکل ہے۔ اِسی طرح مصدر یا صیغہ

(1) Killed. (2). Killer. (3) Sing; Sang; Sung.

(4) Foot; Feet. (5). Lead; Read; Know; mouse; bite bind; bring; Come; Shine; Lie.

حال کے بعد "ڈی" یا "اِی ڈی" لگا کر ماضی کی کُل گردانیں بنا لینا کچھ چنداں عقل و فہم نہیں چاہتا۔ لیکن اِس کے مقابل کسی مصدر کی کُل گردانوں کو تصریف و تعلیل کے مختلف قواعد کے ماتحت لانا ایک نہایت ہی مشکل کام ہے۔ ان مشکل طریقوں سے ایک مادری زبان بولنے والا تو بلاتکلّف آشنا ہو جاتا ہے۔ اور تصریف کے کُل قیاسی طریق اُسے ازبر ہوتے ہیں لیکن اگر ایک قوم اپنے اصلی وطن سے چلی جائے۔ اور کسی اور جگہ آباد ہو۔ تو اُن کی آئندہ نسل جدّی زبان سے آہستہ آہستہ نا آشنا ہو جائیگی۔ جس کے قواعد تصریف اُس کے لئے مشکل ہونگے۔ وہی قواعد جو مادری زبان میں قیاسی تھے۔ اُسے سماعی نظر آنے لگیں گے۔ جن کا حافظہ میں رہنا بھی ایک مصیبت ہوگا۔ انسان طبعاً آسانی کو چاہتا ہے۔ اِن سماعی طریق ہائے گردان میں سے جو آسان اُسے معلوم ہوگا۔ اُسے وہ لے کر ہر گردان پر حاوی کردیگا۔ یہی رنگ ہم دیہات میں دیکھتے ہیں۔ یہی طریق ہر ایک بچّہ ابتداءِ عُمر میں کیا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر جن مصادر انگریزی کی گردانیں تبدیلیٔ حرکات سے ہوتی تھیں اور جن کی بہت سی مثالیں بائبل کے پُرانے ترجمہ انگریزی میں موجود ہیں وہاں بھی اب صرف "ڈی"[2] لگا کر تصریف کا کام نکال لیا جاتا ہے۔ مثلاً مصدر "ہلپ"[3] کا اسم مفعُول بائیبل میں آج تک "ہلپن"[4] ہے۔ لیکن عام بول چال میں اب "ہلپڈ"[5] آتا ہے۔ اِس قسم کے اور مصادر بھی موجُود ہیں۔ "بیک"۔ "فولڈ"۔ "کریپ"۔ "سموک"۔ "لاف"۔ "لیپ"۔ "سٹارو"[6] +

اِسلیئے یہ بالکل طبعی امر تھا۔ کہ اگر انڈو یورپین زبانیں بولنے والوں کی اصلی زبان میں گردانیں تبدیلیٔ حرکات و علل سے ہوتیں جو ابتدا میں تو وہ آسانی سے کر لیتے لیکن آہستہ آہستہ یہ امر اُن کے لئے مشکل ہو جاتا۔ اور

---

(1). d ; ed. (2). d. (3). Help. (4) Helpen (5). Helped.

(6). Bake; fold; Creep; Smoke; laugh; leap; Starve

وہ ایک مدت کے بعد اس طریق کو چھوڑ کر ایک آسان طریق اختیار کر لیتے۔ اور اسی ایک طریق کو کل گردانوں پر حاوی کر دیتے۔ جیسے کہ انگریزی زبان میں ماضی بنانے میں کیا گیا۔ خود جرمنیک زبانوں میں جہاں اس وقت تک تصریف تبدیلیٔ حرکات وعلل سے وابستہ ہے۔ اس مشکل کو محسوس کیا گیا ہے۔ اور آہستہ آہستہ قدیمی طریق تبدیلیٔ حرکات کو چھوڑا جا رہا ہے۔ لہذا یہ کہنا کہ تبدیلیٔ حرکات وغیرہ کا طریق سامی (عربی) زبانوں سے مختص ہے۔ اور انڈو یوروپین میں خال خال۔ یہ غلط ہے۔ اصل بات یہی ہے۔ کہ انڈو یوربین زبانوں میں بھی عربی کا سا ہی طریق تصریف تھا جو متروک ہو گیا ہے۔ اس قسم کے مختلف تصریفی امور کے ترک کرنے کی مثالیں بہت سی انڈو یوربین زبانوں میں موجود ہیں۔ مثلاً کسی فعل کی تصریف عربی زبان میں نہ صرف زمانہ کے لحاظ سے ہی کیجاتی ہے۔ بلکہ واحد جمع۔ غائب۔ حاضر متکلّم۔ تذکیر و تانیث سب کا لحاظ رکھا جاتا ہے۔ جیسے قَتَلَ۔ قَتَلَا۔ قَتَلُوْا ماضی واحد تثنیہ۔ جمع مذکر غائب کے صیغے ہیں۔ اور اس کے مقابل قَتَلَتْ۔ قَتَلَتَا۔ قَتَلْنَ واحد تثنیہ جمع مؤنّث غائب کے صیغے ہیں۔ اسی طرح مخاطب متکلّم میں ماضی کی گردانیں الگ ہیں ایسی ہی مضارع و دیگر صیغوں میں کئی قسم کی گردانیں ہیں۔ بالمقابل انڈو یوربین زبانوں میں ابتداءً تو ان سب باتوں کا قریب قریب لحاظ تھا۔ لیکن اب یہ ساری تمیزیں آہستہ آہستہ مفقود ہو گئیں۔ ماسوائے سنسکرت کے اور وہ بھی اسلئے کہ گزشتہ ڈھائی ہزار برس سے وہ مر چکی ہے۔ باقی سب جگہ صیغۂ تثنیہ بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ اور جمع سے ہی تثنیہ کا کام لیا جاتا ہے پھر تذکیر و تانیث کی تمیز اکثر ان زبانوں سے اڑ گئی ہے۔ اسکے واحد جمع غائب۔ مخاطب متکلّم کی تمیز جہاں فارسی زبان میں اب تک ہے۔ مثلاً ماضی کے چھ صیغے اِس لحاظ سے اب تک آتی ہیں۔ کُشت۔ کُشتند۔ کُشتی۔ کُشتید۔ کُشتم۔ کُشتیم۔ وہاں انگریزی زبان نے اپنی گردانوں میں ہر ایک قسم

کی تمیز اُڑادی ہے۔ صرف ایک صیغہ واحد غائب حال میں مصدر کے بعد "ایس" لگایا جاتا ہے اور بس۔ اب اِن واقعات کے بالمقابل یہ کہنا بالکل غلط ہے۔ کہ انڈو یورپین اور سامی زبانوں میں یہ امُور مابہ الامتیاز ہیں۔ اصل یہ ہے کہ مادری زبان کی حفاظت صرف زبان کی اپنے وطن میں ہی ہوسکتی ہے۔ انڈو یورپین قومیں جب اپنی مادری زبان کے وطن سے نکل گئیں۔ تو انہوں نے آہستہ آہستہ کل تصریفی تمیزوں کو چھوڑ دیا۔ اور آج وہی باتیں مابہ الامتیاز ہو گئیں +

ایک اور تمیز عربی کے بالمقابل ان سب زبانوں میں جو ہے۔ وہ صنف کے مُتعلّق ہے۔ عربی میں ہر ایک چیز کو خواہ جاندار ہو یا بیجان مُذکّر یا مُؤنّث کی تمیز دی جاتی ہے۔ جس کا لحاظ گردان میں کیا جاتا ہے۔ بالمقابل باقی زبانوں میں جاندار چیزوں کے لیئے مُذکّر و مُؤنّث کی تمیز اور وہ بھی ضمائر میں کیجاتی ہے بیجان کے لیئے ایک الگ ضمیر ہوتی ہے۔ مثلاً انگریزی میں واحد غائب ضمیر "ہی"[1] اور مُؤنّث کی ضمیر "شی"[2] اور بیجان کی "اٹ"[3] واقع ہوئی ہے۔ اُس کے مقابل عربوں کا ہر چیز کو خواہ ذی رُوح ہو یا غیر ذی رُوح مُذکّر یا مُؤنّث کہنا بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آج علوم جدیدہ نے عربوں کے طریق کی تائید کی ہے۔ اب تو ہر ایک چیز کے مُتعلّق تذکیر و تانیث تسلیم کر لی گئی ہے۔ تو پھر اگر عربوں نے قدیم سے ہی یہ لحاظ کر لیا تو حقیقت حال تھا۔ آج انگریزی میں بھی "مون" (چاند) کے لئے ضمیر مُؤنّث اور "سن" (سُورج) کے لئے ضمیر مُذکّر کا استعمال ہوتا ہے۔ اِس سے بھی یہی سمجھ آتی ہے۔ کہ در اصل جاندار میں تذکیر تانیث کی تمیز ایک امر بدیہی تھا۔ لیکن غیر جان میں یہ تمیز بالکل نظری و سماعی تھی جو قائم نہیں رہ سکتی تھی +

اِن تصریفات بالا کے علاوہ زبان عربی کی اور خصوصیّات تصریفی بھی اس وقت تک بعض انڈو یورپین زبانوں میں موجود ہیں مثلاً اینگلو سیکسن میں بھی عربی

(1) He ; (2). She . (3). It .

کیطرح واحد کے بعد "الف نون" لگا کر جمع بنا لیتے ہیں ۔ پھر عربی مصدر کی دو علامات ہیں ۔ ایک "ت" اور دوسری تنوین ۔ انگریزی زبان نے موجودہ شکل میں تنوین کو تو قائم نہیں رکھا ۔ لیکن "تاء" مصدری کو آخر لفظ سے اُڑا کر شروع میں مصدری علامت "ٹو"(2) لگا دی ہے ۔ مگر اینگلوسیکسن زبان اور بعض جرمنیک زبانوں میں اب تک مصدر کا خاتمہ تنوین پر ہوتا ہے ۔ مثلاً "سنگ"(3) کی مصدر "سنگن"(4) اور ہلپ(5) کی مصدر "ہلپن"(6) ۔ اس عربی کی مصدری تنوین کو ہم فارسی کی مصدری علامت "دن" "تن" اور ہندوستانی میں بشکل "نا" پاتے ہیں پھر عربی حاصلمصدر کی علامت بھی "ت" ہے ۔ جو اس وقت بعض انگریزی الفاظ میں "ٹی"(7) کی شکل میں اس وقت تک محفوظ ہے ۔ ہم ذیل میں چند عربی انگریزی حاصلمصدر دیتے ہیں ۔ جو ہم شکل و ہم معنی ہیں ۔ جن سے ظاہر ہوگا ۔ کہ عربی علامت حاصلمصدر انگریزی میں موجود ہے :-

انگریزی لفظ	تلفظ انگریزی	عربی لفظ	معنی الفاظ انگریزی و عربی
Lenity.	لینیٹی	لینت	نرمی
Nobility.	نوبلٹی	نبالت	شرافت
Agility	عجلٹی	عجلت	جلدی
Sanity	صینیٹی	صیانت	نقص سے پاک ہونا ۔ ہوشمندی

زیادہ غور کرنے سے اور بہت سے تصریفی امور عربی اور انڈو یورپین زبانوں میں ملتے جلتے نظر آجاوینگے ۔ جن سے یہ صاف نتیجہ نکل آوے گا ۔ کہ یہ زبانیں ایک دوسری سے الگ الگ نہیں ۔ بلکہ ایک ہی ہیں ۔ دراصل عربی زبان ہی ایک زبان تھی ۔ جو غیر متغیر ہونے کے باعث تحقیق السنہ میں چراغ ہدایت ہو سکتی تھی ۔ ہم کسی اور زبان پر خواہ اُس نے سنسکرت کی طرح ڈھائی ہزار برس سے تغیرات

(1). An. (2) To ; (3). Sing ; (4). Singen.
(5) Help (6) Helpen. (7) ty.

چھوڑ دی ہوں کوئی حصر نہیں کرسکتے۔ اب اگر عربی زبان کی ساری تصریفی کیفیات جستہ جستہ ہر دوسری زبان میں ملجائیں کسی سے کچھ اور کسی سے کچھ تو طبعی اور منطقی نتیجہ یہ ہونا چاہئے کہ یہ سب کی سب زبانیں عربی سمیت ایک ہی ہیں۔ عربی نے اپنی شکل وصورت کو قائم رکھا۔ باقی زبانوں نے اپنے خط وخال کچھ نہ کچھ گنوا دیئے۔ اسلیئے کسی کا کوئی خط وخال اور کسی کا کوئی خط وخال عربی زبان سے فرداً فرداً ملجاتا ہے +

دوسرا تصریفی مابہ الامتیاز عربی اور انڈو یورپین زبانوں میں یہ بتلایا گیا ہے کہ جہاں عربی یا دوسری سامی زبانیں تصریف میں اصل لفظ کی شکل ومعانی کو ایک نہ ایک رنگ میں محفوظ رکھتے ہیں۔ وہاں انڈو یورپین زبانوں کا طریق عمل یہ ہے۔ کہ دو مُفرد لفظوں کو لے کر جو مُرکّب لفظ بنتا ہے۔ اس مُرکّب شکل میں اجزاے الفاظ کے اصل معانی کو علے العموم نظر انداز کیا جاتا ہے۔ بلکہ مشتق لفظ میں اکثر مادہ کے معانی ضائع ہو جاتے ہیں مثلاً انگریزی لفظ سٹوری[1] (کہانی) کو لفظ "اِد[2]" (دیکھنا) سے مشتق قرار دیا گیا ہے*۔ اسی طرح لفظ ڈیفائی[3] (تردید کرنا یا مُقابلہ کرنا) کو لاطینی "ڈِس[4]" (جُدا) اور "فیڈیئر[5]" (اعتبار) سے مشتق سمجھا گیا ہے۔ ایسا ہی لفظ "ڈیفنڈ[6]" (روحملہ کرنا) کو لاطینی "ڈی[7]" (نیچے) اور "فنڈیر[8]" (مارنا) سے مشتق قرار دیا ہے۔ پھر اس "فِنڈیئر" کے مقابل سنسکرت لفظ ہَن[9] (مارنا) کو رکھ دیا گیا ہے۔ اب اگر ہر سہ الفاظ مذکور کا اشتقاق صحیح تسلیم کرلیا جائے۔ اور اسی طریق پر ہزار در ہزار اشتقاق ہمیں یُورپین فرہنگوں میں نظر آتے ہیں۔ تو پھر ہمیں یہ تسلیم کرلینا پڑیگا۔ کہ انڈو یورپین زبانوں میں جو مُرکّب الفاظ بنتے ہیں۔ تو وہ اپنے معانی میں تو علے العموم اور شکل میں بھی بعض وقت اپنے اصلی اجزاے حصص کی شکل ومعانی کا لحاظ نہیں کرتے

(1) Story. (2) id. (3) Defy. (4). Dis. (5) Faedare

(6) Def-end. (7). de. (8). findare (9) ham

* مفصل بحث کے لیئے دیکھو صفحہ ۹ +

جیسے کہ لفظ سٹوری (کہانی) میں اپنے ماخذ "اِد" (دیکھنا) اور "ڈیفائی" (تردید کرنا) میں اپنے ماخذ فیڈیئر (اعتبار) اور "ڈیفینڈ" (رد حملہ کرنا) میں اپنے ماخذ "فنڈیئر" (مارنا) کا کوئی لحاظ معنوی نہیں کیا گیا۔ مگر یہ بالکل ایک غیر طبعی طریق معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً جب یہ دیکھا جاوے۔ کہ کس طرح ایک اہل زبان کسی معنی کے قیام پر مُصر ہُوا کرتی تھیں۔ لیکن اگر انڈو یُورپین الفاظ کے اشتقاق جو اس وقت لغاتوں میں نظر آتے ہیں صحیح تسلیم کر لیا جاوے تو پھر مجبوراً یہی ماننا پڑیگا۔ کہ ماخذی الفاظ ترکیب پاکر دوسری زبانوں میں اپنے معانی کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ نفس الواقعہ ایک امر مابہ الامتیاز ساحی زبانوں کے بالمقابل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ وہاں مادہ اپنی شکل و معانی کو کسی نہ کسی رنگ میں قائم رکھتا ہے۔ مثلاً عربی مادہ جنّ بمعنے پوشیدگی۔ تاریکی۔ پردہ جس قدر شکلیں اختیار کریگا اپنی خصوصیّت کو قائم رکھیگا۔ مثلاً جنّ وہ مخلوق ہے جو نظر نہیں آتی۔ مجنوُن جس کی عقل میں تاریکی ہو۔ جنین۔ بچّہ حمل جس کا مُذکّر و مُؤنّث ہونا ابھی تاریکی میں ہے۔ جنّت وہ باغ جس کی کیفیّات سے ہم ناواقف ہیں۔ یا جس کے درخت اس قدر گھنے ہیں۔ کہ اُن کا سایہ ایک قسم کا اندھیرا پیدا کر دیتا ہے۔ الغرض اس مادہ کے جس قدر مُشتقات ہونگے۔ ان میں ایک قسم کے خفا۔ پردہ۔ تیرگی کے معنے موجُود ہونگے۔ الغرض اِن امُور کے لحاظ سے سامی (عربی) اور انڈو یُورپین زبانوں میں مُغربی مُحقّقین نے یہ زبردست مابہ الامتیاز قائم کیا ہے۔ میرے نزدیک بھی یہ ایک مابہ الامتیاز قرار دیا جاسکتا ہے۔ بشرطیکہ یُورپین تحقیق کردہ اشتقاق الفاظ صحیح مانا جائے۔ اور اگر یہ اِشتقاق صحیح نہ ہو۔ بلکہ الفاظ زیر تحقیق کا مادہ ایسا ملجائے جہاں مشتق اور ماخذ الفاظ کا صُوری و معنوی تعلّق شدید آپس میں پایا جائے۔ تو یہ تصویر ی خاک میں مل جاتی ہے۔ مثلاً اگر ہم الفاظ مذکُور بالا میں سے لفظ "سٹوری" (کہانی) کو "اِد" (دیکھنا) کی بجائے عربی مادہ "سطر" (کہانی

بیان کرنا) سے مشتق کریں۔ ایسا ہی الفاظ "ڈیفائی" (تردید کرنا مقابلہ کرنا) اور "ڈیفنڈ" (ردحملہ کرنا) کو الگ الگ لاطینی "فیڈیر" (اعتبار) اور "فنڈئیر" (مارنا) کی جگہ ایک عربی مادہ **دفع** (ردکرنا) سے مشتق کریں تو پھر جو مذکورہ بالا امتیاز انڈو یورپین اور سامی زبانوں میں قائم کیا گیا ہے۔ وہ صحیح معلوم نہیں ہوتا اس کی چند مثالیں ہم نے ایک اور اصول کی تشریح میں آگے بھی دی ہیں۔ ہم اِن چند مثالوں کے ساتھ اور مثالیں اپنے دعوے کے ثبوت میں اِس جگہ پیش کرتے ہیں۔ اس جگہ پیش کرتے ہیں۔ یہ الفاظ انگریزی فرہنگ نگاروں نے قریباً لاطینی سے مشتق سمجھے ہیں۔ ان میں سے اکثر کو مُرکّب سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل میں ان الفاظ کے تجویز کردہ عنصر معہ معنے دیدیئے ہیں۔ لاطینی کے ماسوا جو لفظ کسی اور زبان سے نکلا ہے۔ اُس کا میں نے ذکر کردیا ہے +

لفظ انگریزی بمعہ معنے	یورپین اشتقاق	عربی اشتقاق
ابیوز Abuse. گالی دینا	ایب (سے) یوٹی (استعمال)	بذاء (گالی دینا) ابذ مطعون کرنا کسی کو گالی دینا
ریفیوض Refuse. اِنکار کرنا۔	ری (واپس) فنڈیر (سیال چیز کا نیچے ڈالنا)	رفض (ترک کرنا) رفیض (فرانسیسی ترک کرنا)
ریپوض Repose. (آرام کرنا)	ری (دوبارہ) پوزئیر (ٹھیرنا)	ربض۔ آرام دینا
آبضرو Observe. نظر بصیرت سے کچھ دیکھنا	اوب (نزدیک) سرِیوار (رکھنا پرواہ کرنا)	البصر مشتق از بصر (بصیرت سے دیکھنا)
اوبِیڈینٹ Obedient. (مطیع۔ فرمانبردار)	اوب (نزدیک) اوڈائر (سُننا)	عبد (عبدیت) (فرمانبرداری مطیع)
عجائل Agile. (جلدی کرنے والا)	عجیر (دھکیلنا)	عاجل (جلدی کرنیوالا)

عربی اشتقاق	یورپین اشتقاق	لفظ انگریزی معہ معنی
اَدْرس - لکچر دینا درس۔ تعلیم دینا	قدیمی فرنچ ڈریسیر (کپڑا پہننا۔ قائم کرنا) یا لاطینی ڈای رکٹس (ہدایت دینا)	اڈریس Address. (لکچر دینا۔ مخاطب کرنا)
دِرس - پارچہ کُہنہ	"	ڈریس Dress. (لباس)
عنّیٰ - تنگ کرنا	ان (بین) اوڈیو (نفرت)	عَینائی Annoy. (تنگ کرنا)
عائر (تیر)	آرکس (کمان)	عَیرو Arrow. (تیر)
صولت - اچانک حملہ کرنا -	سلائیر (کودنا)	اَیصالٹ Assault. (حملہ کرنا)
سلّہ - گھوڑے کا یک لخت اور جلد دوڑنا -	"	اسیل Assail. (حملہ کرنا) سیلے Sally. (یکلخت حملہ کرنا)
سعی - کوشش	اکس (باہر) ایجئر (دھکیلنا)	ایسے Assey. کوشش کرنا
قند - قند	سنسکرت - کھنڈا توڑنا	قنڈی Candy. قند
قانون (قواعد)	یونانی قنہ (سیدھا مثل بید)	قینن Cannon. قواعد

عربی اشتقاق	یورپین اشتقاق	انگریزی لفظ معہ معنی
کیس (بٹوا)	کیپیٹر (پکڑنا)	Case. کیس (بٹوا)
اقلیم۔ مُلک	یونانی کلیمہ (جھکاؤ ڈھلوان)	Clime. قلائم (مُلک)
قرنہ (گوشہ۔کنارہ)	کارنو (سینگ)	Corner. قارنر (گوشہ۔کنارہ)
دَلّل کسے سے ناز و عشوہ کرنا۔	ڈلین (بچّوں کی طرح باتیں کرنا)	Dally. ڈیلی (ناز و نخرہ کرنا)
امات۔ خالی	موٹ (کاربار کے لئے جمع ہونا)	Empty. ایمپٹی (خالی)
ہالہ	الوس (وہ گول چکّر جو بیل غلّہ گاہنے کے وقت بناتا ہے)	Halo. ہیلو ہالۂ قمر
ہبّت (ٹکڑۂ لباس)	ہیبٹر (رکھنا)	Habit. ہیبٹ (لباس)
امن۔ رستگاری	ایم (مین) میونس (خدمت کرنیوالا)	Immunity. ایمونٹی (کسی ذمہ داری سے رُستگار ہونا)
نفوذ	اِن۔مین فنڈیر (سیال چیز کا گرانا)	Infuse. ان فیوز نفوذ کرنا
نیقہ۔ خوبصورت	نی۔ نہیں سکیری = جاننا	Nice. نائس خوبصورت
بلغم = بلغم	فلیبر بمعنے سوزش	Phlegham. فلیم (بروئے ہجا فلغم) بلغم

عربی معہ معنی	یورپین اشتقاق	لفظ انگریزی معہ معنی
وسط - درمیانی حصّہ	انگلو سیکسن ویسٹن (بڑھاؤ)	ویسٹ Waist. (درمیانی حصّہ کسی چیز کا) کمر

مزید تحقیق پر اور الفاظ بھی اس قسم کے مل سکتے ہیں - اب ان الفاظ بالا میں اگر تو جو یورپین اشتقاق بتلایا گیا ہے - وہ صحیح ہے - تو پھر بے شک انڈو یورپین زبانوں میں ایک زبان کے الفاظ دوسری زبان میں جاکر یا مختلف الفاظ ایک مرکّب شکل اختیار کر کے اصلی معنوں کو کُلیتہً یا بہت حد تک گنوا دیتے ہیں - اور یہ بات سامی زبانوں میں نہیں - لیکن اگر الفاظ بالا کو عربی اشتقاق کے ماتحت لایا جائے - تو پھر یہ امر صحیح نہیں معلوم ہوتا بلکہ مادہ ہر جگہ اپنی صُورت و معنوں میں نظر آتا ہے - اور عربی اور انڈو یورپین زبانوں میں جو مابہ الامتیاز تجویز کیا گیا ہے وہ صرف عدم تحقیق اور تدبّر کا نتیجہ ہے +

علاوہ ازیں اگر ہم کسی زبان کی بناوٹ پر غور کریں - اور اس تعلّق کو سامنے رکھیں - جو زبان اور اہل زبان میں ہوتا ہے - تو صاف نظر آتا ہے - کہ جو بات بطور خاصہ انڈو یوروپین زبانوں کی طرف منسوب کی گئی ہے وہ کسی طبعی طریق سے حاصل نہیں ہوسکتی - کسی زبان کے الفاظ ایک فرد واحد کے تجویز دادہ نہیں ہوتے - کہ جس طرح وہ چاہے معنوں کو بدلے یا چھوڑے - ایک مُتکلّم اور مخاطب میں زبان یا الفاظ فہم و تفہیم کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں - جب تک مُتکلّم اور مخاطب میں الفاظ کے معانی کے مُتعلّق ایک سمجھوتہ نہ ہو - تب تک کوئی گفتگو نہیں ہوسکتی - پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں - کہ اگر کوئی شخص کسی لفظ کو بموقع یا بے محل استعمال کر دے - تو کوئی اہل زبان اسکو گوارا نہیں کرتا - جو زبانیں معرض تغیّر و تبدل میں ہیں - جب ان کے وہ الفاظ جو باہر سے نہیں آئے - بلکہ ایسی زبان میں قدیم سے قدیم زمانے سے چلے آئے ہیں

دیکھے جائیں تو باوجود تغیرات کے ان کی موجودہ شکل اپنی ابتدائی سے ابتدائی شکل سے بھی ملتی جلتی ہے۔ اور معنوں کا بھی تعلق قائم رہتا ہے۔ تو پھر ہم کس طرح مان لیں۔ کہ ایک زبان میں دوسری زبان کے لفظ آکر اپنے معانی قطعاً گنوا دیتے ہیں۔ بہرحال جس دن کوئی بھی لفظ اوّل اوّل دوسری زبان میں داخل ہوتا ہے۔ وہ اپنے معنے ساتھ لاتا ہے۔ خواہ کسی تبدیلی کے ماتحت ہی سہی۔ تو پھر ان معنوں کا قیام کسی نہ کسی شکل میں رہنا چاہیئے۔ تو پھر یہ بالکل سمجھ نہیں آتا کہ اصلی لفظ کے معنے کا لحاظ تک نہ کیا جائے۔ اور دوسری زبان والے اُسے ایک اور لفظ سے ترکیب دے کر اس کے معنی کو قطعاً بدل دیں +

ہمارے نزدیک اصل بات یہی ہے۔ کہ محقّقین فرنگ نے ابتدا میں ہی جب عربی زبان کو اپنے احاطۂ تحقیق سے باہر رکھا۔ اور شروع سے ہی یہ سمجھ لیا کہ انڈو یورپین زبانوں کے اِشتقاق کے لئے کسی سامی زبان کی طرف دیکھنا لاحاصل ہے۔ اِسلئے یہ غلطی واقع ہوگئی۔ دوسری طرف جب سنسکرت لاطینی اور یُونانی زبانوں کو قدیم ٹھیرا کر اشتقاق کی تلاش کی گئی۔ تو وہاں صحیح اشتقاق تو نہ ملا بلکہ ایسے الفاظ ملے جِن کی شکل تو شاید کہیں کہیں مل گئی۔ لیکن معنوی اِشتراک کوئی نہیں تھا۔ اسلئے یہ غلط قانون بن گیا۔ کہ انڈو یورپین زبانوں میں ایک لفظ ایک زبان سے دوسری زبان میں جاکر اپنی شکل و معنی قطعاً بدل لیتا ہے۔ اس سے ایک بھاری روک تحقیق کے راستہ میں پیدا ہوگئی۔ اور محقّق کا دماغ خلیع الرسن ہوکر ہر طرف دوڑنے لگا۔ جو لفظ کسی قدیم زبان کا سامنے آیا ایک خفیف سے خفیف مجانست پر بھی اسے کسی موجودہ زبان کے کسی ایک لفظ کا ماخذ ٹھیرا دیا۔ اس کے برعکس اگر محقّقین السنہ اس بات پر مجبور رہوتے۔ کہ وہ کسی لفظ کو کسی دوسرے لفظ کا ماخذ اُسی وقت تسلیم کرینگے جب مشتق اور مادّہ میں صُوری معنوی مشارکت ہو۔ تو پھر تحقیق بالکُل ٹھیک رستہ پر رہتی۔ لہٰذا جن جن وجُوہ پر سامی زبانوں کو انڈو یورپین زبانوں سے جُدا کیا گیا ہے

وہ بالکل قابل اطمینان وجوہ نہیں۔ بالمقابل اگر تصریفی مشارکت سے ایک زبان کو دوسری زبانوں سے تعلّق ثابت ہوسکتا ہے۔ تو جیسے سنسکرت کا تعلق یورپین زبانوں سے ہے۔ ویسا ہی عربی کا تعلّق بھی ان سے ہوسکتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اصل تعلّق کی بُنیاد خالی تصریف نہیں۔ بلکہ زیادہ تر اشتراک الفاظ ہے۔ یعنی ایک زبان کے لفظ اگر اپنی شکل ومعنی میں دوسری زبان کے الفاظ سے ملتے جُلتے پائے جائیں۔ اور ایسے الفاظ کی تعداد اِتفاق وشاذ کی حد سے نکلکر کثرت کی حد تک پہنچ جائے۔ تو پھر کہا جاسکتا ہے۔ کہ یہ دو زبانیں ہم منبع وہم مُخرج ہیں۔ یہی ایک محفُوظ اور قابل حصر طریق ہے۔ اور اس سے کسی مغربی مُحقّق السنہ کو بھی اِنکار نہیں۔ اب اگر ہم مختلف انڈو یورپین زبانوں کے الفاظ عربی زبان کے الفاظ سے شکل ومعنی میں ملتے جُلتے دکھلادیں جہاں شکل ومعنی نے اگر کوئی تبدیلی کھائی ہو۔ تو بہت ہی تھوڑی اور وہ بھی قواعد طبعیّہ کے ماتحت نہ یہ کہ چند خانہ ساز اصُول ہم خُود تجویز کرلیں۔ مثلاً الفاظ کے ایک زبان سے دوسری زبان میں جانے پر قریب المخرج حرُوف کا آپس میں بدل جانا حرکات وسکنات کی تبدیلی یا لفظ میں حرُوف کی تقلیب یعنی حرفوں کا آگے پیچھے ہوجانا یا حرُوف علل کی ایزادی یا تبدیلی یا کسی لفظ کے ابتدا یا اخیر میں سے کسی حصّہ کا اُڑ جانا یا ایزاد ہوجانا اِسی طرح معانی میں تخصیص سے تعمیم یا تعمیم سے تخصیص یا جزو سے کُل یا کُل سے جزو وغیرہ وغیرہ یہ وہ تبدیلیاں ہیں۔ جو بالکُل طبعی ہیں۔ کیا عجیب بات ہے۔ کہ جہاں یورپین مُحققین نے چند نامکمل قواعد مختلف زبانوں کا مقابلہ کرکے تجویز کیئے ہیں عربی زبان میں یہ سب کے سب قواعد پہلے سے متعلّق تصریف وتعلیل مکمّل طور پر موجود ہیں۔ جن پر ہمیشہ عربی زبان میں عملدرآمد ہوتا ہے +

الغرض ان قواعد کو ہاتھ میں رکھ کر اگر دو زبانوں میں کثرت سے الفاظ ملتے جُلتے نظر آئیں۔ تو وہ زبانیں ایکدوسرے کی ہم مخرج تسلیم کرنی پڑینگی۔ اور ایک کو

دوسری کا ماخذ قرار دینا ہوگا۔ یورپین زبانوں میں اگر اس قسم کا اشتراک الفاظ پایا جائے۔ تو یہ ایک طبعی امر ہے لیکن اگر عربی الفاظ کا اشتراک یورپین زبانوں میں نظر آئے۔ تو پھر ہمیں موجودہ فلالوجی کے بہت سے مسلمات سے اِنکار کرنا ہوگا مثلاً سنسکرت زبان کو انڈو یورپین زبانوں کی بڑی بہن قرار دیا گیا ہے اسلیئے مَیں نے یہ دیکھنا چاہا۔ کہ آیا کس قدر سنسکرت کے الفاظ کُل زبان انگریزی میں ہیں۔ سرسری نگاہ سے میں نے لُغت انگریزی کی تحقیق کرائی تو معلوم ہُوا۔ کہ صرف تین اور ساڑھے تین صد کے درمیان زبان انگریزی میں ایسے الفاظ ہیں جن کا سنسکرت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلّق انگریزی فرہنگ نگاروں نے تسلیم کیا ہے۔ اور اس تعداد میں بھی صرف چالیس کے لگ بھگ ہی ایسے الفاظ ہیں۔ جو اپنے تجویز شدہ سنسکرت مادے سے شکل و معنی میں ملتے جُلتے ہیں۔ والّا باقی کے کُل الفاظ میرے نزدیک سنسکرت الفاظ سے کوئی تعلّق نہیں رکھتے۔ ہاں یہ جو غلط اصُول انڈو یورپین زبانوں زبانوں کے مُتعلّق تسلیم کرلیا گیا ہے۔ کہ ان زبانوں کے الفاظ دوسری زبانوں میں جاکر ابتدائی معانی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی غلط اصُول اس سارے مفروضہ سنسکرت اِشتقاق کا ذمہ وار ہے۔ ذیل کے چند الفاظ میرے مطلب کو زیادہ واضح کردینگے۔ انگریزی الفاظ کے مقابل جو سنسکرت الفاظ ہیں۔ ان کو فرہنگ نگاروں نے اپنی تحقیق اشتقاق میں لکھا ہے۔ گویا اس قسم کے الفاظ اگر جمع کیئے جائیں تو وہ تعداد میں تین صد کے قریب ہیں ؛

انگریزی لفظ	معنی	سنسکرت لفظ	معنی
فی	فیس	پشُو	جانور
کوُین	ملکہ	جنی	عورت
فزکس	دوائی	بھو	ہونا
پلیٹ	رکابی	پرتھس	بڑا۔
گاسپ	گپ	سبھا	مجلس

انگریزی لفظ	معنی	سنسکرت لفظ	معنی
ہوسٹ	میزبان	پتی	صاحب یا مالک
اورینیٹ	مشرق	را	چڑھنا
ہیر	خرگوش	(۱) لک (۲) کسا	(۱) کودنا (۲) خرگوش

اب جو ان مندرجہ بالا الفاظ انگریزی اور سنسکرت کو آپس میں تعلّق ہے۔ وہ تو ظاہر ہی ہے۔ اس قسم کے الفاظ کو الگ کر دیا جائے۔ تو پھر چالیس کے لگ بھگ الفاظ کُل زبان انگریزی میں ایسے رہ جاتے ہیں۔ جن کے اشتقاق کے لئے ہم سنسکرت کی طرف دیکھ سکتے ہیں۔ انگریزی زبان میں بعض الفاظ کو عربی الاصل قرار دیا گیا ہے۔ وہ دو صد کے قریب ہیں۔ جن میں سے ڈیڑھ صد کے قریب ایسے الفاظ ہیں۔ جو اپنے ماخذ عربی الفاظ سے ملتے ہیں۔ گویا کہ اگر صوری معنوی مشارکت کا لحاظ کیا جائے۔ تو خود یورپین فرہنگ نگاروں کی شہادت سے تین گُنا الفاظ سنسکرت کے مقابل عربی کے اس وقت انگریزی زبان میں موجود ہیں۔ لیکن ان الفاظ کے مُتعلّق عموماً یہ قیاس کیا گیا ہے۔ کہ یہ الفاظ گذشتہ آٹھ نو صد برس کے اندر اندر یورپ میں آ گئے۔ یعنی کچھ تو سپین کے راستے اور کچھ صلیبی مُحاربات کے ماتحت اسلیئے میں نے اپنی تحقیق سے مُطلق ایسے الفاظ کو نکال دیا ہے۔ اور صرف انہی الفاظ کو قبول کیا۔ جو میرے نزدیک عربی الاصل ہیں۔ لیکن جن کو یورپین فلالوجسٹ نے ایسا تسلیم نہیں کیا۔ مینے شروع میں ذکر کیا ہے۔ کہ میری یہ تحقیق صرف چند روزہ ہے۔ اور اس میں میں نے پانچ صد کے قریب الفاظ تحقیق کیئے ہیں۔ جن کو میں ذیل میں دیتا ہوں تحقیق کے وقت میرے پاس وبسٹر اور انن ڈیل کی ڈکشنریاں ہی ہیں۔ ان میں ان الفاظ کو عربی الاصل تسلیم نہیں کیا گیا۔ لیکن میری فہرست مکمّل ہو جانے پر مجھے سکیٹ کا تازہ اڈیشن مِل گیا جس میں دس یا پندرہ الفاظ مجھے ایسے بھی نظر آئے۔ جن کو سکیٹ نے عربی الفاظ سے مُلحق تو کیا ہے۔

لیکن چونکہ ساتھ ہی کسی اور زبان کو ماخذ ٹھیرا دیا ہے۔اس لیئے میں نے ان الفاظ کو اپنی فہرست سے نہیں نکالا۔ مثلاً لفظ شُگر بمعنے شکّر کے تحت میں سکیٹ ڈکشنری میں عربی لفظ شکر بھی دیا گیا ہے لیکن اس کو سنسکرت لفظ کرکارا سے مُشتق سمجھا گیا ہے۔جس کے ایک معنی چینی کے بھی ہیں +

میری اِس فہرست کے دیکھنے سے معلوم ہوگا۔کہ ان میں سے نوّے فیصدی انگریزی الفاظ تو ایک طرح عربی الفاظ کا مُثنّٰہ ہیں۔اور باقی کے جو الفاظ ہیں وہ بھی اُس تکلّف سے پاک ہیں جو یورپین تحقیقات میں اختیار کیا جاتا ہے۔ پھر ان الفاظ میں ایسے لفظ بھی ہیں۔جن کا تعلّق یورپ کی اور زبانوں سے بھی پایا جاتا ہے۔ یعنے اُن زبانوں میں ان انگریزی الفاظ کے ہمشکل مترادف موجود ہیں۔میں صرف یہاں اُن کی تعداد دے دیتا ہوں +

لاطینی ۱۵۲۔ اینگلوسکسن ۱۷۸۔جرمن ۱۵۲۔فرنچ ۱۴۷
آئسلینڈک ۱۲۴۔ڈچ ۱۱۹۔ڈینش ۱۱۵۔سویڈش ۷۸
گاتھک ۶۵۔اولڈ ہائی جرمن ۲۴۔اولڈ انگلش ۱۱۳۔اولڈ سکسن ۴۰

اِن زبانوں میں علے الخصوص لاطینی اینگلوسکسن اولڈ ہائی جرمن اولڈ انگلش اولڈ سکسن قابل توجّہ ہیں۔اگر ان زبانوں میں عربی الفاظ سے شکل ومعنی میں ملتے ہُوئے الفاظ موجود ہیں۔اور اُن کا آپس میں تعلّق قائم ہوسکتا ہے۔تو چُونکہ یہ زبانیں اسلامی فتوحات یا صلیبی مُحاربات سے پہلے ہی مفقود ہوچکی تھیں۔تو اِسلیئے یہ نہیں کہا جاسکتا۔کہ یہ عربی الفاظ اُن زبانوں میں کسی میل جول کے ماتحت چلے گئے۔بلکہ یہ ماننا پڑیگا۔کہ یہ قومیں اورعرب ایک وقت ایک ہی تھے۔بلکہ بعض الفاظ کی تحقیق میں مجھے جس قدر اِن قدیم زبانوں نے امداد دی ہے۔وہ اور بھی حیران کردیتے ہیں۔بعض موجودہ انگریزی الفاظ کی شکل کو عربی الفاظ سے بظاہر کوئی قریبی تعلّق نظر نہ آتا تھا۔ لیکن جب ایسے الفاظ کو انگریزی کی ماخذ زبانوں میں دیکھا تو یہ دقّت فے الفور

دُور ہوگئی۔ مثلاً انگریزی لفظ "ویک"(۱) (کمزور) کا عربی لفظ وہن (کمزور) سے
چنداں تعلّق نظر نہیں آتا۔ لیکن لفظ "ویک" کی اینگلوسکسن شکل "وِکین"(۲)
ہے۔ اور اولڈ ہائی جرمن زبان میں اس کی شکل "وِہن"(۳) ہے۔ تو پھر "ویک"
اور عربی وہن ایک ہی لفظ نظر آجاتے ہیں۔ اِسی طرح انگریزی لفظ "ڈل"(۴)
جس کے معنے کُند ذہن کے ہیں۔ اس کو عربی لفظ "ضل" سے (راہ راست سے خطا کرو)
صُوری تعلّق تو ہے۔ لیکن اِس کے معنوی تعلّق کو دیکھنے کے لئے ہمیں اِس
لفظ کے اقرب ماخذ اینگلوسکسن لفظ "ڈول"(۵) کو دیکھنا ہوگا۔ جس کے معنی
"غلط کار" کے ہیں۔ اِسی طرح انگریزی لفظ "انٹ"(۶) (چچی یا پھوپھی) کو عربی لفظ
"عمت" سے فوراً نسبت نظر آجاتی ہے۔ جب انگریزی لفظ کو لاطینی "عمیتہ"(۷) کا
مشتق ہم لُغات میں پاتے ہیں۔ اِسی طرح انگریزی لفظ "جنجر"(۸) کو عربی لفظ زنجبیل
سے منسوب کرنا ہو تو ہمیں فرنچ لفظ "زنجبیر" معنی "زنجبیل" سے مدد لینی ہوگی۔
انگریزی لفظ میکینیشن(۹) (خُفیہ تجویز و سازش) کے ٹھیک مقابل عربی
لفظ مکر ہے۔ اِن دونوں کو ملانے کے لئے ہمیں لاطینی "مکنیر"(۱۰) کی وساطت سے
کام لینا ہوگا۔ جس میں نون زائد ایک امرِ مُسلّمہ ہے۔ لاطینی مکنیرا اور عربی مکر
ہم معنی ہیں۔ اِس طرح عربی لفظ ہمیں قدیم زبانوں میں نظر آرہے ہیں علاوہ ازیں
مختلف یورپین زبانوں میں کثرت سے الفاظ لاطینی مادوں سے مستخرج سمجھے
گئے ہیں۔ بلکہ بعض جگہ تو میں نے ایسا دیکھا ہے۔ کہ تیس تیس چالیس چالیس
الفاظ کا ماخذ ایک لاطینی مادے کو ٹھہرایا گیا ہے۔ اس امر سے میں اگرچہ
مُتفق نہیں سب الفاظ کو لاطینی مادے سے چنداں تعلّق نہیں۔ اِن امُور پر میں مفصل
بحث اپنی آیندہ کتاب میں کرونگا۔ لیکن اگر یہ صحیح مان لیا جائے۔ تو پھر ذیل کے

(1). Weak. (2). Wican. (3) Wehan. (4). Dull.
(5). Doll. (6) Aunt. (7). Amita (8). Ginger.
(9). Machination. (10). Macinare.

چند لاطینی مادے ہیں۔جن کے مقابل عربی مادّے یہاں رکھ دیئے ہیں۔جو لاطینی مادوں سے شکل و معنی میں ملتے جلتے ہیں۔لاطینی مادوں میں جہاں لفظ کے درمیان "۔" دی گئی ہے۔اُس کا پہلا حصّہ اصل ہے۔اور دوسرا اضافی +

لاطینی مادہ	معنی	عربی مادہ	معنی
کڈ۔ایر	کاٹنا	قد	کاٹنا
کلک۔ایر	چُھونا	قلص	چُھونا
کیپ۔ایٹ	سر	قب	سر
کیپ۔ایر	پکڑنا	قبض	پکڑنا
کلیم۔ایر	بولانا	کَلّمَ	بولنا
کورنو	سینگ	قرن	سینگ
کر۔ار	دوڑنا	جرّ	دوڑنا
ڈیمن۔ام	نقصان	ضیم	نقصان
فڈیو	اعتبار کرنا	فوض	اعتبار کرنا کسی کو کوئی چیز سپرد کرنا۔
فریگ	توڑنا	فرق	توڑنا۔جدا جدا کرنا۔
جین۔اِس	جنس	جنس	جنس
لوق۔اے	بولنا	لغہ	لفظ۔کلمہ
لوک۔ایر	چمکنا	الاق	بجلی کا چمکنا
موڈس	پیمانہ	مُدّ	پیمانہ
اوڈر	خوشبو	عطر	عطر
سک۔ایر	کاٹنا	شق	کاٹنا
سولیڈس	مضبوط	صلد	مضبوط
سٹاٹ	کھڑا ہونا	صدی	کھڑا ہونا
سمل	اکٹھے	شمل	اکٹھے کرنا۔اکٹھی ہوئی ہوئی چیزیں۔

یہ تو لاطینی مادّے ہیں۔ اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ بروقت تحقیق اور بہت سے لاطینی مادے اور پھر کثرت سے لاطینی الفاظ عربی الفاظ سے مشارکت رکھنے والے مِلجائیں گے۔ یہی حال میرے نزدیک سنسکرت اور یونانی کا ہوگا۔ تو پھر کیا ایسی صورت میں جب مختلف زبانوں کے مختلف الفاظ آپس میں تو نہ ملیں۔ لیکن وہ سب کے سب جدا جدا عربی الفاظ سے شدید صوری اور معنوی تعلق رکھنے والے ثابت ہوں تو کیا اگر عربی زبان کو اُمّ الالسنہ نہ کہا جائے۔ تو یہ کہنا بھی غلط ہوگا کہ عربی زبان ہی سب زبانوں کی بڑی بہن ہے۔ اور اسی کے خط و خال اور اسی کے اعضا و جوارح اور زبانوں میں موجود ہیں۔ لیکن نہیں یہ ہم آسانی سے دکھلا سکتے ہیں۔ کہ جن الفاظ میں اور زبانوں کا عربی زبان سے اشتراک ہے۔ وہ الفاظ عربی کے ہیں۔ جس پر مفصّل بحث ہم آیندہ باب میں کریں گے۔ علاوہ ازیں جو کُل انڈو یورپین زبانوں کا مشترک حصّہ چند مادے بنام نہاد موسوم بہ انڈو جرمنیک روٹس تجویز کئے گئے ہیں۔ اور وہ روٹس یا تو بجنسہٖ یا کسی قدر خفیف سے ہیر پھیر کے ساتھ عربی مادوں سے ملتے جُلتے ہیں۔ تو کیوں اِن سب زبانوں کو بجائے ایک مفروضہ زبان کے جس کے مُتعلّق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ وہ زبان کبھی بھی بولی نہیں گئی۔ ایک ایسی زبان کے ساتھ مُلحق نہ کیا جائے۔ جو ابدالآباد سے زندہ اور غیر مُتغیّر چلی آئی ہے۔ ذیل میں اب ہم اُن انگریزی الفاظ کی فہرست دیتے ہیں۔ جو عربی زبان سے صورت و معنی میں مُتقارب ہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں کہ جن کا تعلّق ماسوائے مُتعدد الفاظ کے عربی الفاظ سے لغات نویسوں نے تسلیم نہیں کیا۔ ہاں جن انگریزی الفاظ کو خود انہوں نے عربی الاصل قرار دیا ہے اس کو ہم نے اِس فہرست میں داخل نہیں کیا۔ تلاش اِشتقاق میں بعض تو عام یورپین محققین نے تجویز کئے ہیں۔ جن میں سے بعض تو بالکل خانہ ساز اور دفع ضرورت کے لیئے بنائے گئے ہیں۔ جن کی پیروی مَیں نے نہیں کی۔ اگر میں اپنی تحقیق یورپین طریق پر شروع کروں۔ تو بہت جلد ایک زبان دوسری

زبان سے مشتق ثابت ہو سکتی ہے لیکن میرے نزدیک وہ طریق صحیح نہیں۔ میں نے اِس فہرست میں اوّل تو تین چوتھائی سے زیادہ ایسے الفاظ لئے ہیں۔ جہاں عربی۔ انگریزی الفاظ بہ تبدیلی حرکات وعلل ایک دوسرے کا مثنّٰہ ہیں۔ ہاں جہاں بعض جگہ حروف بدلے ہوئے نظر آئیں۔ وہاں میں نے اُن قواعد طبعیّہ کو سامنے رکھا ہے۔ جو عربوں نے تصریف وتعلیل کے متعلق وضع کئے ہیں۔ اور جو مخارج حروف کے اصُول پر قائم کیئے گئے ہیں۔ مثلاً ب۔ پ۔ ف۔ وا وحروف شفویّہ ہیں۔ ان کا تبادلہ آپسمیں ایک طبعی امر ہے۔ اِسی طرح دٓ۔ تٓ سنیہ حروف ہیں۔ اور آپسمیں بدل جاتے ہیں۔ اسیطرح جو حلق سے حروف نکلتے ہیں۔ وہ بھی آپسمیں بدل جاتے ہیں۔ پھر بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ ایک حرف جو عموماً دوسرے حرف سے بدلا کرتا ہے۔ وہ ایک ایسے لفظ سے بھی بدلجاتا ہے۔ کہ جس سے دوسرا حرف بدلا کرتا ہے مثلاً ج کا تبادلہ۔ گ اور غ سے ہوجاتا ہے لیکن گ خود۔ ک اور ق سے بدل سکتا ہے۔ یہ تو ایک معمولی امر ہے۔ دراصل اسکی تہ میں وہ ہی اصُول مخارج ہے۔ اِسی طرح جہاں دٓ اور تٓ آپس میں بدلتے ہیں۔ وہاں دوسری طرف دال اور ذال آپسمیں بدلتے ہیں۔ اسلئے تٓ اور ذ کا تبادلہ صحیح ہے۔ دراصل اگر عربی حروف کے قواعد تبدیل کو سامنے رکھا جائے۔ تو بہت سی مشکلات کا حل ہوجاتا ہے۔ ح اور خ کو بولنے کے وقت کچھ اِس طرح ملتی جُلتی آواز اہل عرب نکالتے ہیں۔ کہ ایک ناواقف اُن میں تمیز نہیں کرسکتا۔ اب خ ک یا ق کی آواز ایک دوسری کے قریب ہے اور آپسمیں اکثر بدلجاتے ہیں۔ اِسلئے ح اور ک کو بدلنا بھی اُسی اصُول پر ہے۔ یورپین زبانوں میں اس تبادلہ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اگرچہ وجہ نہیں لکھی۔ وجہ ہم کو عربی کے ذریعہ ہی نظر آتی ہے مثلاً لاطینی لفظ قورنو (۱) بمعنے سینگ) اور انگریزی لفظ ہارن (۲) بمعنے سینگ کو ایک دوسرے سے مشتق تسلیم کرلیا گیا ہے۔ اسیطرح تٓ کا س سے بدلنا بھی اکثر یورپین زبانوں میں نظر آتا ہے۔ وجہ اسکی غالباً یہ ہے۔ کہ س اور ث کی آوازیں ملتی جُلتی ہیں۔ اور ث کا تلفّظ عرب لوگ تٓ سے ملتا جُلتا نکالتے ہیں

(1) Corna. (2). Horn.

ان وجوہ پر جن حروف کا بدل میں نے ذیل کی فہرست میں جائز رکھا ہے۔ وہ ذیل کے حروف ہیں :۔

ز۔ ذ۔ س۔ ش۔ ص۔ ض۔ آپس میں بدلتے ہیں۔ ض کی دو آوازیں عربوں نے رکھی ہیں۔ ایک دال سے ملتی جلتی اور ایک ذال سے اور دال کا بدل ت ہے۔ اسلئے ز۔ ذ جن کا بدل ت اور دال سے آتا ہے +

ق۔ ک۔ غ۔ گ آپس میں بدلتے ہیں۔ گ اور غ کا بدل جیم سے ہے جیسے شلغم اور شلجم۔ اسلئے بعض وقت جیم کاف اور قاف سے بدل کھاتا ہے۔ اسی طرح حاء کاف اور قاف سے بدلجاتی ہے۔ ہ۔ ح۔ الف۔ ء۔ عین کا بدل علے العموم ہوجاتا ہے۔ نون اور میم بھی آپس میں بدلتے ہیں۔ اور میم اور باء پھر آپس میں بدلتے ہیں۔ اسیطرح ر اور لام آپس میں بدلتے ہیں۔ یہ تبادلہ بالکل طبعی ہے۔ ہر ایک بچہ ر کی جگہ ل اور لام کی جگہ ر نکالتا ہے۔ ان تبدیلیوں کے علاوہ بعض وقت بعض فالتو حروف لفظوں میں زائد لگا دیئے جاتے ہیں۔ عموماً تو یہ حروف علل ہیں۔ یعنے الف۔ واؤ۔ یاء۔ جو زیر زبر اور پیش کے دراصل بدل ہوتے ہیں۔ یا وہ حروف جو ان سے ملتے جلتے ہیں مثلاً حاء۔ ہ۔ ع الفاظ کے اندر نون اکثر فالتو لگجاتا ہے۔ جیسے چاول سے چانول تحقیق اشتقاق میں ان زوائد کا نظر انداز کرنا اسی لئے جائز ہے۔ ن سے چونکہ م ملتا جلتا ہے بعض وقت نون اور باء مل کر میم کا قائمقام ہو جاتے ہیں۔ جیسے آم اور انب۔ یہ حروف علت درمیان کے علاوہ آغاز اور اخیر میں بھی بعض الفاظ کے لگجاتے ہیں۔ جیسے سکول اور اسکول۔ پھر ایک اور طریق یہ ہے۔ کہ بعض الفاظ کے بولنے کے وقت حروف کی ترتیب کو بدل دیا جاتا ہے۔ مثلاً **مزاج** کو بعض ناخواندہ لوگ **مجاز** کہہ دیتے ہیں۔ لعنت کو نعلت کہتے ہیں۔ بعض وقت بالکل الفاظ میں حروف کی تقلیب ہوجاتی ہے۔ بعض وقت ایک حرف نہیں بلکہ ایک حصہ لفظ کسی لفظ کے پیچھے یا پہلے لگجاتا ہے۔ یہ چند ایک باتیں ہیں جن کا

لحاظ میں نے اِس فہرست میں کیا ہے۔ ورنہ زیادہ تر الفاظ انگریزی مندرجہ فہرست ذرا سے زبان کے ہیر پھیر سے یا زیر زبر کے بدلنے سے بالکل عربی الفاظ کے مُشتقّہ اور ہمشکل ہیں۔ مجھے ایک مُدّت سے اشتقاق الفاظ کا ایک خاص مذاق رہا۔ اور مَیں نے عموماً اُن کُتب کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن جس خوبصورتی سے عربی اور انگریزی الفاظ مجھے فہرست ذیل میں نظر آتے ہیں۔ وہ ایک ہی زبان کی بعض شاخوں میں تو ضرور نظر آتے ہیں۔ مثلاً جرمنیک و لاطینی سے نکلی ہُوئی زبانیں۔ جو اس وقت یورپ کے بعض حصص میں بولی جاتی ہیں۔ یا سنسکرت سے نکلی زبانیں اُردو۔ ہندی۔ پنجابی وغیرہ جو ہند میں بولی جاتی رہیں جس طرح ان کے الفاظ آپس میں ملتے جُلتے نظر آتے ہیں۔ وہی حال ان انگریزی الفاظ کا عربی سے فہرست ذیل میں ہے۔ لیکن اس قسم کی مجانست و مشارکت شکل میں نے کسی دیگر یورپین زبانوں کے دوسری انڈو یورپین زبانوں میں نہیں دیکھی۔ مَیں اپنے مُسلم بھائیوں کی خدمت میں جو عربی زبان سے ماہر ہیں یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی جگہ اس تحقیق کو شروع کریں۔ وہ ایک بھاری خدمتِ دین کرینگے۔ اگر اپنی اپنی زبان کے چند اور الفاظ عربی سے نکال دیں۔ اِس طرح اُن کے ہموطن اور ہم زبانوں پر عربی کا بولنا ایک آسان امر ہو جائیگا۔ کسی لفظ کو عربی زبان تک پہنچانے میں تبدیلی حروف جو ہوتی ہے۔ اُس کے بہترین قواعد وہی ہیں۔ جو عربی صرف کی کتابوں میں تصریفات اور تعلیلات کے ماتحت تجویز کئے ہیں۔ رہا معنوں میں تبدیلی۔ سو ذیل کی فہرست ایک عُمدہ ہادی اسمیں ہوسکتی ہے۔ یورپین تو معنوی مشارکت کے اقرب ہونے کے چنداں قائل ہی نہیں جیسے کہ مَیں نے شروع میں اس پر بحث کی ہے لیکن اُن کا ایسا خیال کرنا محض عدم تدبر اور نقص تحقیق کا نتیجہ ہے معانی میں تبدیلی اس قدر تبدیلی نہیں ہوتی جیسے کہ اُنھوں نے سمجھ رکھی ہے۔ بلکہ اس قدر جائز ہے۔ کہ تعمیم کو تخصیص کر دیا جائے یا تخصیص کو تعمیم مثلاً گھریلو وہ جانور ہوتے ہیں۔ جو گھر میں رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً کُتا۔ بلی۔ چڑیا ممکن ہے کہ

لفظ گھریلو سے آہستہ آہستہ کُتا لیلیا جائے۔ یا کُتا کے مترادف لفظ گھریلو کے معنے دیدے۔ اِسی طرح جہاں کوئی جزو ہو وہ کُل یا کُل ہو تو جزو کے معنوں میں لگ جائے۔ یا ملتی جلتی چیزوں میں ایک کا نام دوسری پر آجائے۔ مثلاً عربی لفظ قط بمعنے بلّی ہر یورپین زبان میں مختلف شکلوں میں موجود ہے۔ لیکن ہندوستانی میں یہ لفظ کُتا کی شکل میں ایک ایسے جانور پر بولا جاتا ہے۔ جو گھریلو جانوروں میں بلّی کا ہم ردیف ہے۔ اس کے متعلق بہتر یہ ہوگا۔ کہ ہمارے علماء معانی میں۔ مجاز کی اقسام کو دیکھ لیں۔ جس طرح مجاز کے طریق ہیں۔ اُس طریق سے ایک لفظ کے معنے دوسری زبان میں مجازاً اور ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ دروازہ اِس قدر نہیں کھل سکتا۔ جس قدر یورپین تحقیق نے کھول رکھا ہے۔ یہ تبدیلی اُس حد تک جائز ہے۔ جیسے ہمارے ہاں مجاز صحیح ہے۔ یہاں تک تو طبعی طریق ہے۔ اور باقی ایک خلیع الرسن انسان جہاں چاہے پہنچ جائے +

فہرست الفاظ

۱	ابیس = حقیر کرنا۔ ابس۔ حقیر ٹھیرانا۔	Abase.
۲	ابیٹ = گھٹنا۔ ھبط } گھٹنا ابتّ } زائل ہونا	Abate.
۳	ایبٹ = پادری۔ اب۔ باپ۔	Abbot.
۴	ابائڈ = قائم ہونا۔ ابد۔ کسی جگہ رہائش کرنا۔	Abide.
۵	ابوڈ = جائے رہائش۔ "	Abode.
۶	ایبل = قابل (پرانی فرانسیسی ہابل بمعنے قابل) قابل۔ قابل	Able.
۷	ایبیوز = گالی دینا۔ باذ = گالی دینا۔ ابز = بیعزت کرنا۔	Abuse.
۸	ایبیوز = بے محل استعمال کرنا۔ عبث۔ عبث۔	Abuse.
۹	ابسرڈ = بیہودہ۔ عبث۔ عبث۔	Absurd.
۱۰	ایکیوز = الزام دینا۔ اخذ۔ گرفت کرنا۔ مواخذہ کرنا	Accuse.

نمبر شمار	لفظ انگریزی ۔ معنے و مخرج عربی معہ معنی	لفظ انگریزی
۱۱	آیڈ = شامل کرنا بڑھانا ۔ اعادہ = دوبارہ کرنا	Add.
۱۲	ایڈرس = مخاطب کرنا ۔ آذرہس = کسی کو لیکچر دینا	Address.
۱۳	ایڈجسنٹ = بہت قریب ہونا ۔ اجتنت بہت قریب ہونا	Adjacent
۱۴	ایڈورٹ = توجہ کو پھیرنا } ادبر { پھیرنا آگے سے پیچھے کرنا	Advert.
۱۵	ایڈورس = مخالف حالات } { مخالف حالات ہونا	Adverse
۱۶	ایڈورسٹی = بدبختی ۔ اَدْبار = بدبختی ۔	Adversity
۱۷	ایفرم = تسلیم کرنا ۔۔ ابرام = معاہدہ کو تسلیم کرنا ۔	Affirm
۱۸	آیجلٹی = جلدی ۔ عجلت = جلدی ۔	Agility
۱۹	ایجائل = جلدی کرنیوالا ۔ عاجل ۔ جلدی کرنیوالا ۔	Agile.
۲۰	ایجیٹیٹ = جوش میں لانا { اجتہ } جوش ۔ { ھیج } جوش میں لانا ۔	Agitate.
۲۱	ایگری = متفق ہونا ۔ قارّہ = متفق ہونا ۔	Agree.
۲۲	ایڈ = مدد کرنا ۔ { ادی / اید } مدد کرنا ۔	Aid.
۲۳	ایل = دیکھو ال ۔	Ail.
۲۴	ایر = ہوا ۔ آیر = باد شمال ۔	Air.
۲۵	ایلے = آرام دینا ۔ آلحّ = آرام پانا ۔	Allay.
۲۶	ایلائنس ۔ دیکھو ایلاے	Alliance.
۲۷	ایلائی = حلیف = آلف ۔ حلیف ۔	Ally.
۲۸	ایلوز = ایلوا ۔ اَلُوّ = ایلوا ۔	Aloes.
۲۹	اینا وے = تکلیف دینا ۔ عنی = تکلیف دینا ۔	Annoy.
۳۰	اینٹیک = قدیم ۔ عتیق = قدیم ۔	Antique.
۳۱	ایرو = تیر ۔ عائر = تیر ۔	Arrow.

نمبر شمار	لفظ انگریزی ـ معنی ومخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۳۲	ایسنڈ = اُوپر چڑھنا ـ سنل صعود ـ اُوپر چڑھنا ـ	Ascend.
۳۳	ایش = راکھ ـ اُس ـ راکھ بمقدار قلیل ـ	Ash.
۳۴	ایسّے = کوشش کرنا ـ السعی سعی ـ کوشش کرنا ـ	Assay.
۳۵	اسیٹس (فرانسیسی ـ اسیز) = اثاثہ ـ اثاثہ ـ اثاثہ	Assets.
۳۶	اسمبل = اکٹھے کرنا یا ہونا ـ شمل ـ جمع کردہ اشیاء ـ ملانا شامل کرنا ـ	Assemble.
۳۷	اسیل ـ دیکھو سیلی	Assail.
۳۸	ایسالٹ = حملہ کرنا صولت یکلخت حملہ کرنا	Assault.
۳۹	ایسٹانش = وحشت زدہ ہونا ـ استوحش ـ وحشت زدہ ہونا	Astonish.
۴۰	آنٹ (بزبان لاطینی عمیتہ) = چچی ـ عمّہ ـ چچی	Aunt.
۴۱	بیڈ = بُرا ـ براء ـ بُرا ہونا ـ	Bad.
۴۲	بیل = مصیبت ـ بلاء ـ مصیبت ـ	Bale.
۴۳	باق (سروی بجا بلق) = زمین غیر مزروعہ ـ بلق = غیر آباد ملک ـ	Balk.
۴۴	بالسم = بلسم ـ بلسم ـ بلسم ـ	Balsm
۴۵	بارک = چھلکا ـ ورق ـ چھلکا ـ	Bark.
۴۶	بیرل = پیپہ ـ برمیل ـ پیپہ	Barrel.
۴۷	بیٹل = لڑائی { بطل = شجاعت دکھانا ـ بالط = تلوار سے لڑنا ـ	Battle.
۴۸	بیس = کمینہ ـ بئس ـ بُرا ـ	Base.
۴۹	بیٹ = مارنا ـ هبط ـ کسی کو مارنا ـ	Beat.
۵۰	بائٹ = کاٹنا ـ بت = کاٹنا ـ	Bite.
۵۱	بلیک = سیاہ ـ بلق ـ سفید سیاہ داغ دہبا ـ	Black.

نمبر شمار	لفظ انگریزی - معنی - مخرج عربی معہ معنی	تلفظ انگریزی
۵۲	بلیو = نیلا - ابلق - سیاہ وسفید ملا جُلا -	Blue.
۵۳	باڈی = بدن - بدن - بدن -	Body.
۵۴	بون = نعمت عطیۃ اللہ - بون - خوبی ونیکی -	Boon.
۵۵	باٹونی = علم نباتات - نبات - نبات -	Botany
۵۶	بوکس = مُکّا مارنا - وَکز - مُکّا مارنا	Box.
۵۷	بریںڈ = تلوار - برند - تلوار جوہردار یا چمکدار -	Brand.
۵۸	بریک = توڑنا - فرق - جُدا کرنا -	Break.
۵۹	بریتھ = دم - بہر - کوتاہ دمی -	Breath.
۶۰	برائٹ (بروے ہجا برغت) = چمکدار (برہت بزبان انگلو سکسن = چمک) برق - چمکنا - بھر = چمک	Bright.
۶۱	برُوک = چشمہ - برکہ - حوض -	Brook.
۶۲	بکل = بکسوہ لگانا - بگّل - بکسوہ لگانا -	Buckle.
۶۳	بڈ = کسی چیز کا آغاز ہونا - بداء - شروع کرنا -	Bud.
۶۴	بگ = کھٹمل - بقّ - کھٹمل -	Bug.
۶۵	بیوگل - بگل - بوق - بگل -	Bugle.
۶۶	بلڈ - تعمیر کرنا - بلدۃ - معمورہ -	Build.
۶۷	بری = دفن کرنا - قبر - کسی چیز کو دفن زمین کرنا -	Bury.
۶۸	بس = بوسہ لینا - بوس - بوسہ لینا -	Buss.
۶۹	بٹ = مگر - البتہ - البتہ -	But.
۷۰	بائی = خریدنا - بیع - خرید وفروخت -	Buy.
۷۱	کیبل = رسّی - حبل - رسّی / قبال - چپلی کی رسی -	Cable.

نمبر شمار	لفظ انگریزی ـ معنی ـ مخرج عربی معہ معنی	تلفظ انگریزی
۷۲	کیک = گلچہ ـ کعک = گلچہ ـ	Cake.
۷۳	کیلسائن = چُونا کرنا ـ کلس = چُونہ ـ	Calcine.
۷۴	قال = بُلانا ـ قال = بولنا ـ	Call.
۷۵	کام (بروے ہجا کالم) = امن ـ سلام ـ امن ـ	Calm.
۷۶	کالکس (بہ ہجا کیلیکس) دیکھو کیلسائن	Calx.
۷۷	کیمل = اُونٹ ـ جمل = اُونٹ +	Camel.
۷۸	کیمفر = کافور ـ کافور ـ کافور ـ	Camphor.
۷۹	کینڈل = بتّی ـ قندیل = شمع ـ	Candle.
۸۰	کینن = قواعد ـ قانون = قواعد ـ	Cannon.
۸۱	کیپ = ٹوپی ـ قب ـ سر ـ	Cap.
۸۲	کیپے بل = قابل ـ قابل ـ قابل ـ	Capable.
۸۳	کیپٹل = سرمایہ ـ مستخرج از لاطینی کیپس = سر ـ قب = سر	Capital
۸۴	کیپٹن = سردار فوج ؍؍ ؍؍	Captain.
۸۵	کیپٹو = قیدی ـ مستخرج از لاطینی کیپیو = پکڑنا ـ قبض = پکڑنا ـ	Captive
۸۶	کین = بید ـ قنہ = نیزہ ـ	Cane.
۸۷	کیس = کیس ـ کیس = کیس ـ کیسہ	Case.
۸۸	کیٹ = بلّی ـ قط = بلّی ـ	Cat.
۸۹	کیو = غار ـ کہف = غار ـ	Cave.
۹۰	سنٹر (سین بجائے سی = کاف) = مرکز ـ قطر = مرکز ـ	Centre.
۹۱	سیل = کوٹھڑی (اصل لفظ حرف سی سے شروع ہوتا ہے جو بمنزلہ کاف ہے) قلیہ = کوٹھڑی ـ	Cell.

نمبر شمار	لفظ انگریزی ۔ معنی ۔ مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۹۲	چیسٹائز = سرزنش کرنا ۔ شیص = سرزنش کرنا ۔	Chastise.
۹۳	چیف = سردار ۔ قب = سردار ۔ جبّہ = سردار ۔	Chief.
۹۴	کلیم (دیکھو ڈی کلیم) +	Claim.
۹۵	کلائیم = مُلک ۔ اقلیم = مُلک ۔	Clime
۹۶	کلائیمیٹ = آب وہوا ۔ دیکھو کلائم ۔	Climate.
۹۷	کلوز = نزدیک ہونا ۔ قلص ۔ نزدیک ہونا مختلف چیزوں کو اکٹھے کرنا ۔	Close.
۹۸	کلاوڈ = بادل ۔ قلعتہ = بڑے بادل ۔	Cloud.
۹۹	کافن = کفن ۔ کفن = کفن ۔	Coffin.
۱۰۰	کمیونٹی = قوم ۔ قومیّت ۔ قوم ۔	Community
۱۰۱	کمپلیٹ = مکمّل ۔ کاملیّت ۔ مکمّل ۔	Complete.
۱۰۲	کونفائڈ ۔ دیکھو فالی ڈیلیٹی ۔	Confide.
۱۰۳	کونسول ۔ دیکھو سولیس ۔	Console.
۱۰۴	کُنٹینٹ = قانع ۔ قناعت = قناعت ۔	Content.
۱۰۵	کوپ = محراب ۔ قُبّہ ۔ گنبد ۔	Cope.
۱۰۶	کورنیٹ = کرنا ۔ نرسنگھا ۔ قرن = سینگ	Cornet.
۱۰۷	کورنر = کنارہ ۔ گوشہ ۔ قُرنہ = کنارہ ۔ گوشہ ۔	Corner.
۱۰۸	کف = کھانسی ۔ قحب = کھانسی ۔	Cough.
۱۰۹	کور = ڈھانکنا ۔ کوّر ۔ کفر ۔ غفر = ڈھانپنا ۔	Cover.
۱۱۰	کرائیم = جُرم ۔ جرم = جُرم ۔	Crime.
۱۱۱	کرُو = کوّا ۔ غراب = کوا ۔	Crow.
۱۱۲	کرائی = چلانا ۔ قراء = چلانا ۔	Cry.

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی ـ مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۱۱۳	کرسٹ = چھلکا ـ ٹکڑا روٹی کا ـ قشرۃ ـ چھلکا ٹکڑا روٹی کا ـ	Crust.
۱۱۴	کیوب = شکل چھ گوشہ ـ کعب شکل چھ گوشہ ـ	Cube.
۱۱۵	کپ = پیالہ ـ کوب = پیالہ ـ	Cup.
۱۱۶	کرط = مختصر کرنا ـ قرط = مختصر کرنا ـ	Curt.
۱۱۷	قرڈ = دودھ کا جمانا ـ قرش = دودھ کا جمانا	Curd.
۱۱۸	کرنیٹ = لہر (یہ لفظ لاطینی کرو بمعنی دوڑنا سے نکالا گیا ہے) جری = لہر ـ جر = دوڑنا ـ	Current.
۱۱۹	کٹ = کاٹنا ـ قطع و قد = کاٹنا ـ	Cut.
۱۲۰	ڈیلی = ناز نخرے کرنا ـ دلال ـ دلّ = ناز نخرے کرنا	Dally.
۱۲۱	ڈیمیج = نقصان پہنچانا ـ ضیر = نقصان پہنچانا ـ	Damage.
۱۲۲	ڈینڈل ـ ڈینگل = لٹکنا ـ ہاتھوں کا ہلانا جھولنا دندل = لٹکنا ـ چلنے میں ہاتھوں کا ہلانا جھولنا	Dandle.
۱۲۳	ڈے = دن ـ ضیاء = روشنی ـ ضحاء = دوپہر ـ	Day.
۱۲۴	ڈیل = دو آدمیوں میں معاملہ طے کرنا = دلال = دلالی کرنیوالا	Deal.
۱۲۵	〃 = دلالت کرنا ـ دل = دلالت کرنا ـ	Deal.
۱۲۶	ڈی کلیم = بولنا ـ بحث کرنا ـ کلّم ـ بولنا کسی سے گفتگو کرنا	Declaim.
۱۲۷	ڈیبٹ / ڈیو } = قرضہ ـ دین = قرضہ ـ دیت = خون بہا ـ	Debt. / Due.
۱۲۸	ڈیفائی = رد کرنا مقابلہ کرنا / ڈیفنس = اندفاع کرنا } دفع ـ دفاع ـ رد کرنا مقابلہ کرکے دور کرنا ـ ڈیفنس کرنا ـ	Defy. / Defence.
۱۲۹	ڈیئی ٹی = خدا ـ ضیاء = روشنی ـ نور ـ	Deity.

نمبر شمار	لفظ انگریزی - معنی - مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۱۳۰	ڈفتھیریا = خناق - ذبحت = خناق -	Dephtheria
۱۳۱	ڈائر = خوفناک - نقصان دہ - ضار = ضرر رساں -	Dire.
۱۳۲	ڈور = دروازہ (اسکو سنسکرت لفظ دوارہ یعنی گھر سے نسبت دیگئی ہے) دار = گھر -	Door.
۱۳۳	ڈاگ = کُتا - داجن = گھریلا جانور اور کُتّا -	Dog.
۱۳۴	ڈبل = دُوگنا - ضاعف = دُگنا کرنا -	Double.
۱۳۵	ڈاؤن = نیچے - دون = کمینہ - ہیٹا -	Down.
۱۳۶	ڈریکم = چاندی کا سکّہ - درہم = چاندی کا سکّہ	Drachm.
۱۳۷	ڈرام = انگریزی وزن (یہ لفظ اور مذکورہ بالا کا ایک ہی مخرج تسلیم کیا گیا ہے) -	Dram.
۱۳۸	ڈرا = کھینچنا - ضرع = کسی چیز کو پوشیدہ نزدیک کھینچنا	Draw.
۱۳۹	ڈری اَر = مصیبت افزا - یاس دہ - ضرّ - جمع ضرائر = مصیبت -	Drear.
۱۴۰	ڈریس = لباس - درس = جامہ کہنہ -	Dress.
۱۴۱	ڈرفٹ = دھکیل دینا - درّف = کسی کو دھکیل دینا	Drift
۱۴۲	ڈرائیو = سواری کرنا یا دھکیل دینا - ہانکنا - دحو = ہانکنا - دھکیل دینا (نیز دیکھو ڈرفٹ) -	Drive.
۱۴۳	ڈرب = مارنا - ضرب = مارنا -	Drub.
۱۴۴	ڈروس دروز	Druse.
۱۴۵	ڈرائی = خشک - النضر = کسی پودے کا خشک کر دینا -	Dry.
۱۴۶	ڈیوأل = دو آدمیوں کا لڑنا (دیکھو لفظ ڈبل)	Dual.
۱۴۷	ڈفر = بیوقوف - بے حیثیت انسان ضفار = غیبت کن یا بُرا کہنے والا انسان	Duffar

نمبر شمار	لفظ انگریزی - معنی - مخرج عربی - معنی	تلفظ انگریزی
۱۴۸	ڈل = بیوقوف - کم عقل (قدیمی زبان اینگلوسیکسن میں دول بمعنی غلطی میں پڑا ہوا) ضل = گمراہ -	Dull.
۱۴۹	ارتھ = زمین - ارض = زمین (جرمنی میں ارد بمعنی زمین)	Earth.
۱۵۰	ایز = عیش و آرام کرنا عیش = عیش -	Ease.
۱۵۱	ایب = سمندر کے پانی کا نیچے ہو جانا - عب = سمندر کا پانی اوپر چڑھ جانا ھب ھب - پانی کا آہستہ بہنا	Ebb.
۱۵۲	ایبونی = ابنوس - ابنوس = آبنوس -	Ebbony.
۱۵۳	ایلیفنٹ = ہاتھی - الفیل = ہاتھی -	Elephant.
۱۵۴	ایلیویٹ = بلند کرنا علویت = بلندی -	Elevate
۱۵۵	ایلوکونس - فصاحت (لاطینی - لوکیو - بولنا) لغت - لفظ - بیان - بولنا -	Eloquent.
۱۵۶	ایمپٹی = خالی - امات = خالی -	Empty.
۱۵۷	اینڈ = خاتمہ (سنسکرت انت) انتھا = خاتمہ -	End.
۱۵۸	ینڈ - کنارہ - عند - کنارہ -	Anad.
۱۵۹	انجاے = لذت اٹھانا - انجع = فائدہ اٹھانا - انجع - پھلنا پھولنا -	Enjoy
۱۶۰	ارّ = غلطی کرنا - عرّ = بدی - عرا - جرم -	Err.
۱۶۱	اسٹیم / اسٹیمیٹ = قیمت لگانا - اندازہ - استام = کسی چیز کی قیمت پوچھنا -	Esteem. Estimate
۱۶۲	ایول = مصیبت - ویل مصیبت - بلاء = مصیبت	Evil.
۱۶۳	آئی = آنکھ - عین = آنکھ -	Eye.
۱۶۴	فیڈ = گھٹنا - پژمردہ ہونا - مرجھانا - فنا ہونا - فوت = فنا ہونا - فوت = مرجھانا - فاد = گزر جانا -	Fade.

نمبر شمار	لفظ انگریزی ـ معنی مع عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
١٦٥	فینٹ = تکان سے کمزور ہونا ـ ضعیف دل ہونا ـ	Faint.
	فند = ضعیف العمری کے باعث ضعیف دل ہونا	Fat.
١٦٦	فیٹ = موٹا ـ باط = جسم کا موٹا ہونا ـ	Fat.
١٦٧	فیر = خوف ـ فرق = وہرہ ـ خوف ـ	Fear
١٦٨	فیل = محسوس کرنا ـ معلوم کرنا ـ فال ـ کسی چیز کو سوچ کر سمجھ لینا ـ	Feel.
١٦٩	فکشن = جھوٹ ـ افک = جھوٹ ـ	Fiction.
١٧٠	فلتھ ـ نجاست ـ فرث = گوبر ـ	Filth.
١٧١	فلّی = بچھڑا ـ فِلو ـ بچھڑا ـ	Filly
١٧٢	فائی ڈیلٹی = وفاداری (لاطینی ـ فِڈیو ـ اعتماد کرنا) فوض = اعتماداً کسی کے سپرد کرنا ـ	Fidelity
١٧٣	فنگر = اُنگلی ـ بنصر = دوسری اُنگلی ـ	Finger.
١٧٤	فائر = آگ ـ وعِرم = جلنا ـ فور ـ تیزی گرمی ـ	Fire.
١٧٥	فرم = مضبوط ـ ابرم = کسی چیز کو مضبوط کرنا ـ	Firm.
١٧٦	فشر = دراڑ ـ فرز = دراڑ ـ	Fissure.
١٧٧	فلیک = تہ بتہ جدا کرنا یا توڑنا ـ فلق = توڑنا یا کاٹنا یا پھٹنا	Flake
١٧٨	فلیٹ = پھیلاؤ والا ـ فلطاح = پھیلاؤ والا ـ	Flat.
١٧٩	فلی ـ فلائی = بھاگنا ـ اُڑنا ـ فل = بھاگنا ـ فر = اُڑنا ـ بھاگنا ـ	Flee. Fly.
١٨٠	فلیس = پشم ـ فلس = مچھلی کا چھلکا ـ	Fleece.
١٨١	فلیس = لوٹ لینا ـ مال چھین لینا ـ فلس = مفلس کر دینا	Do
١٨٢	فلائیٹ = بھاگنا ـ فلت ـ بھاگ جانا ـ	Flight.

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی۔مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۱۸۳	فُول = بیوقوف۔ بلھہ = بیوقوف۔	Fool.
۱۸۴	فولو = پیچھے جانا۔ فلفل = ایکدوسری کے پیچھے لگنا	Follow.
۱۸۵	فِری = آزاد۔ فارغ۔ بری = آزاد۔	Free.
۱۸۶	فریز = سردی سے جم جانا۔ برد۔ سردی قریس = منجمد شدہ	Freeze.
۱۸۷	فریٹ = کُڑھنا۔ بیچین ہونا۔ برطع = کُڑھنا۔ بیچین دل ہونا۔ فرِت = کمزور دل کا ہونا۔	Fret.
۱۸۸	فریکچر = توڑنا۔ فرق = جُدا کردینا۔	Fracture.
۱۸۹	فرائٹ = خوف فرق = خوف کرنا۔ وھرۃ = خوف	Fright.
۱۹۰	فر = کپڑے کو پوستین لگانا۔ فرا = پوستین لگانا۔	
۱۹۱	فیوری = تُندمزاجی۔ فیوّد = تندمزاج۔	Fury.
۱۹۲	فیس = چہرہ۔ وش = چہرہ۔	Face.
۱۹۳	گیپ = گڑھا۔ دراڑ۔ جُب۔ گڑھا۔ کنواں۔	Gap.
۱۹۴	جینس = جنس = جنس = جنس۔	Genus
۱۹۵	جرم = جانور کی ابتدائی حالت جرم = جانور کا جسم۔	Germ.
۱۹۶	جائنٹ = دیو۔ جنات۔ جمع جِنّ۔	Giant.
۱۹۷	جرم = بُنیاد۔ جڑ۔ جرثوم۔ اصل بُنیاد۔	Germ.
۱۹۸	جنجر = سونٹھ (بزبان فرانسیسی زنجبیر) زنجبیل = سونٹھ۔	Ginger.
۱۹۹	گرل۔ لڑکی۔ جاریہ۔ لڑکی۔	Girl.
۲۰۰	گلوم = اندھیرا۔ ظلم۔ ظلمت۔ اندھیرا۔	Gloom.
۲۰۱	گلو = روشن ہونا چمکنا جلوہ = روشن ہونا چمکنا	Glow.
۲۰۲	گلوری = جلال۔ جلال = جلال۔	Glory.
۳۰۳	گو = جانا۔ جاء = آنا۔	Go.

نمبر شمار	لفظ انگریزی ـ معنی ـ مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۲۰۴	گوٹ = بکری ـ شاۃ = بکری ـ	Goat.
۲۰۵	گاڈ = خدا ـ جواد = یکے از اسماء الٰہی بمعنی فیاض ـ	God.
۲۰۶	گُڈ = نیکی ـ جُود = فیّاضی و مہربانی ـ	Good.
۲۰۷	گرائینڈ = پیسنا ـ جرد = چھلکا اُتارنا ـ	Grind.
۲۰۸	گراؤنڈ = زمین ـ جرد = زمین ہموار ـ	Ground.
۲۰۹	گراس = گھاس ـ غرس = اُگانا ـ	Grass.
۲۱۰	گائیڈ = راہنما یا راہنمائی کرنا ـ قاد = راہنمائی کرنا ـ قائد = راہنما ـ جادہ = راستہ ـ	Guide.
۲۱۱	گرو = بڑھنا ـ اُگنا ـ جارۃ = بڑھنا ـ اُگنا ـ غرس = اُگانا ـ	Grow.
۲۱۲	گرگل = پانی چلنے کی آواز ـ جرجر = پانی چلنے کی آواز	Gurgle.
۲۱۳	گیس = قیاس ـ قیاس = قیاس ـ	Guess.
۲۱۴	ہیبٹ = لباس ـ ھبۃ = پارچہ لباس ـ	Habit
۲۱۵	ہیڈیس = دوزخ میں جائے تنگ و تاریک (جرمن ہدیس بمعنی جو نظر نہ آوے) ھندس = سخت تاریک رات بولتے ہیں	Hades.
۲۱۶	ہیل = ژالہ ـ حلیت = ژالہ ـ ھلیب = موسم سرما میں سخت سردی کا دن ـ	Hail.
۲۱۷	ہیل ہیلو = خوشی کی آواز سے پکارنا ـ ھلّا = خوشی کی آواز سے پکارنا ـ	Hale.
۲۱۸	ہیلو = ہالہ ـ ھالہ = ہالہ ـ	Halloo.
۲۱۹	ہینڈ = ہاتھ ـ ید ـ ہاتھ ـ	Hand.
۲۲۰	ہارڈ = سخت ـ عرد = سخت ـ	Hard.

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی - مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۲۲۱	ہیٹ = گرمی (بزبان ڈینش ہیڈ بمعنی گرمی) حِرّت = گرمی	Heat.
۲۲۲	ہیج = کانٹوں سے باڑ لگانا - حاج = خار -	Hedge.
۲۲۳	ہارتھ = انگیٹھی - چمنی - ارثہ = انگیٹھی - چمنی -	Hearth.
۲۲۴	ہرب = گیاہ - عرب = گیاہ -	Herb.
۲۲۵	ہریڈی ٹری = ورثہ والی - ہیر = وارث ہیری ٹیج وراثت - ارث = ورثہ -	Hereditary Heir, Heritage.
۲۲۶	ہینس = بُرا - نفرت انگیز (فرانسیسی ہین بمعنی نفرت) ھان = نفرتی - کینہ - حنث = گُناہ -	Heinous.
۲۲۷	ہس = ہلکی آواز جو جانور نکالے یا ہلکا سُر - حسف = سانپ کی آواز -	Hiss.
۲۲۸	ہسٹری = تاریخ - استورہ = فسانہ -	History.
۲۲۹	ہٹ = مارنا - ھتاء = کسی کو مارنا -	Hit.
۲۳۰	ہوری = سفید ہونا خصوصاً سر کے بالوں کا - حوّر = سخت سفید ہونا - حُوْر - سفید رنگ -	Hoery.
۲۳۱	ہکّف = ہچکی - حزقف = ہچکی -	Hicough
۲۳۲	ہورس = گھوڑا - فرس = گھوڑا -	Horse.
۲۳۳	ہورن (لاطینی کورنوا ور سنسکرت میں کرنگا) = سینگ قرن = سینگ -	Horn.
۲۳۴	ہوٹ (بزبان ڈینش ہید) گرم - حد = گرم -	Hot
۲۳۵	ہولو = خالی - خالی = خالی -	Hollow
۲۳۶	ہرل = تیزی سے جانا - حرل = چلنے میں تیزی کرنا -	Hurl.
۲۳۷	ہری = جلدی کرنا - ھرج = جلدی کرنا - دوڑنا -	Hurry.

نمبر شمار	لفظ انگریزی - مخرج عربی - مع معنی	تلفظ انگریزی
۲۳۸	آئی ڈنٹٹی = اُسی قسم کا ہونا - وہی (بزبان لاطینی آیڈم بمعنے وہی) ایضاً - ایضاً - اَض = دوبارہ ہونا عِدل = اُسی قسم کا -	Identity.
۲۳۹	آئیڈیا = خیال - منشاء - عندیہ = عندیّہ -	Idea.
۲۴۰	اِل - ایل = بیمار - بیمار - علیل = بیمار -	Ill.
۲۴۱	اِلیُوم = روشن کرنا - لمعہ = روشنی -	Illume.
۲۴۲	ایمیٹیٹ = نقل کرنا - اِئتمّر = نقل کرنا -	Imitate
۲۴۳	ایمیون = ذمہ داری سے بچ جانا - امن = امن -	Immune
۲۴۴	انفیوز = کسی چیز کا کسی چیز میں نفوذ کر جانا - انفذ - نفذ = نفوذ -	Infuse.
۲۴۵	اِن ہیریٹنس = دیکھو ہیری ٹیج ۲۲۵	Inheritance
۲۴۶	اِنک = سیاہی - نِقس جمع انقاس = سیاہی -	Ink.
۲۴۷	اٹیریٹ = دوہرانا - اتارۃً = دوہرانا -	Iterate
۲۴۸	جیڈ = تھکنا - جحص = تھکنا - کد = تھکنا -	Jade.
۲۴۹	جار = برتن - جسّ = مٹّی کا برتن -	Jar.
۲۵۰	جَرک = کھینچنا - جرك = کھینچنا -	Jerk.
۲۵۱	نالج } (برُوئے ہجا کنولج) = علم - فن = طلب خبر کردن کن } علم حاصل کردن -	Knowledge Ken.
۲۵۲	نائف = (بروئے ہجا کنالف) = چاقُو - قنف = چاقُو یا تلوار سے کسی چیز کو کاٹنا -	Knife.
۲۵۳	کِنس = رشتہ دار - جنس = جنس -	Kins.
۲۵۴	لیک (سنسکرت لکھش) = لاکھ - لك = لاکھ -	Lac.

نمبر شمار	لفظ انگریزی ۔ مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۲۵۵	لیڈ = بچّہ ۔ ولید = بچّہ (مذکّر)	Lad.
۲۵۶	لیڈی = عورت ۔ ولیدہ = بچّہ (مؤنّث)	Lady.
۲۵۷	لیمپ = چراغ ۔ لمع = روشنی ۔ لب = شعلہ ۔ لمح = چمکنا ۔	Lamp.
۲۵۸	لیومنری = روشنی دہ دیکھو لیمپ	Luminary.
۲۵۹	لمپیڈ = روشن ۔ دیکھو لیمپ ۔	Limped.
۲۶۰	لیش = کوڑے لگانا ۔ لسب = کوڑے لگانا ۔	Lash.
۲۶۱	لینگویج = زبان (یونانی لغسّ بمعنی لفظ) لغہ = لفظ ۔ بیان ۔	Language
۲۶۲	لینگوال = زبان سے تعلّق رکھنے والا ۔ ایضاً ۔	Lingual.
۲۶۳	لیکسیکن = لغت ایضاً	Lescican.
۲۶۴	لین = نرم ۔ لین = نرم ۔	Lean.
۲۶۵	لینٹی = نرمی ۔ لینت = نرمی ۔	Lenity.
۲۶۶	لیفٹ = بایاں طرف ۔ لفت = بائیں طرف ہونا ۔	Left.
۲۶۷	لِق = چاٹنا ۔ لعق = چاٹنا ۔	Lick.
۲۶۸	لائی (اینگلو سکسن لیوگان) = جھوٹ لی = جھوٹ ۔ لاق = جھوٹ ۔	Lie.
۲۶۹	لائیٹ (اینگلو سیکسن لحت) = روشنی ۔ لام = چمکنا ۔ لاحت = چمکنا ۔ لاق = بجلی کی چمک ۔	Light.
۲۷۰	لیوسڈ = روشن ۔ ایضاً	Lucid.
۲۷۱	لائیک = مشابہ ، لُک = چہرہ } لقا = چہرہ ۔ بالمقابل ہونا	Like. Look.
۲۷۲	لوان (لاطینی لیو بمعنی شیر) = لیث = شیر ۔	Lion.

نمبر شمار	لفظ انگریزی - مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۲۷۳	لَوّ = عشق - لوعۃ = سوزش عشق - الف = مُحبّت عشق -	Love.
۲۷۴	لو = کمینہ - لوم = کم اصل -	Low.
۲۷۵	میکینیشن (لاطینی میکی نر) = خُفیہ تجویز - مکر = خُفیہ تدبیر -	Machination
۲۷۶	میلس = کینہ ⎫ لوث = کینہ - اس کا اسم فاعل	Malice.
	میلیشس = کینہ پرور ⎭ مُلوّث ہے گو ان معنوں میں نہیں آتا -	Malicious.
۲۷۷	مینیکل = ہتھکڑی - اِنکال = ہتھکڑی - اسم ظرف منکل	Manacle.
۲۷۸	مینٹل = اوڑھنی (لاطینی منٹلم بمعنی رومال - تولیہ) مندیل = تولیہ - رومال -	Mantle.
۲۷۹	مَیرٹ = قابلیّت - استعداد - مرۃ = طاقت - مضبوطی	Merit.
۲۸۰	ماربل = سنگ مرمر - مرمر = سنگ مرمر -	Marble.
۲۸۲	مَیری = شادی (لاطینی میری بس بمعنی خاوند) مرء = مرد - مراۃ = بیوی -	Marry.
۲۸۳	ماسٹر = اُستاد - افسر - مصیطر = نگرانِ حال - منیجر	Master.
۲۸۴	مراڈ = لُوٹنے کی تلاش میں پھرنا - مراد = سرکش باغی -	Marand.
۲۸۵	میرّو = مغز استخواں - رم = مغز اُستخواں -	Marrow.
۲۸۶	مَسٹیکیٹ = چبانا - مضغ - مضغیت = چبانا	Masticate
۲۸۷	مِین = معنی - معنی = معنی -	Mean.
۲۸۸	مِین = کمینہ - مہین = قابل نفرت -	Mean.
۲۸۹	مِین = درمیانہ - بین = درمیانہ -	Mean.
۲۹۰	مرسی = رحم - نرم دلی - رثاء = نرم دلی - رقتِ قلب مرثیہ = نظم - جس سے رقتِ قلب پیدا ہو -	Mercy.

نمبر شمار	لفظ انگریزی ـ مخرج عربی مع انگریزی	تلفظ انگریزی
۲۹۱	مرج = کسی چیز میں ملکر اپنی ہستی گنوا لینا مرج = ایک چیز کا دوسری کے ساتھ ملجانا ـ انگریزی لفظ بھی اولاً پانی میں کسی چیز کے غرق ہو جانے کو کہتے ہیں ـ اور عربی میں بھی دو پانیوں کے ملنے کو کہتے ہیں ـ جیسے مرج البحرین ـ	Merge.
۲۹۲	میرّی ـ خوش ـ مرح ـ مریح = خوش ـ	Merry.
۲۹۲	میٹ = پیمانہ (لاطینی موڈس بمعنی پیمانہ) مدّ = پیمانہ	Mete.
۲۹۴	میو = بلی کا بولنا ـ مأ = بلی کا بولنا ـ	Mew.
۲۹۵	ملک = دودھ ـ ملق = بچّہ کا ماں کا دُودھ چُوسنا ـ	Milk.
۲۹۶	مکس (لاطینی مس) = ملا دینا ـ مشیج = ملا دینا بقث = ملا دینا ـ	Mix.
۲۹۷	میوٹ = گُونگا ـ صموت = گُونگا ـ	Mute.
۲۹۸	نیبر (بروے ہجا نجبر) = ہمسایہ ـ مجاور = ہمسایہ	Neighbour.
۲۹۹	نائس = خوبصورت ـ عُمدہ ـ نیقہ = خوبصورت عُمدہ	Nice.
۳۰۰	نیق (اینگلو سیکسن حنیق) = گردن ـ عنق = گردن ـ	Neck.
۳۰۱	نوبل = شریف ـ نبل = شریف ـ	Noble.
۳۰۲	نُبیلٹی = شرافت ـ نبالۃ = شرافت ـ	Nobility.
۳۰۳	نوڈ = سر کا ہلانا ـ ناد ـ ناض = سر کا ہلانا نیند سے	Nod.
۳۰۴	ابزرو = بصیرت سے کسی چیز کو دیکھنا ـ البصر بصیرت سے کسی چیز کو دیکھنا ـ	Observe.
۳۰۵	اُبیڈی اِنس / اُبیڈ نیٹ } عبد ـ عبُودیت = فرمانبرداری کرنا ـ اطاعت	Obedience. / Obedient.
۳۰۶	آوڈ = طاق ـ احد = ایک ـ	Odd.

نمبر شمار	لفظ انگریزی مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۳۰۷	اوڈی اس = نفرت انگیز، اوڈیم = نفرت ۔ دُشمنی } عداوة = دُشمنی ۔	Odius. Odium.
۳۰۸	اوڈور = بوئے خوش ۔ عطر = بُوئے خُوش ۔	Odour.
۳۰۹	پیراڈائز = فردوس ۔ فردوس ۔ فردوس ۔	Paradise.
۳۱۰	پاس = گُزرنا ۔ کامیاب ہونا ۔ فاز = گذرنا ۔ کامیاب ہونا فوز ۔ گذرنا ۔ کامیاب ۔	Pass.
۳۱۱	پیپر = سیاہ مرچ ۔ کسی چیز کو چٹپٹا کردینا ۔ فلفل = سیاہ مرچ ۔ بھر ۔ چٹپٹا کرنا ۔	Pepper.
۳۱۲	فلم (بہجا فلغم) = بلغم بلغم = بلغم ۔	Phelgm.
۳۱۳	پاٹ = ہنڈیا ۔ بوطہ = کٹھالی ۔	Pot.
۳۱۴	پرنس = شہزادہ ۔ فِرناس = سردارده ۔	Prince.
۳۱۵	پیور = آلائش سے پاک ۔ بری = الزام سے پاک ۔	Pure.
۳۱۶	پُس = بلّی ۔ بِس = بلّی ۔	Puss.
۳۱۷	پیبل = سنگریزہ ۔ نبل = سنگریزہ خود ۔	Pebble.
۳۱۸	ریبٹ = خرگوش ۔ ارنب = خرگوش ۔	Rabbit.
۳۱۹	ریبل = مجمعِ مردمان ۔ ربل = مجمع ۔ جُھنڈ ۔	Rabble.
۳۲۰	ریبل = شور ڈالکر ناقابل فہم طریق پر بہت سے لوگوں کا بولنا ۔ رھبل = ناقابل فہم طریق پر بولنا ۔	Rabble.
۳۲۱	رے بِڈ = غُصّے میں دیوانہ وار ہونا ۔ تربل = غُصّے میں رنگ کا بدلنا ۔ مادہ ربد = رنگ کا پھیکا ہوجانا ۔	Rabid.
۳۲۲	ریگ = چیتھڑا ۔ رُقعہ = چیتھڑا ۔	Rag.
۳۲۳	رین = بارش ۔ رہا = بارش ۔	Rain.

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی - مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۳۳۴	ریمبل = چلنا پھرنا - رملا = تیز چلنا -	Ramble.
۳۳۵	رائز = اُٹھنا / ریز = اُٹھانا } راس = اُٹھانا -	Rise. Raise.
۳۳۶	ریٹل = شور ڈالنا - رطہ = چیخ کرنا - بولنا -	Rattle.
۳۳۷	ریڈی = رضامند - طیار - رضی = خوشنود و رضامند ہونا	Ready.
۳۳۸	ریکن = حساب کرنا - رقن = سطور کے خاتمہ پر کچھ لکھنا یا ادا شدہ رقم پر خط کھینچنا -	Reckon.
۳۳۹	ریسیو - قبول کرنا - حاصل کرنا - رضی = قبول کرنا -	Receive.
۳۴۰	ریر = اُٹھانا - اُبھارنا - ریر = موٹا تازہ ہونا -	Rear.
۳۴۱	رڈ = سُرخ - ایراد = سُرخ رنگ کرنا - ورد = سُرخ رنگ	Red.
۳۴۲	ریفیوز = انکار کرنا - چھوڑنا - رفض = چھوڑنا -	Refuse.
۳۴۳	ریپوز = آرام کرنا - ربض = آرام دینا -	Repose.
۳۴۴	رِب = پسلی - رحبی = چھاتی کی سب سے چوڑی پسلی -	Rib.
۳۴۵	رائس (فرانسیسی رز) بمعنی چاول - رز = چاول -	Rice.
۳۴۶	رڈ بجپنا - کسی چیز کو اپنے سے دُور کرنا - رد = کسی چیز کو اپنے سے دُور کرنا -	Rid.
۳۴۷	رِج (بہ ہجے ر و ج) = پہاڑی کا اوپر کا کنارہ - ریج = پہاڑی کا اُوپر لا کنارہ -	Ridge.
۳۴۸	رِجل = نام سیارہ - رجل = سیارہ -	Rigel.
۳۴۹	روڈ = سڑک - وارد = سڑک -	Road.
۳۵۰	روب = لوٹنا - حرب = لُوٹنا -	Rob.
۳۵۱	روف = چھت - رفیف = چھت -	Roof.

تلفظ انگریزی	لفظ انگریزی معنی مخرج عربی مع معنی	نمبر شمار
Rock.	رَوک = ٹیلا - رغوۃ = ٹیلا - رَاسیہ جمع رواسی = پہاڑ -	۳۵۲
Rope.	روپ = رسّی - ربط = باندھنا - رباط = رسّی -	۳۵۳
Rustic	رسٹک = دہقان - رستاق = دہقان -	۳۵۴
Sad.	سَیڈ = غمگین - سدعہ = غم - سَدَم - سَغَم -	۳۵۵
Saffron.	سَیفرن = زعفران - الاصفرات - زعفران = کیسر	۳۵۶
Sane.	سین غلطی سے محفوظ صون صیانتہ = خطا سے محفوظ -	۳۵۷
Sanity.	سینٹی = صیانتہ -	۳۵۸
Salute.	سَیلیوٹ = سلام کرنا صلی کسی کے لئے نیک خواہش کرنا - صلوٰۃ = نماز - دُعا کرنا -	۳۵۹
Sap.	سَیپ = رس - صب = کسی سیال چیز کو اُوپر سے گرانا	۳۶۰
Sob.	سَوب = رونا - آنسو نکالنا -	۳۶۱
Sop.	سَوپ = پانی میں کسی چیز کو ڈبو کر تر کرنا - صب = ایضاً	۳۶۲
Saphire.	صفائر = پکھراج - صفیر = پکھراج -	۳۶۳
Sally.	سَیلی = دوڑ کرنا نکلنا - کودنا - یا حملہ کرنا سلہ = گھوڑے کا یکلخت دوڑنا -	۳۶۴
Salmamder.	سَلمندر = سمندر (کرم آتشین) سمندل یا سمندر -	۳۶۵
Scorch:	سکورچ = جُھلس دینا - سقر - صقر - کسی چیز کو جھلس دینا	۳۶۶
Seal.	سِیل (اینگلوسیکسن سجل بمعنی نشان) مُہر سجل = مُہر -	۳۶۷
Sear.	سی ار = جلانا - سعیر = جلتی ہُوئی آگ -	۳۶۸
Shackle.	شَیکل = زنجیر شکل = زنجیر لگانا - شکال = زنجیر -	۳۶۹
Shake.	شَیک = ہلانا - سعم = ہلانا (بانس کا)	۳۷۰

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی ۔ مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۳۷۱	شینک = پنڈلی ۔ ساق = پنڈلی ۔	Shank.
۳۷۲	شیپ = شکل ۔ شبیہ = شکل ۔	Shape.
۳۷۳	شیٹر = توڑنا ۔ شتر = کاٹنا ۔ کٹ جانا ۔	Shatter.
۳۷۴	شیرف = افسر شہر شریف (شریف مکہ)	Sheriff.
۳۷۵	{ شائن = چمکنا / سن = سورج } سنا = روشنی ۔	Shine. Sun.
۳۷۶	{ شپ = جہاز / سکف = چھوٹی کشتی } سفینہ = کشتی ۔	Ship. Skiff.
۳۷۷	شو = جوتی ۔ سکافہ = کفشگر ۔	Shoe.
۳۷۸	شوٹ = دوڑ ۔ شوط = دوڑ ۔	Shoot.
۳۷۹	شاوٹ = چیخ کر پکارنا ۔ صات = چیخ کر پکارنا صیحتہ ۔ چیخ ۔	Shout.
۳۸۰	شریک = چیخ ۔ صریخ = چیخ ۔	Shriek.
۳۸۱	شن = چھوڑنا (برا سمجھ کر) شنا = کسی سے نفرت کرنا	Shun.
۳۸۲	شٹ = بند کرنا ۔ سدّ = بند کرنا ۔	Shut.
۳۸۳	سِک = بیمار ۔ سقیم = بیمار ۔	Sick.
۳۸۴	سائڈ = کنارہ ۔ شاط = کنارہ ۔	Side.
۳۸۵	سلک = ریشم ۔ سلک = رسّی ۔ دھاگا ۔	Silk.
۳۸۶	سمیلی = مثال ۔ مثل =	Similie.
۳۸۷	سِن = گناہ ۔ شنع = کاربد ۔	Sin.
۳۸۸	سنک = ڈوبنا ۔ کھودنا (کنواں) سک = کنواں کا کھودنا ۔ سِلک ۔ کسی چیز کا کھودنا ۔	Sink.

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی ۔ مخرج عربی مع عربی	تلفظ انگریزی
۳۸۹	ستٹ = بیٹھنا سیٹ = جائے نشست } ستہ = سُرین (دا) حصّہ جسم جو بیٹھنے میں جائے نشست کے برابر ہو جائے	Sit. Seat.
۳۹۰	سکس = چھ ۔ سات = چھ (ہندی ساٹھ ۶۰ قابل ملاحظہ)	Six.
۳۹۱	سکائی ۔ بادل ۔ آسمان ۔ سقی = بہت بارش والا بادل ۔ سقف ۔ آسمان ۔	Sky
۳۹۲	سلاٹر (بہ ہجا سلغتر) = ذبح کرنا ۔ سلخ = جانور کا چھڑا اُتارنا ۔	Slaughter.
۳۹۳	سلف (بہ ہجا سلغ) = سانپ کی کینچلی ۔ سلخ = سانپ کا اپنا کینچلی اُتارنا ۔	Slough
۳۹۴	سلائس = ٹکڑا (روٹی کا) صلیقہ = ٹکڑا روٹی کا	Slice.
۳۹۵	سِلِٹ = کاٹنا (طول وار) سلت = کسی چیز کا کاٹنا	Slit.
۳۹۶	سَلَٹ = لباس میں بدوضع عورت ۔ سلیطہ = بدزبان عورت ۔	Slut.
۳۹۷	سمال = تھوڑا ۔ شمل = تھوڑا ۔	Small.
۴۰۰	سمج = دھبّہ دار یا داغوں سے بدنما کرنا ۔ سمّج = بدنما کر دینا ۔	Smudge.
۴۰۱	سنیر = نفرت یا حقارت سے دیکھنا یا الفاظ سے حقارت ظاہر کرنا ۔ سِنر = بدمزاج ہونا ۔ شنر = کسی کی بےعزّتی کرنا ۔	Sneer
۴۰۲	سنف = سونگھنا ۔ سوف = کوئی چیز سونگھنا	Snuff.
۴۰۳	سوپ = صابون ۔ صابون ۔ صابون ۔	Soap.

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی - مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۴۰۴	سوسائٹی = مجلس یا جماعت (لاطینی سوکیس بمعنی رفیق) شقیص = رفیق یا جماعت۔	Society.
		soil.
۴۰۵	سائل = زمین۔ صلع = زمین بے گیاہ۔	Soil.
۴۰۶	سولیس = تسلّی دینا۔ سُلوہ = تسلّی دینا۔	Solace.
۴۰۷	سالڈ = مضبوط۔ پائدار۔ صلل = سخت زمین۔	Solid.
۴۰۸	ساؤنڈ = آواز۔ صوت = آواز۔	Soind.
۴۰۹	ساونڈ = غلطی سے محفوظ۔ صون = غلطی سے محفوظ	Sound.
۴۱۰	سپیرو = چڑیا۔ عصفور = چڑیا۔	Sparrow.
۴۱۱	سٹیل = باسی یا سڑا ہُوا۔ ستالہ = کسی چیز کا ردّی یا فُضلہ حصّہ۔	Stale.
۴۱۲	سٹینڈ = کھڑا ہونا۔ صدی = کسی چیز کے دیکھنے کے لئے کھڑا ہونا۔	Stand.
۴۱۳	سٹو = کسی چیز کو اچھّی طرح رکھنا یا ترتیب وار رکھنا، سٹف = کسی چیز کے اندر کچھ بھرنا } ستف = سامان کو با ترتیب رکھنا۔	Stow. Stuff
۴۱۴	سٹاوٹ = مضبوط جسم۔ سطوت = طاقت۔	Stout
۴۱۵	سفر = برداشت کرنا۔ صبر = صبر۔	Suffer
۴۱۶	سلک = غمگین حالت میں رہنا سلک = مصیبت اور غم میں پھنسنا	Sulk
۴۱۷	سمّٹ = کسی چیز کی چوٹی۔ سما = بلندی۔	Summit
۴۱۸	شوگر = شکّر۔ شکّر۔ شکّر۔	Sagar
۴۱۹	سوالو = نگلنا۔ سلجا = نگلنا۔	Swallow
۴۲۰	سوفٹ = تیز۔ سفوّ = دوڑنے میں تیز۔	Soft

تلفّظ انگریزی	لفظ انگریزی معنی - مخرج عربی مع معنی	نمبر شمار
Tale. Tell.	ٹیل = کہانی } تلاوہ = بیان کرنا - ایسا ٹل = بتلانا - بیان کرنا } پڑھنا کہ دوسرا سُن سکے -	۴۲۱
Talk.	ٹاق (بہ ہجا ٹالق) بولنا - طلق = فصاحت سے گفتگو کرنا	۴۲۲
Tall.	ٹال = لمبا = طویل = لمبا -	۴۲۳
Targum.	ٹارگم = ترجمہ - ترجمہ ترجمہ -	۴۲۴
Target	ٹارگیٹ = ڈھال - درقتہ = ڈھال -	۴۲۵
Theriac.	تھیری اک - ٹریکل (اطالوی تری کا = تریاق) تریاق = تریاق -	۴۲۶
Thicken Thick.	تھکن - موٹا کرنا } تقن = زمین کو پانی دے کر تھک - موٹا غلیظ } موٹا کرنا -	۴۲۷
Thrash.	تھریش = گاہنا - درس = غلّہ کا گاہنا -	۴۲۸
Throw.	تھرو = پھینکنا - طرح - پھینکنا -	۴۲۹
Toad.	ٹوڈ = مینڈک - صفدع = مینڈک -	۴۳۰
Torrent.	ٹورینٹ = پانی کی لہر - تورا = پانی کا بہنا -	۴۳۱
Tour.	ٹوّر = دورہ - دور - چکّر لگانا -	۴۳۲
Track.	ٹریک = راستہ - طریقہ = جمع طرق - راستہ -	۴۳۳
Traffic.	ٹریفک = تجارت کا مال سفر میں لیجانا - ملکر تجارت کرنا ترفق = ملکر کام کرنا - ترافق = ملکر سفر کرنا -	۴۳۴ ۴۳۵
Truce.	ٹروس = جنگ کو تھوڑے وقفہ کے لئے روکنا - تراک = جنگ کو تھوڑے وقت کے لئے روک لینا -	۴۳۶
Trudge.	ٹرجّ = تکلیف سے چلنا - ترح = تکلیف معلوم کرنا -	۴۳۷
Turn.	ٹرن = نوبت - باری - ترہ - تارۃ = نوبت - باری -	۴۳۸

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی - مخرج عربی مع انگریزی	تلفظ انگریزی
۴۳۹	ٹو این = جوڑا (بہ سنسکرت دو) توام = جوڑا اضاعف = ٹُو = دو } دُگنا کرنا۔	Twin. Two.
۴۴۰	ٹائپ = کسی چیز کا نشان - یا چھاپنا طبع = ایک چیز کا دوسری چیز پر جمانا۔	Type.
۴۴۱	ٹائی فون - طوفان (چینی - طیفانگ) طوفان -	Typhoon.
۴۴۲	انکل (انگلوسیکسن - ای ام) = چچا - عم = چچا -	Uncle.
۴۴۳	ارج = تحریک کرنا - اشتعال دینا - ہرج - تحریک کرنا اشتعال دینا -	Urge.
۴۴۴	اربن = شہر سے تعلق رکھنے والا - عرب = شہری -	Urban.
۴۴۵	ویلی = وادی - ویل = دوزخ میں ایک وادی کا نام	Valley.
۴۴۶	وے پڈ = بے روح ہونا بیجان ہونا نیست - وبل = مفلس ہونا	Vapid.
۴۴۷	واسٹ = وسیع - بسیط = بڑا - وسعت -	Vast.
۴۴۸	وینم = زہر - ونم = پیخال مگس -	Venom.
۴۴۹	وائس = بدی - بئس = برا - وقص = بدی -	Vice.
۴۵۰	وائل = بد ولین = چالباز سریر } ولیتہ = بےعزتی - ویلم = چالباز	Vile. Villan.
۴۵۱	ویسج = چہرہ (لاطینی وش بمعنی چہرہ) وش = چہرہ	Visage.
۴۵۲	وریشس - بسیار خور - ورش = حریصانہ طریق پر کھانا	Voracious.
۴۵۳	ویل = غم یا نقصان پر رونا - ولول = عورت کا غم یا نقصان پر رونا - اول = آواز سے رونا -	Wail.
۴۵۴	ویسٹ - کمر - وسط - کسی چیز کا درمیانی حصہ -	Waist.
۴۵۵	ویک - جاگنا - وع = جگانا -	Wake.

نمبر شمار	لفظ انگریزی معنی - مخرج عربی مع معنی	تلفظ انگریزی
۴۵۶	واق (بہ ہجا ولق) = چلنا - ولق - ولس = تیزی سے چلنا -	Walk.
۴۵۷	وین - گھٹنا - زائل ہونا - فنا = زائل ہونا -	Wane.
۴۵۸	واٹر - پانی - مطر = بارش -	Water.
۴۵۹	واش = دھونا - وضو =	Wash.
۴۶۰	ویک = کمزور (اینگلوسیکسن ویکن جرمن قدیم ویہن) وھن = کمزور ہونا -	Weak.
۴۶۱	ویر = کم ہونا زائل ہونا پُرا ہو جانا - ورع - کمزور دل کا ہونا - کمزور -	Wear.
۴۶۲	ویڈ = شادی کرنا - ودّ = محبّت - اُنس شدید -	Wed.
۴۶۳	وے (بہ ہجا ویگھہ) وزن - اُف = وزن -	Weigh.
۴۶۴	ویٹ = تر - ودَت = بھگونا -	Wet.
۴۶۵	وہیٹ = گندم - حنطہ = گندم -	Wheat.
۴۶۶	وِہّم = وہم - وھمَ = وہم -	Whim.
۴۶۷	وہائٹ = سفید - بیض = سفید -	White.
۴۶۸	وہش = خواہش - شہو = خواہش -	Wish.
۴۶۹	وو = غم - ویب - غم -	Woe.
۴۷۰	وُڈ = لکڑی - عود - لکڑی -	Wood.
۴۷۱	وری = تنگ آنا - وار = کسی کو مصیبت میں ڈالنا -	Worry
۴۷۲	زِگ زِیگ پیچدار راستہ (الیاراستہ کج) زیع = کجی -	Zigzag.
۴۷۳	اکلیم = دیکھو ڈی کلیم (۱۲۶)	Aclaim.
		Cane.

باب دوم

ایک کامل زبان

تحقیقِ السنہ میں جو خاص امداد مُحققین کو عربی زبان دے سکتی ہے۔ وہ اس کی فرہنگ کی وسعت اور کاملیّت ہے۔ بڑی بات اس کے الفاظ میں یہ ہے کہ جن جن مفہومات کا اظہار دوسری زبانوں نے مُرکّب الفاظ۔ فقرات اور جُملوں سے کیا ہے۔ اُن کے اظہار کے لئے عربی زبان میں الفاظ۔ اور ان میں بھی کثرت سے مُفرد الفاظ موجود ہیں۔ مختلف جذبات مختلف خواہشات مختلف ضروریات۔ مختلف خیالات اِنسانی جُدا جُدا مُفرد الفاظ میں اپنا اظہار پالیتے ہیں۔ پھر مختلف مظاہرِ قُدرت کے لئے بھی مُفرد الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ اِس زبان میں موجود ہے۔ اِس زبان کا مُطالعہ بعض وقت اِنسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ کہ کس طرح محدود تمدّن و محدود تہذیب و تعلیم کی قوم جیسے کہ اسلام سے پہلے عرب تھے الفاظ کا اِس قدر وسیع ذخیرہ اپنے اندر رکھتی تھی۔ کہ جن کی ضرورت ایک اعلےٰ درجہ کی مُتمدّن اور مُہذّب اور علمی دستگاہ رکھنے والی قوم کو ہی ہُوا کرتی ہے۔ مثلاً ایک اِنسان اور اُس کے مختلف اعضاء کو لیلیا جائے۔ صرف علم تشریح ابدان کے مُکمّل ہونے پر ہی اِنسان کو جن جن الفاظ مُختلفہ کی ضرورت پڑتی تھی۔ وہ عربی زبان میں پہلے سے موجود ہیں۔ مثلاً اِنسان کے ہاتھ کو لیا جائے۔ اس کو بحیثیّت مجموعی عربی میں ید یا کف کہتے ہیں۔ پھر ہاتھ کے مختلف حصّوں کے لئے مختلف نام تجویز کئے گئے انگلی کو اصبع۔ پھر پانچوں انگلیوں کے نام الگ الگ۔ ابہام = انگوٹھہ۔

سبابہ = انگوٹھ سے دوسری انگلی۔ **وسطی** = تیسری انگلی **بنصر** = چوتھی۔ **خنصر** = پانچویں۔ انگلیوں کی کنارہ کو **بنان** انگوٹھہ اور سبابہ کے درمیانی جوڑ کو **وترہ**۔ باقی انگلیوں کے درمیانی خلا کو **خلل**۔ انگوٹھہ اور خنصر کے درمیانی فاصلہ کو **شبر** (بالشت) انگوٹھہ اور سبابہ کے درمیانی فاصلہ کو **فتر**۔ فاصلہ درمیان سبابہ و وسطی **رطب**۔ فاصلہ درمیان وسطہ اور بنصر **عتب**۔ اور فاصلہ درمیان بنصر و خنصر **وضیم**۔ ناخن = **ظفر**۔ بچنہ ناخن جو کاٹا جاتا ہے۔ **زنکیر**۔ انگلیوں کے پوٹے۔ **انمل** جمع انامل۔ انگلیوں کے جوڑوں کے درمیان جو ہڈی ہوتی ہے اُسے **سلامہ**۔ انگلیوں کے جوڑوں کو **سنع**۔ پھر ہتھیلی میں انگلیاں چھوڑ کر ہتھیلی کے بقیہ کو **راحت** اور ہتھیلی کے بطن کو **خلیس**۔ خطوط جو ہتھیلی میں ہوتے ہیں۔ **اسرہ** جمع سر۔ لحم کف کو **نجص**۔ انگوٹھہ کی جڑ کا گوشت **الالیہ**۔ ہاتھ کا نچلا حصہ **رانف**۔ پشت کف پر جو پٹھے ہوتے ہیں اُن کو **اشاجع**۔ ہاتھ کے رگوں کو **اسلیم**۔ انگوٹھہ کے پاس جو نچلی طرف ایک مغاک ہوتی ہے اُسے **قلت** کہتے ہیں۔ سطرح میں نے دیکھا ہے۔ کہ سر کے ایک حصہ سے لے کر سر کے دوسرے حصہ تک مختلف چھوٹے سے چھوٹے حصوں کے الگ الگ نام ہے۔ اِسی طرح اِنسان کے مختلف اعضاء کے مختلف حصص کے بھی نام تجویز کئے گئے ہیں۔

خود انسان جب حمل میں جاتا ہے۔ اور پیدا ہو کر جب بڑا ہوتا ہے۔ تو ہر ایک ایسی عمر پر جو ایک خاص تمیز اپنے اندر رکھتی ہے عربی نے اُس کے لئے خاص لفظ تجویز کیئے ہیں مثلاً جب بچہ رحم میں ہوتا ہے۔ تو اُسے **جنین** کہتے ہیں۔ جب حالت پیدائش میں ہو تو اُسے **سلیل** کہتے ہیں۔ جب پیدا ہو جائے۔ تو اُسے **ولید** کہتے ہیں۔ سات دن کے بچے کو **صدیغ**۔ اس کے بعد **طفل** اور **جلبی**۔ جب دانت پیدا ہوں تو **ثغر**۔ جب دودھ چھوڑا جاوے تو **مستکرش**۔ جب دانت توڑے تو **نغ**۔ جب نئے دانت نکلیں تو **ابدعہ**۔ جب چلنے

پھرنے لگے تو **فارع**۔ جب کسی قدر مضبوط ہو جائے تو **یافع**۔ جب قریب بلوغت ہو تو **خماسی**۔ جب بلوغت کو پہنچے تو **مراہق** وغیرہ الے انتہا عمر اسی طرح گھر کے اور گھر سے باہر۔ پھر سوسائٹی کے الفاظ۔ تجارت کے الفاظ الغرض مختلف ضروریات وحالات انسانی کے لئے الگ الگ الفاظ موجود ہیں جو انشاء اللہ ہم مفصل طور پر آیندہ کتاب میں لکھیں گے۔ ہمیں حیرت بھی آتی ہے کہ کس بات نے مغربی فلالوجسٹوں کی نگاہ سے عربی زبان کے کمالات کو چھپائے رکھا۔ اگر سنسکرت نے انھیں اسلئے متوجہ کیا تھا۔ کہ اوّل تو آج سے ڈھائی ہزار برس پہلے کی زبان محفوظ شکل میں وہاں موجود ہے۔ اور پھر وہاں مفرد الفاظ انڈو یوروپین کے مقابل زیادہ ہیں۔ اور وہ بعض الفاظ کے اشتقاق کی تحقیق میں خاص مدد دے سکتے ہیں۔ تو پھر اس لحاظ سے عربی زبان اس سے بھی زیادہ قابل توجہ تھی۔ اوّل سنسکرت پر جو نقص عائد آتا ہے۔ کہ آج سے ڈھائی ہزار برس پہلے کی زبان جو سنسکرت پیش کرتی ہے۔ وہ بھی کسی تغیّرات ماسبق سے محفوظ نہیں رہی۔ یہ نقص عربی میں نہیں۔ عربی ابدالآباد سے قائم اور ثابت چلی آئی ہے۔ بالمقابل جہاں سنسکرت کے مفردات شاید سینکڑوں تک ہوں۔ وہاں عربی مفردات کی تعداد ہزار در ہزار ہے ؂

باب سوم

عربی کس طرح اُمّ الالسنہ ہے؟

یہ امر بالوضاحت دکھلایا جا چکا ہے۔ کہ اگر سنسکرت اور فارسی۔ یورپین زبانوں کے قریب اور ہمرشتہ ہیں۔ تو عربی زبان کہیں زیادہ اِن سب انڈو یورپین زبانوں کے اقرب ہے۔ جو وجوہ اِن زبانوں کو انڈو یورپین عنوان کے نیچے لے آتے ہیں۔ وہ خود عربی زبان میں بھی موجود ہیں۔ بالمقابل جن امور کو مغربی تحقیق نے انڈو یوربین اور سامی زبانوں میں امر فارق سمجھ لیا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ بلکہ یہ سب ناواقفیت زبان عربی اور عدم تدبّر کا نتیجہ ہے۔ اور حق تو یہ ہے کہ عربی اور دیگر زبانوں میں جو شدید تعلّق دکھلایا جاسکتا ہے۔ وہ کسی اور دو زبانوں میں نظر نہیں آتا۔ یوں تو دو زبانوں میں اشتراک اور قُرب ثابت کرنے کے لئے محققین السنہ نے بہت سی راہیں تجویز کی ہیں۔ لیکن یہ تمام کے تمام راستے غلطی سے خالی نہیں اور کبھی کسی صحیح نتیجہ تک نہیں پہنچا سکتے۔ دراصل مشارکت٭ الفاظ ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے مختلف زبانوں کا ہم ماخذ ہونا ثابت ہوسکتا ہے۔ جس قدر کثرت سے ایسے الفاظ دو زبانوں میں ملجائیں جو شکل و صورت میں اور معنی و مفہوم میں آپس میں ملتے جُلتے ہوں۔ اسیقدر زیادہ وثوق کے ساتھ وہ دو زبانیں ایک ہی چشمہ سے نکلی ہُوئی کہی جاسکتی ہیں۔ اُن میں طریق تصریف کا مختلف ہونا یا طریق اظہار خیال کا جُدا جُدا ہونا یا جملہ کی ترکیب یا جملہ میں اجزاء جملہ کی نشست کا الگ الگ ہونا۔ یہ سب باتیں چنداں وقعت نہیں رکھتیں۔ اگر انمیں مشارکتِ

٭ سٹڈی آف لنگویج مصنفہ پروفیسر وٹنی لکچر پنجم صفحہ ۱۸۵ لندن ایڈیشن ۱۸۷۰ء ✣

مجانست الفاظ ثابت ہوجائے۔ ہاں الفاظ سے بھی بڑھ کر اگر ایک زبان کے رُوٹ (مادہ) دوسری زبان کے روٹوں سے ملجائیں[۵۱] تو خواہ اِن کی سکونت میں مشرق مغرب کا فرق ہو۔ وہ زبانیں ایک ہی جگہ سے مُشتق سمجھی جائینگی۔ اگرچہ اِن رُوٹوں (مادوں) کی تلاش و تحقیق اس وقت قریب قریب محال سمجھی گئی ہے۔ کیونکہ لسانی تغیّرات نے مادوں کی شکل و ہیئت کو بالکُل بدل رکھا ہے بہرحال اِس مُعاملہ میں عربی زبان کو اگر دوسری زبانوں پر فوقیت ہے۔ تو اِس امر میں کہ یہ زبان بالکُل تغیّرات سے محفوظ رہی ہے۔ اور اس کے رُوٹ (مادے) اپنی قدیم شکل و صُورت میں موجُود ہیں۔ اب اگر دوسری زبانوں کے الفاظ اور مادہ عربی الفاظ اور مادوں سے ملجائیں۔ تو اِن زبانوں کا عربی زبانوں سے ہم رشتہ ہونا مُتحقّق ہو جائیگا۔ ہم نے اِس اپنی تحقیق میں انگریزی اور عربی زبان کو ہم رشتہ دکھلانا چاہا ہے۔ اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے۔ کہ جہاں ایک طرف عربی زبان ایک مضبوط چٹان کی طرح اپنی اصلی ہیئت و حیثیّت میں کھڑی موجُود ہے۔ وہاں کُل انڈویورپین زبانوں میں جو رات دن معرضِ تغیّرات میں سمجھی گئی ہیں۔ انگریزی زبان سب سے زیادہ تبدّلات کے زیرِ اثر رہی ہے۔ لیکن ہم یہ ثابت کر آئے ہیں۔ کہ خُود اس انگریزی زبان کے الفاظ قریب قریب اپنی اصلی شکل و شباہت میں عربی الفاظ سے ملتے جُلتے نظر آتے ہیں۔ اب اگر مشارکت الفاظ ہی دو زبانوں کو ہم رشتہ ثابت کرسکتی ہے۔ تو پھر عربی اور انگریزی کے ہم ماخذ ہونے میں کوئی شُبہ باقی نہیں رہتا۔ اور یہ امر انشاء اللہ دوسری انڈویورپین زبانوں کے مُتعلّق بھی ثابت کرنا چنداں مشکل نہ ہوگا۔ ہاں سوال صرف یہ رہجاتا ہے۔ کہ آیا یہ زبانیں آپس میں **بہنیں** سمجھی جائیں گی۔ یا ان میں سے کوئی ایک زبان دوسری زبانوں کی **ما** سمجھی جاسکتی ہے۔ انڈویورپین زبانوں میں سنسکرت زبان کو باقی زبانوں کی بڑی **بہن** قرار دیا گیا ہے۔ اِس سے یہ مُراد نہیں

---

۵۱ سٹڈی آف لنگویج مصنفہ پروفیسر وٹنی لیکچر دہم صفحہ ۳۹۲

کہ یہ زبان پہلے پیدا ہوئی - دوسری زبانیں بعد میں آئیں - زبانیں تو اپنی اپنی جگہ سب موجود تھیں - لیکن یہ سب کی سب زبانیں سنسکرت سمیت شکل وصورت میں بدلتی رہی ہیں - اور اُن کی قدیم شکل کا پتہ چلانا قریب قریب محال ہو رہا ہے - مگر سنسکرت زبان کا لٹریچر باقی زبانوں کے لٹریچر کے مقابل زیادہ تر قدیم موجود ہے - جس کے ذریعہ اس زبان کے الفاظ اور رُوٹ آج سے ڈھائی ہزار برس پہلے کی شکل وصورت میں محفوظ چلی آئی ہیں - دوسرے لٹریچر ایسے قدیم محفوظ نہیں رہے - اِسلئے اُن کے الفاظ کی قدیم شکل ہم تک نہیں پہنچی - لہذا سنسکرت الفاظ اور رُوٹوں (مادوں) کی صورت وہیئت اُس زبان کے الفاظ اور مادوں سے لازماً زیادہ اقرب ہوگی - جو کُل انڈو یورپین زبانوں کی ماخذ تھی - اسلئے ہم سنسکرت زبان کو اس کی ویدک شکل میں انڈو یورپین زبانوں کی بڑی بہن قرار دیتے ہیں - ہاں اگر اس زبان کے متعلق یہ ثابت ہو جاتا - کہ یہ زبان کبھی متغیّر الحال نہیں ہوئی - یا اُسکی ایک خاص شکل قدیم زمانہ سے بالکُل تغیّرات سے محفوظ تھی - تو پھر یہ زبان اُس شکل وصورت میں دوسری زبانوں کی بڑی بہن نہیں - بلکہ ما کہلانے کی حقدار ہوتی - کیونکہ اس صورت میں سنسکرت زبان اُس صورت میں رہتی - کہ جب دوسری زبانیں اس سے جُدا ہوئیں - یعنے یہ امر تو مُسلّم ہے - کہ ایک نہ ایک وقت کُل قوموں کے آبا و اجداد ایک ہی مقام پر رہتے اور ایک ہی زبان بولتے تھے - اور جب کبھی ان میں سے کوئی اصلی مرکز سے جُدا ہُوا اُس وقت بھی وہی زبان بولتا تھا - الغرض جو وطنِ اوّلین سے نکلا - وہ زبانِ اوّل ساتھ لیگیا - اِسی طرح کُل کی کُل دُنیا جہاں کہیں بھی گئی - ایک ہی زبان بولتی گھر سے نکلی - اب اگر یہ مہاجرین وطن اپنی زبان کو قائم رکھتے تو کُل دنیا پر ایک ہی زبان ہوتی - لیکن ایسا نہ ہوسکا - اور تغیّرات سے زبانوں میں اختلاف ہوگیا - ہاں اگر کوئی زبان تغیّرات لسانی سے بچ کر اپنے اصلی شکل وصورت قائم رکھتی - تو وہ وہ زبان ہوتی جو کُل انسان اپنے وطنِ اوّل

میں بولتے تھے۔ اور اُس زبان کو کُل زبانوں کی ماں کہلانے کا حق ہوتا۔ ہمارا روزانہ تجربہ بھی اِس امر کا شاہد ہے۔ کہ زبان اپنے اصلی وطن میں ہی اپنی اصل شکل وصُورت کو قائم رکھ سکتی ہے۔ جو شخص اپنے وطن سے نکلکر باہر جاتا ہے وہ تاثرات خارجی سے زبان کی پاکیزگی کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ اُس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اگر کسی قوم کی زبان قدیم سے تغیّرات کے زیرِ مشق نہیں رہی۔ تو وہ قوم انسان کے وطنِ اوّلین میں رہتی ہے +

الغرض اِن امُور بالا سے یہ نظر آتا ہے۔ کہ کسی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کے لیئے دو امُور کا ہونا ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ اُس زبان کے اور دوسری زبانوں کے الفاظ اور رُوٹوں میں صُوری معنوی مشارکت و مجانست ہو۔ تاکہ یہ سمجھا جائے۔ کہ یہ زبانیں ہم ماخذ ہیں۔ دوسرا یہ کہ اُس زبان کے رُوٹ و الفاظ ابتداء سے آج تک اپنی اصلی شکل وصُورت میں محفوظ رہے ہوں۔ عربی زبان کو آخر الذکر خصُوصیّت مسلمۃً حاصل ہے۔ یہ زبان ہمیشہ سے مصئون و محفُوظ چلی آئی ہے۔ اور اُس کے الفاظ اور اجزا نے کوئی صُوری معنوی تبدیلی اختیار نہیں کی۔ لہذا جس زبان کے مادے اور الفاظ عربی الفاظ اور رُوٹوں سے ملجائیں۔ وہ زبان عربی سے مشتق ہوگی۔ اور اگر ہر ایک زبان کے رُوٹ اور الفاظ ایک معتدبہ تعداد میں عربی الفاظ و رُوٹ سے مُتقارب نظر آئیں۔ تو پھر عربی زبان کے اُمُّ الالسنہ ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔ سوال سارے کا سارا صرف شہادتِ الفاظ پر آرہا ہے۔ جن پانصد کے قریب الفاظ کی فہرست ہم نے فصل اوّل میں دی ہے۔ ان میں کثرت سے الفاظ انگلوسکسن۔ اولڈ ہائی جرمن۔ لاطینی اور یونانی کے ہیں۔ یہ زبانیں اُس وقت موجود نہ تھیں۔ جب اسلامی فتوحات یُورپ میں ہوئے۔ لہذا اِن عربی الفاظ کا سپین کے راستہ یا مُحاربات صلیبی کے ماتحت یُورپ میں آنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ کہنا بالکُل درست ہے۔ کہ یہ الفاظ قدیم سے اِن زبانوں میں پائے گئے ہیں۔ اور اِسلئے یہ زبانیں عربی زبان

سے ہم رشتہ ہیں۔ بلکہ بوجوہ بالا عربی سے مشتق بھی ہیں۔ اسطرح اگر ہم قدیم سے سنسکرت کے الفاظ اور مادے عربی الفاظ اور مادوں کے ہم شکل و ہم معنی دکھلاسکیں تو پھر چونکہ سنسکرت زبان متغیر الحال ہے۔ اور عربی اپنی قدامت کو قائم رکھے ہُوئے ہے۔ اِسلیئے سنسکرت کا بھی حق نہیں۔ کہ وہ ماخذ بن سکے۔ بلکہ وہ عربی سے مشتق سمجھی جائیگی۔ رگوید سے زیادہ قدیم لٹریچر اس وقت دُنیا کی کسی زبان میں موجود نہیں۔ کیا عجیب بات ہے۔ کہ رگوید جس لفظ سے شروع ہوتا ہے وہ لفظ خود عربی زبان میں موجود ہے۔ رگوید کا آغاز لفظ **اگنی** (بمعنی آگ) سے ہُوا ہے۔ عربی مادہ **اجّ** کے معنے آگ کا بھڑکنا ہے۔ اب کیا اگ اور اجّ ایکدوسرے کے مثنّہ نہیں۔ اور ایک ہی لفظ کی دو شکلیں نہیں لیکن سنسکرت لفظ کے متعلّق یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ اپنی اصل شکل و صُورت میں ہے کیونکہ سنسکرت کے الفاظ پر تغیرّات کا احتمال ہے۔ اور عربی مادہ اس تغیرّات سے بالکل محفُوظ ہے+

اِس خوُبی کے علاوہ عربی زبان میں بعض اور خصُوصیّات بھی ہیں جن سے مختلف زبانوں کے مُتشابہ الفاظ کو بروقت تنازعہ عربی الاصل قرار دینا مشکل امر نہیں۔ عربی الفاظ یکّہ وتنہا نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر ایک لفظ بذات خود ایک خاندان رکھتا ہے۔ جس خاندان کا سرچشمہ ایک عربی مادہ ہوتا ہے۔ جس سے بیشمار اور الفاظ نکلے ہوئے عربی زبان میں بطور اکین خاندان موجود ہوتے ہیں لہٰذا اگر عربی زبان اور کسی اَور زبان میں کوئی لفظ مشترک نظر آجائے۔ تو پھر جس صُورت میں زبان عربی اُس لفظ کا ایک کامل خاندان اپنے اندر رکھتی ہے اور دوسری زبان کے اندر وہ لفظ یکّہ وتنہا موجُود ہے۔ خواہ وہ لفظ بذات خوُد آگے چلکر بعض لفظوں کا ماخذ ٹھیرا ہو تو پھر یہ لفظ عربی زبان کا ہے نہ کہ دوسری زبان کا۔ مثلاً اِسی مادہ اجّ سے مشتق بہت سے عربی الفاظ موجُود ہیں۔ مثلاً اجیجّ بمعنے آگ کا جلانا۔ اجّ کے معنے پانی میں تلخی یا تیزابی کیفیّت پیدا کردینا۔ تاء ججّ بمعنے گرم ہونا۔ اجّہ بمعنی جوش۔ گرمی اجوجّ بمعنے روشن

یا پرجوش۔ یاجوج ماجوج وہ قومیں جن کے چہرے آتشیں سُرخ ہوں۔ یا جن کو آگ سے تعلّق ہو وغیرہ وغیرہ۔ لہذا اگر کوئی لفظ متنازعہ عربی زبان میں بھی بکلّی تنہا ہے۔ تو اُس کے عربی الاصل قرار دینے میں ہمیں کوئی اور وجُوہ تلاش کرنے ہونگے۔ لیکن اگر وہ لفظ ایک کامل خاندان الفاظ اپنے ہمراہ عربی زبان میں رکھتا ہے۔ تو پھر وہ دوسری زبان کا لفظ نہیں۔ پھر ایک اور خصوصیّت عربی زبان کو حاصل ہے۔ جو اِس معاملہ میں ایک فیصلہ کن امر ہے۔ عربی زبان جیسے ابواب اور اوزان کسی اور زبان میں پائے نہیں جاتے۔ مختلف تصریفات کے لیئے عربی زبان نے مختلف اوزان و ابواب تجویز کیئے ہیں۔ ہماری تحقیق میں ایسے الفاظ بھی آئے ہیں۔ جو عربی اور ایسا ہی دوسری زبان میں تو موجُود ہیں۔ لیکن عربی زبان اُنھیں اصل لفظ قرار نہیں دیتی۔ بلکہ اُن کا مادہ کوئی اَور ہے۔ اور اُنھوں نے کسی باب یا وزن کی شکل اختیار کر رکھی ہے۔ ایسے الفاظ تو قطعی طور پر عربی الاصل سمجھے جائیں گے۔ مثلاً انگریزی لفظ مینیکل[1] بمعنے ہتکڑی۔ اور عربی لفظ منکل بمعنے ٹلکٹلی جس کا مادہ نکل بمعنے ہتکڑی ہے۔ یہاں منکل میں میم اصلی لفظ نہیں۔ بلکہ یہ علامت اسم آلہ ہے۔ اور مِفعل کے وزن پر ہے۔ یہ لفظ لازماً عربی الاصل سمجھا جائیگا۔ اسیطرح ہمنے انگریزی الفاظ اسٹیم[2] اور اسٹیمیٹ[3] (اندازہ لگانا) کو عربی لفظ استام (بمعنے کسی چیز کی قیمت لگانا) کے مقابل رکھّا ہے۔ ان الفاظ کا ایک ہی ہونا بالکل ایک بدیہہ امر ہے۔ لیکن یہ انگریزی الفاظ اِسلئے عربی الاصل ہیں۔ کہ عربی لفظ استام بروزن افتعال ہے۔ اور اس کا مادّہ سامؔ ہے۔ جس مادّہ سے نکلے ہُوئے اور بہت سے الفاظ عربی میں موجُود ہیں۔ اِس اصُول کی تشریح کے لیئے شاید زیادہ موزوں سنسکرت کا ایک لفظ

(1). Manacle.
(2). Esteem.
(3). Estimate.

مُورت ہوگا۔ جس کا مُترادف اور مُثنّٰہ عربی زبان میں مرآۃ ہے جس کے معنے شکل وصُورت کے ہیں۔ اب یہ سنسکرت اور عربی کے دو لفظ کیا بلحاظ شکل وکیا بلحاظ معنی بالکُل ایک ہی ہیں۔ ہاں عربی نے یہ لفظ سنسکرت سے اسلئے نہیں لیا کہ عربی لفظ میں "م" اور "ت" اصلی حصّہ لفظ نہیں۔ مراۃ میں ۃ تو علامت تانیث ہے۔ اور اصل مرای ہے۔ جو اسم مفعُول ہے۔ اور اس کا مادہ رای ہے۔ جس کے معنے دیکھنے کے ہیں۔ اس مادہ کا اسمِ ظرف مِرات (آئینہ) ہے۔ یعنے شکل دکھلانے کا آلہ ہے چنانچہ مِراۃ۔ دکھلانے والا آلہ۔ اور جو چیز دیکھی جائے وہ مرآۃ۔ یعنے مورت۔ علاوہ ازیں اس عربی مادہ سے نکلے ہُوئے مختلف الفاظ تیس کے قریب عربی زبان میں ہیں۔ اور جن سب کے تلفظ میں را۔ الف۔ ہمزہ اور معنے میں دیکھنے کا مفہوم کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ عربی لفظ مرآۃ۔ مُورت کا مُعرّب ہے۔ بلکہ یہ ہی کہنا ہوگا۔ کہ لفظ مِراۃ نے سنسکرت میں جا کر مُورت کی شکل اختیار کر لی اِسی لفظ مراۃ کے معنوں پر غور کرنے سے عربی الفاظ کی ایک اور خصُوصیّت ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ جو اِس ہماری تحقیق میں ایک حد تک فیصلہ کن امر ہے۔ لفظ مرآۃ میں جس کے معنے صُورت مُورت کے ہیں۔ ایک وجہ تسمیہ بھی موجود ہے یعنے لفظ مذکورہ کے شکمی معنوں میں مُورت کا مفہوم موجود ہے۔ مرآۃ وہ چیز ہے جو دیکھی جائے۔ یہ وجہ تسمیّہ عموماً عربی لفظوں میں موجُود ہوتی ہے۔ بر وقت تنازعہ اگر عربی لفظ اپنی وجہ تسمیّہ بتلا سکے۔ اور اُس کے بالمقابل دوسری زبان کا لفظ یہ حقیقت اپنے اندر نہ رکھتا ہو تو لازماً موخر الذکر عربی الاصل سمجھا جائیگا۔ مثلاً انگریزی لفظ مینٹل[1] اور اس کا مُترادف عربی مندیل تولیا یا دستمال کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ انگریزی لفظ کے اندر کوئی ایسی حقیقت نہیں جو اسکو دستمال کا مظہر قرار دے۔ بالمقابل عربی لفظ مندیل کا تعلق تندل

(1) Mantle.

(ہاتھ کا پونچھنا) سے ہے۔ جس کا مادہ ندل (ہاتھوں کا بھر جانا) ہے۔ گویا مندیل وہ چیز ہے۔ جس سے دستمالی کیجائے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ منٹل کا ماخذ مندیل نہ سمجھا جائے۔ ایسے الفاظ جو اپنے معنوں میں وجہ تسمیہ رکھتے ہیں۔ خال خال ہر زبان میں موجود ہیں۔ مغربی محققان السنہ نے اسبات کو تسلیم کیا ہے۔ کہ کسی زبان کے الفاظ میں ایسی خصوصیات علے العموم زبان کی ابتدائی حالت میں نظر آتی ہے جوں جوں زبان پرانی ہوتی جاتی ہے۔ اور اسکے معانی میں تعمیم تخصیص۔ یا دیگر وجوہ کام کرنے لگتے ہیں۔ یہ خصوصیت وجہ تسمیہ الفاظ سے اوڑتی جاتی ہے چنانچہ یہ امر بدیہہ ہے کہ ابتدا میں ہم جب کسی ایسی چیز کا نام رکھنا چاہتے ہیں جس کے لئے پہلے کوئی نام ہماری زبان میں موجود نہ ہو۔ تو ضرور اُس چیز کی کوئی خاصیت جو ہماری توجہ کو اپنی طرف اُس وقت منعطف کرلے۔ تجویز نام میں محرک ہوتی ہوتی ہے۔ مثلاً انگریزی زبان میں چاند کو موون(۱) کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ مون لفظ کے ابتدائی معنے اندازہ کرنے کے ہیں۔ چونکہ ابتدا میں علے العموم انسان نے چاند کے ذریعہ وقت کا اندازہ کیا ہے۔ اِسلئے چاند کے مفہوم کو مون سے ظاہر کیا گیا ہے۔ الغرض نام تجویز کرنے کے وقت موسوم کی کوئی نہ کوئی خاصیت اس کے اسم کی محرک ہوتی ہے۔ بعد میں زبان کے تغیرات اور الفاظ کی صوری معنوی تبدیلیاں اُس حقیقت کو ہماری نگاہ سے مستور کردیتی ہیں۔ جو پہلے نام کی محرک تھیں اسطرح پھر ہم اسما میں وجہ تسمیہ دریافت کرنے کے ناقابل ہوجاتے ہیں۔ بہر حال اگر زبانوں کے الفاظ اپنی اصلی اور قدیمی شکل وصورت میں رہتے تو بالضرور ہر لفظ میں وجہ تسمیہ نظر آجاتی۔ جن جن نادر الفاظ میں ایسی وجہ تسمیہ اب بھی موجود ہے۔ اُن کے متعلق ہمیں یہ کہنا ہوگا۔ کہ وہ تغیرات لسانی سے محفوظ رہے ہیں۔ اور جن الفاظ میں ایسی وجہ تسمیہ نظر نہ آئے۔ اُن کے متعلق یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ اُنھوں نے اپنی اصلی ہیئت کو بدل لیا ہے۔ اب

(1). Moon.

بر وقت مقابلہ اگر عربی لفظ تو اپنے اندر وجہ تسمیہ دکھلائے۔ اور اُس کا مترادف لفظ کسی دوسری زبان کا یہ خصوصیت نہ دکھلا سکے۔ تو مجبوراً ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ ان متنازعہ الفاظ میں اصلی شکل اس کی عربی ہی ہے۔ یہ امر بھی مسلم ہے۔ کہ جہاں دوسری زبانوں میں یہ خصوصیت بہت ہی کم ہے۔ وہاں عربی میں عموماً کوئی بھی اسم ایسا نہ ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی حقیقت برنگ وجہ تسمیہ مستور نہ ہو۔ لہذا ہمیں ماننا پڑیگا۔ کہ ہر ایسی زبان جس کے ساتھ عربی زبان مشارکت الفاظ رکھتی ہو۔ اسکی اصلی شکل عربی ہے۔ اب اگر ہم عند التحقیق یہ ثابت کر سکیں۔ کہ عربی زبان کو دُنیا کی ہر ایک زبان سے اشتراک الفاظ ہے۔ تو پھر عربی زبان ہی اُمّ الالسنہ تسلیم کرنی ہوگی +

ایک اَور بات جو عربی زبان سے مختص ہے۔ اور اس کے اُمّ الالسنہ ہونے پر شہادت دیتی ہے۔ وہ یہ کہ عربی زبان کے مادے اِس قسم کے ہیں۔ کہ وہ آسانی کے ساتھ بولے جاسکتے ہیں۔ بچّہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تو ہمیشہ الفاظ کی کتر بیونت کرتا رہتا ہے۔ وہ آسانی سے کلمات کا تلفظ نہیں کر سکتا۔ اِسلئے وہ ہر ایک لفظ کو چھوٹا بنا لیتا ہے۔ ہم خود بھی جب کسی چیز کا نام اُسے بتلاتے ہیں۔ تو اُس لفظ کو مختصر سے مختصر شکل میں اُسے سکھلاتے ہیں۔ عربی زبان کے جس قدر مادے ہیں۔ اور اُن کی تعداد کئی ہزار تک ہے۔ اور وہ سب کے سب سہ حرفی ہیں۔ یہ صورت دوسری قدیم زبانوں میں نہیں۔ مجھے ایسا یاد پڑتا ہے۔ کہ سنسکرت کے رُوٹ شاید سولہ صد کے لگ بھگ ہیں۔ اور وہ سارے کے سارے سہ حرفی نہیں عربی زبان میں سہ حرفی مادوں کی تعداد کئی ہزار تک ہے۔ اب اگر ابتدائی زبان کے مادہ مختصر سے مختصر ہونے چاہئیں۔ اور یہ بات بھی علٰے وجہ الکمال عربی زبان کو حاصل ہے۔ تو اس کے اُمّ الالسنہ ہونے کی ایک اَور دلیل ہو جاتی ہے۔ پھر اِن عربی مادوں میں ایک اور خصوصیّت بھی ہے۔ جو مجھے بہت ہی کم اَور زبانوں میں نظر آئی۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ الفاظ کی ترکیب حروف سے ہُوا کرتی ہے لیکن یہ وجہ ہمیں

نظر نہیں آتی - کہ کسی خاص الفاظ میں جو حروف کی ترتیب ایک معنے پیدا کر دیتی ہے -
اسی ترتیب کے بدلنے سے کیوں وہ لفظ مہمل سا ہو جاتا ہے - مثلاً انگریزی لفظ
فرینڈ ہے - جس ترتیب سے اسمیں حروف نے ترکیب پائی ہے - اگر اس
ترتیب کو ہم بدل دیں - تو جس قدر الفاظ مثلاً ڈنرف - رفڈن - نڈفر - ڈفرن
نفرڈ - وغیرہ وغیرہ بنیں گے - یہ سب کے سب مہمل اور بے معنے ہونگے - اس کی وجہ
پروفیسر ڈٹنی نے یہ دی ہے - کہ جو ترتیب لفظ فرنڈ[1] کے حروف میں ہے - اسی
ترتیب کا مرکب شدہ لفظ آسانی سے بولا جاسکتا تھا - دوسری ترتیب سے ترکیب
پاکر جو کلمات پیدا ہوتے وہ آسانی سے تلفّظ میں نہ آسکتے - اسلئے ابتدا میں سکو
اختیار نہ کیا گیا اور نہ اُن سے کوئی لفظ بنا - یہ دلیل جس قدر کمزور ہے وہ صاف ظاہر ہے
یہ تو سچ ہے - کہ انسان بولنے کے وقت چند حروف کی ایسی ہی ترتیب و ترکیب کو
پسند کریگا - جو آسانی سے تلفّظ میں آسکے - اور وہی ترتیب با معنے لفظ پیدا کریگی -
اور یہ بھی ممکن ہے - کہ چار حرفی پانچ حرفی یا زیادہ حروف سے مُرکّب الفاظ پر یہ قاعدہ
بھی حاوی ہو - لیکن سہ حرفی الفاظ پر تو آسانگی تلفّظ کا قاعدہ صحیح نہیں بیٹھتا - اسی
کوئی تین حرف لیلئے جائیں - اُن کی مختلف ترکیبات چھ کلمے پیدا کر دیگی -
جن میں سے ہر ایک یکساں آسانی سے بولا جاسکتا ہے - تو پھر کیا وجہ ہے - کہ ایک
خاص ترتیب تو ایک با معنے لفظ بنا دے - اور اس کی دوسری ترکیبات مہمل کلمے
اور بے معنی آوازیں بنائیں - اگر آسانی تلفّظ ہی چند حروف کی کسی خاص ترکیب
کو لفظ بن جانے کا حق دیتی ہے - تو پھر ہر ایک ترکیب حروف بطور لفظ تسلیم ہو جانی
چاہیئے - کیونکہ حروف کی کوئی ترتیب و ترکیب کوئی دقّت تلفظ میں پیدا نہیں
کرتی - چونکہ زبانوں کی موجودہ شکل علے العموم اپنی اصل ہیئت میں نہیں - تو اگر
اِن زبانوں کے سہ حرفی اور دو حرفی الفاظ تقلیب و تبدیل ترتیب حروف الفاظ
سے با معنے الفاظ نہ پیدا کریں - تو تعجّب نہیں لیکن زبان کی ابتدائی شکل و صورت

[1] Friend

میں جب الفاظ کا بنایا جانا محض اُس ترتیب وترکیب حرُوف پرحصر رکھتا ہے
کہ جس کے تلفظ میں آسانی ہوتو پھر سہ حرفی اور دو حرفی الفاظ ایسے ہونے چاہئیں
کہ اُن کی ہر ایک ترتیب وترکیب حرُوف الفاظ کی شکل اختیار کرے - یہ بات
کم و بیش عربی زبان میں مجھے نظر آتی ہے - مثلاً ق - ب - ل تین حرُوف ہیں ان
حروف کی مختلف ترتیب وترکیب چھ کلمے پیدا کریگی - قلب - قبل - لقب
بلق - بقل - لبق - یہ چھ کے چھ کلمات عربی زبان میں مہمل نہیں - بلکہ با معنے الفاظ
ہیں - اسیطرح ع - ق ل سے چھ کلمات عقل - علق - لعق - لقع - قعل - قلع بنتے
ہیں - یہ سب کے سب با معنے ہیں - اسی طرح س - ل - ب سے سلب سبل بلس لبس
لسب - بسل - اور ج - ب - ل سے جبل - جلب - لبج - لجب - بجل - بلج -
پیدا ہوتے ہیں - یہ سب کے سب عربی الفاظ ہیں - اِسی طرح قمر - مکر - رطب - عرب
عیش - برق - رکب - شرق - فرق - فرش - شرب - عرش - درج - جن جن تین
حرفوں سے ترکیب پاکر یہ لفظ بنے ہُوئے ہیں - اُن کی ہر ایک ترتیب وترکیب
کو میں نے دیکھا - اور ان سب کو عربی زبان میں با معنے پایا - بعض جگہ ایسا
بھی ہوتا ہے - کہ کسی خاص تین حرف سے چھ پورے الفاظ نہیں بھی بنتے - ہاں تین
الفاظ بن جاتے ہیں - لیکن باقی جو نہیں بنتے اُسکے ہم آواز اور الفاظ عربی میں
ملجاتے ہیں - کیونکہ آخر کار لفظ ایک خاص قسم کی آواز ہی ہوتی ہے - جس کے کسی
زبان نے کوئی خاص معنے تجویز کر دیئے ہوں - لہذا اگر کسی تین حروف کے کسی
خاص ترکیب نے کوئی خاص لفظ نہیں بنایا - تو اُس ترکیب سے جو آواز پیدا ہُوئی
اُس سے ہم آواز کلمے نے عربی میں لفظ کی صُورت اختیار کرلی - مثلاً ج - ل - س
کی بھی چھ ترکیبیں ہوسکتی تھیں جلس - سلج - سجل - جسل - لجس - لسج - ان میں سے
پہلے تین کلمات تو عربی الفاظ ہیں - باقی کے تین کلمات کا تلفظ بھی آسان ہے
لیکن یہ تین کلمات میری تحقیق میں بطور لفظ نہیں آئے - ہاں اِن تینوں کے
ہم آواز کلمات - جنرل - لجذ - لزج با معنے الفاظ ہیں - گویا اگر س کی جگہ ز رکھدی

جائے۔ تو پھر یہ عربی الفاظ ہو جائیں گے۔ الغرض یہ تقلیب حروف پر الفاظ کے با معنے ہونے کی خصوصیت بھی عربی زبان کو ہی حاصل ہے۔ اور دیگر زبانوں میں بہت ہی کم یہ بات پائی جاتی ہے۔ اِس سے بھی ایک حد تک عربی زبان ہی اِنسان کی ابتدائی زبان نظر آتی ہے۔ یعنے ابتدا میں جب زبان بنی تو مثلاً کوئی تین حرف ہر ایک ترکیب و ترتیب میں آسانی سے تلفظ کئے جا سکتے تھے۔ اسلئے انسان نے اُن کی ہر ترتیب و ترکیب کو ایک لفظ کی شکل میں بنا لیا۔ ہاں جب وہ زبان کسی اور جگہ گئی تو یہ ضروری نہ تھا۔ کہ ہر ترکیب سہ حرفی بھی ساتھ جاتی۔ بعض گئیں اور بعض نہ گئیں اِسلئے اس زبان کے اصلی وطن میں تو اُس کی ہر ترکیب و شکل ملجائیگی لیکن دوسری جگہ ملنی محال ہے۔ خصوصاً جبکہ یہ امر بھی صاف ہے۔ کہ نئے الفاظ عموماً پرانے ذخیرہ سے ہی بنتے ہیں۔ جب پُرانے ذخیرہ میں ایسی مختلف ترکیبیں اصلی وطن سے نہ آئیں۔ تو پھر نئے وطن میں جدید ترکیبات سے الفاظ نہ بن سکتے تھے۔ لہٰذا اِن واقعات کی بُنیاد پر یہ کہنا بالکل صحیح ہو گا۔ کہ اگر کُل دُنیا کی زبانیں اولاً کسی ایک زبان سے ہی نکلی ہیں۔ تو اِن سب زبانوں کی اوّلین شکل وہ ہوگی جہاں چند حرُوف کی مختلف ترکیبیں مختلف الفاظ پیدا کر دیں جن جن زبانوں میں یہ بات نہیں۔ وہ اپنی اصلی شکل و صُورت میں نہیں۔ اور جہاں یہ صُورت ہے: جیسے کہ عربی زبان میں ہے۔ تو وہی زبان انسان کی پہلی زبان ✖ ہے +

میرے نزدیک مزید تحقیق پر بہت سی خوبیاں عربی زبان میں ایسی مل سکینگی جن سے ہم اسکو انسان کی پہلی زبان قرار دے سکیں۔ اور یہ وہ امر ہے جسمیں میں ماہرین زبان عربی سے قلمی معاونت چاہتا ہوں۔ میں نے اِس باب میں عربی الفاظ کے اندر وجہ تسمیہ مُضمر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ یہ ہماری وجہ تسمیّہ مادہ کے معنے پر حصر رکھتی ہے لیکن کیا یہ تحقیق نہیں ہو سکتا۔ کہ کیوں بعض حرُوف بعض ترکیب میں خاص معنے دیتے ہیں۔ کیا کوئی ایسی کتاب بھی ہمارے اسلاف نے لکھی ہے..

✖۔ فٹ نوٹ۔ عربی زبان کے اُمّ الالسنہ ہونے کی ایک اور دلیل کیلئے صفحہ.. الکتاب ہذا ملاحظہ ہو +

یا نہیں ۔کہ جن میں حروف کی خاصیت پر بحث ہو۔شاید علم جفر کے ماہرین ہمیں اِس امر کا پتہ بتلا سکیں ۔کیونکہ بعض الفاظ پر غور کرنے سے میری طبیعت اِس طرف جاتی ہے ۔مثلاً رقص (ناچنا) اور رکض (پائوں کو ہلانا) اب یہ دو الفاظ ہم آواز بھی ہیں ۔اور معنوی اشتراک بھی ان میں موجود ہے ۔رقص بھی ایک خاص طریق پر پائوں کے ہلانے کا ہی نام ہے۔پھر جلب سلب طلب میں ل۔ب مشترک ہے ۔اور اِن ہر سہ الفاظ میں اشتراک معنوی بھی ہے ۔کسی چیز کا ایک سے دوسری طرف مُنتقل ہو جانا ۔ایک طرف سے دوسری طرف جانے کا مفہُوم ایک رنگ میں اِن تینوں الفاظ میں پایا جاتا ہے ۔الغرض اس قسم کے بہت سے خصائص عربی زبان میں ہوں گے ۔ہاں شرط یہ ہے ۔کہ جو برادران قوم عربی علوم سے بہرہ ور ہیں ۔وہ ہماری قلمی مُعاونت کے لئے کھڑے ہو جائیں ۔اور یہی خاص وجہ ہے ۔کہ میں نے اِن اوراق کو اُردو میں لکھا ہے ۔وما توفیقی الّا باللہ +

باب چہارم

کیا عربی زبان الہامی زبان ہے؟

تحقیق السنہ پر ایک زمانہ ایسا بھی یورپ میں گذرا ہے۔ جب انسان کا الہاماً زبان سیکھنا تسلیم کیا جاتا تھا۔ لیکن یہ وہ وقت تھا۔ جب مذہب کا دور دورہ یورپ میں تھا۔ اور ابھی مذہب نے مٹیریلزم کے آگے سر نہیں جھکایا تھا لیکن جُوں جُوں اگناسٹسزم (مذہب تشکک) مغربی طبائع پر غلبہ پاتا گیا۔ اُدھر نفس الہام سے انکار ہونے لگا۔ ان حالات میں یہ بعید نہ تھا۔ کہ زبان کے مُتعلّق الہامی تھیوری کو بھی غلط سمجھا جاتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ لیکن اس کے مقابل جو اور تھیوری پیدا ہوئیں۔ ان میں سے ایک تھیوری بھی ایسی نہیں۔ کہ جس کے متعلق وثوق سے کہا جاسکے۔ کہ یہ صحیح اور درست قیاس ہے۔ مختلف قیاسات مختلف وقتوں میں دوڑائے گئے۔ لیکن کسی ایک پر بھی کسی مُحقّق کو وثوق نہیں۔ الہامی تھیوری کے علاوہ تین اور تھیوریاں محققینِ مغرب نے زبان کے پیدا ہونے کے مُتعلّق تجویز کی ہیں (۱) باؤ واؤ[1] تھیوری (۲) پوپو[2] تھیوری (۳) ڈنگ ڈونگ[3] تھیوری

باؤ واؤ۔ کُتّے کی آواز کو کہتے ہیں۔ خیال یہ کیا گیا ہے۔ کہ جس طرح کُتّا یا دوسرے جانور خاص طریق پر آواز نکالتے ہیں۔ اس طرح اوّل اوّل انسان بھی آواز نکالتا تھا۔ چونکہ جانوروں کی آواز نکالنے والے اعضاء کے مقابل انسان کے اعضاءِ صوتی زیادہ لچکدار تھے۔ اسلئے اُن میں مختلف قسم کی آوازیں نکالنے کے زیادہ استعداد تھی۔ مظاہر قدرت کی مختلف اشیاء نے مختلف تاثیرات انسان کے دل پر ڈالیں جو مختلف اظہارات چاہتی تھیں۔ اسلئے ان کے اظہار کے لئے انسان کے

I Bow Vow II Po Po III Ding Dong

اعضا صوتی نے مختلف حرکات اور مختلف لچکوں سے مختلف آوازیں پیدا کیں۔ یہ آوازیں مختلف مفہوموں کا قائمقام ہو کر مختلف الفاظ بنانے کا موجب ہو گئیں جنھوں نے بحیثیت مجموعی زبان کو پیدا کر دیا۔ اِسی تھیوری سے ملتی جلتی دوسری تھیوری آنوموٹو پوئٹک[1] تھیوری ہے۔ جس کو صوتی تھیوری کہا جا سکتا ہے یعنے انسان نے خارجی نیچر میں بعض طبعی آوازوں کو نقل کر کے الفاظ تجویز کر لیئے۔ مثلاً اُردو میں لفظ چیخ۔ دراصل اپنی آواز میں بھی اپنے مفہوم کی نقل ہے چنانچہ اس کا عربی مُترادف صریخ اور انگریزی شریک[2] بھی آنوموٹو پوئٹک (صوتی) الفاظ ہیں۔ اسی طرح ڈھول کی آواز کو ڈُم ڈُم کہنا بھی ایک صوتی لفظ ہے +

دوسری تھیوری جس کا نام پوپو تھیوری ہے۔ اس سے یہ مُراد ہے۔ کہ انسان میں مختلف جذبات ہیں۔ مثلاً خوشی۔ غم۔ تاسّف۔ رحم۔ اِن مختلف جذبات کا اِظہار طبعاً مختلف آوازوں سے ہوتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے۔ کہ اِنسان نے سب سے پہلے اِن طبعی جذبات کی مظہر آوازوں کو نکالا۔ اور اسی پر اور اضافہ ہو کر زبان بن گئی +

تیسری تھیوری جس کا نام ڈنگ ڈونگ تھیوری ہے۔ یہ کسی قدر جدید قیاس ہے۔ اور اس کا مُویّد پروفیسر میکسمولر ہے۔ اس کے ماتحت یہ سمجھا گیا ہے۔ کہ جس طرح مختلف دھاتوں پر یا بعض جمادات پر کوئی خارجی چیز چوٹ دیکر مختلف آوازیں پیدا کرتی ہے۔ اور وہ آوازیں ایکدوسری سے مختلف ہوتی ہیں۔ جو آواز مثلاً پیتل سے ایک چوٹ کے نتیجے نکلتی ہے۔ وہ لوہے یا پتھّر یا لکڑی کی آواز سے جدا ہوتی ہے۔ اسی طرح انسانی دماغ پر بھی بیرونی تاثرات مختلفہ نے مختلف رنگوں میں چوٹیں دے کر مختلف آوازیں یا گونجیں پیدا کیں۔ اور یہ مختلف آوازیں آہستہ آہستہ مختلف الفاظ بن کر زبان کو پیدا کر لائیں یہیں اِن مختلف تھیوریوں

---

1. Onomotopoetic (2). Shriek

پر کچھ لکھنا نہیں چاہتا - ان میں سے میں پہلی تھیوری پر ایک تنقیدی نگاہ ڈالتا ہوں - کیونکہ یہی تھیوری در اصل عام طور پر مقبولہ تھیوری ہے - علاوہ ازیں جو اعتراض اِس پر ہوگا وہی اعتراض دوسروں پر بھی قیاس کیا جاسکتا ہے +

خیال یہ کیا گیا ہے - کہ جس طرح ایک مادرزاد بچّہ جو سنتا ہے - آہستہ آہستہ اُس کی نقل کرنے لگتا ہے - اس کے آواز نکالنے کے اعضاء فطرتاً ایسی استعداد رکھتے ہیں - کہ وہ ہر سُنی ہوئی آواز کی نقل کر سکیں - وہ مختلف الفاظ کو سُن کر اُن کی نقل کر کے تلفّظ کرنا سیکھتا ہے - پھر بتدریج لفظوں کو اُن کے معانی سے نسبت دے کر الفاظ کے معانی سے آگاہ ہوجاتا ہے - اسیطرح انسانی بچّہ نے بھی اوّل اوّل اُن آوازوں کی نقل کی - جو اُس نے کائنات میں سُنیں - اور ان آوازوں کو بتدریج وہ معنے دیتا گیا - اور آخر کار اُس نے ایک زبان بنالی - اگر اِس تھیوری کو ہی صحیح قرار دیا جائے - اور فرض کر لیا جائے - کہ اِنسان نے اولاً کائنات کی طبعی آوازوں کو زیر نظر رکھ کر الفاظ تجویز کئے - اور پھر وہی الفاظ مختلف ضروریات کے ماتحت نئی شکل و معنے اختیار کر کے موجودہ زبانوں کو وجُود میں لے آئے - تو پھر دُنیا کی کُل زبانوں میں سے ابتدائی یا مادری زبان وہی زبان ہوگی جسمیں **آنوموٹوپوئٹک** (صوتی) الفاظ کثرت سے ہونگے - اِس اصول پر بھی عربی زبان ہی مادری زبان نظر آتی ہے - کیونکہ عربی زبان میں ایسے الفاظ کی تعداد بھی ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے حسب تحقیق جسٹس سید کرامت حسین صاحب اِس قسم کے الفاظ عربی میں چھ ہزار* کے قریب ہیں - اب اگر یہ صوتی تھیوری صحیح ہے - تو جس صورت میں عربی نے صوتی الفاظ کی تعداد ہزاروں تک پہنچائی ہے - اور دوسری زبانوں میں ایسے الفاظ معدودے ہیں - تو پھر کیوں عربی زبان کو ابتدائی زبان نہ تسلیم کیا جائے - جب عربی بولنے والے دوسرے ممالک میں جا آباد ہوئے - کچھ صوتی الفاظ وہ قائم رکھ سکے - لیکن باقی الفاظ کی اُنھوں نے ہیئت بدل دی - جس کا لازمی نتیجہ یہ ہُوا - کہ باقی زبانوں میں ان الفاظ کی تعداد قلیل ہوگئی +

* سید صاحب کی ایک امروزہ چھٹی بنام مولف ظاہر کرتی ہے کہ اسوقت تک صوتی اشتقاق کے ماتحت انہوں نے بیس ہزار الفاظ عربی اکٹھے کئے ہیں - یکم اکتوبر ۱۹۱۵ء منہ -

بہر حال عام طور پر مقبولہ تھیوری یہی ہے۔ کہ انسان آواز نکالنے کی استعداد توطبعاً رکھتا تھا۔ اُس نے نیچر کی آوازوں کو نقل کر کے آہستہ آہستہ زبان بنالی۔ اس امر کی تشریح میں جیسے اوپر ذکر کیا گیا عموماً شیر خوار بچّہ کی مثال دی جاتی ہے۔ یہ امر تو بدیہہ ہے۔ کہ بچّہ جو سنتا ہے وہی بولتا ہے۔ لیکن اگر کسی بچّہ کے آگے مُہمل کلمات ہی بولے جائیں۔ اور کوئی لفظ نہ بولا جائے۔ تو کیا وہ زبان کے الفاظ پر قبضہ پالیگا۔ ہرگز ہرگز نہیں ایسی صورتمیں یہ ممکن نہیں۔ کہ وہ بامعنی آوازیں خود بخود نکال سکے۔ اکبر کے گُنگ محل کا قصہ عام مشہور ہے۔ اکبر نے انسان کی اصل زبان دریافت کرنا چاہا تھا۔ اُس نے چند شیر خوار بچّے گُنگ زبان دایہ اور خادموں کی زیر نگرانی ایک ایسی جگہ رکھے جہاں انسان کی آواز نہ پہنچے جب وہ بچّے بولی بولنے کی عُمر کو پہنچے۔ تو بجز مُہمل آوازوں کے وہ کوئی آواز نہ نکال سکتے تھے۔ اور دیگر اغراض کے لئے وہ بالکل گنگ زبان تھے۔ یہ تجربہ اب بھی ہو سکتا ہے۔ ایک بچّہ وہی آواز یا لفظ منہ سے نکالنے سیکھے گا۔ جو اُس نے سُنے ہونگے۔ ایک ہندی نژاد اگر انگلستان میں اور اگر ایک انگریز کا بچّہ اگر ہند میں پرورش پائے۔ تو بالترتیب اُن کی زبان انگریزی اور ہندی ہوگی۔ اگرچہ اُن کی مادری زبان ہندی اور انگریزی تھی۔ ان حالات پر غور کرنے سے یہ صاف نظر آتا ہے۔ کہ انسان خود زبان نہیں بناتا۔ بلکہ بنی بنائی زبان کے الفاظ سُن کر نقل کرتا ہے۔ اور زبان سیکھ لیتا ہے۔ اگر بچّے کی مثال ایک صحیح مثال ہے تو پھر جس طرح ایک بچّہ پہلے سے بنی بنائی زبان اخذ کرتا ہے ضرور ہے کہ انسانی بچّہ کے سامنے پہلے سے بنی بنائی زبان موجود ہو۔ جس کو وہ سُنے اور اُس کی نقل کرے +

آنوموٹو پوئٹک (صوتی) تھیوری بھی اس خیال کی مؤید ہے۔ اگر صوتی الفاظ کائنات میں کسی آواز کی نقل سے بن گئے۔ تو وہ ہزار در ہزار الفاظ جن کو بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی بھی تعلق اِن صوتی الفاظ سے نہیں وہ کیسے پیدا ہو گئے ضرور تھا۔ کہ وہ الفاظ بھی اُس نے کہیں سے سُنے۔ اور پھر اس نے اُن کی نقل کی

یہ آواز اُس نے کہاں سے سُنی۔ یا اُس کو کس نے سُنائی۔ یہ مضمون ہماری بحث سے خارج ہے لیکن ہم اِنسانی حالات کو سامنے رکھ کر اسی نتیجہ پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ جس طرح اس نے صوتی الفاظ بنائے۔ اُسی طرح خارج سے اُس نے دوسرے الفاظ سُنے ÷

پھر ایک اَور بات جو ہمیں اِس نتیجہ پر لے آتی ہے۔ وہ نئے الفاظ کی ساخت کا طریق ہے۔ جو قریب قریب ہر ایک زبان میں ایک ہی ہے۔ اگر تو اِنسان نے خود زبان بنائی ہوتی۔ تو وہ جب چاہتا زبان کو وسعت دینے کے لئے نئے سے نئے الفاظ تراش لیتا۔ اور خود ہی حروف کی نئی سے نئی تراکیب کو حسبِ منشاء خود نئے سے نئے معنے دیدیتا۔ اور اِس طرح اپنی لُغات کو ہر روز بڑھا لیتا لیکن صُورتِ حال یہ نہیں۔ ہم ایک نئے خیال کے اظہار کے لئے یا نئی چیز کے مُشاہدہ پر اُسکو نیا نام دینے کے لئے اپنے پُرانے سٹاک (ذخیرہ) پر ہی حصر کرتے ہیں۔ ایسی ضرورت پر ہم فی الفور اس تلاش میں لگ جاتے ہیں۔ کہ اِسے کسی پرانی چیز یا پُرانے خیال سے کچھ مشابہت یا مجانست تو نہیں۔ پھر جب کوئی ایسی پُرانی چیز مِلجاتی ہے۔ تو اُس کے لئے جو زبان نے پہلے سے لفظ تجویز کیا ہوتا ہے۔ اُس لفظ کو توڑ پھوڑ کر ایک ہم نیا لفظ تجویز کر لیتے ہیں یا بعض وقت کسی دوسری زبان سے کوئی لفظ اِس نئی ضرورت کے دفعیہ کے لئے مُستعار لے لیتے ہیں۔ جو آخر کار ہماری زبان کا لفظ ہو جاتا ہے۔ الغرض ضرورت جدید پر جدید الفاظ بنانے کا طبعی طریق انسانی سوسائٹی میں یہی ہے۔ کہ ہمیشہ نئے الفاظ پُرانے ذخیرہ سے لئے جاتے ہیں۔ یہ ایک فطری عادت اِنسان میں نظر آتی ہے۔ جس کا ظہور ابتدائے آفرینش پر بھی اِنسان میں ہونا چاہئیے۔ ضرور ہے۔ کہ اس کے سامنے پہلے سے چند الفاظ کا ذخیرہ موجود ہو۔ اور پھر اُس ذخیرہ سے حسب ضرورت وہ اُس طریق پر نئے سے نئے الفاظ بناتا چلا جائے۔ جس طرح وہ آج بنا رہا ہے۔ یہ تو ممکن

نہیں کہ ہم ابتدا میں تو بغیر کسی موجودہ ذخیرہ کے الفاظ بنانے پر قادر تھے لیکن اب یہ قدرت ہم میں نہیں رہی۔ اس پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہاں انسان کے سامنے پہلے سے ذخیرہ طبعی آوازوں کا تھا۔ یا اُس کی وہ آوازیں تھیں جو اس نے خارجی تاثرات کے ماتحت نکالیں۔ ان آوازوں نے ذخیرہ کا کام دیا۔ یہ تو صحیح ہے لیکن انسانی زبان کے بننے کے لیئے یہ ضروری ہے۔ کہ متکلم اور مخاطب میں کسی خاص آواز کے خاص مفہوم کی فہمید پہلے سے موجود ہو۔ ہم زبان کے ذریعہ اپنے خیالات دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔ اس کام کے لیئے جو وسائط ہم اختیار کرتے ہیں۔ وہ یہی ہمارے الفاظ ہوتے ہیں لیکن یہ الفاظ اُس صورت میں وسائط کا کام دے سکتے ہیں۔ جب ہم میں اور ہمارے مخاطب میں خاص لفظ کے خاص معنے کی پہلے سے فہمید ہو۔ ورنہ ہمارے مدعا کو ہمارا مخاطب نہیں سمجھ سکتا۔ اسلیئے ایک زبان کے بننے سے پہلے انسان پر ایک زمانہ آنا چاہیئے۔ جب بہت سے انسان آپسمیں خاص آوازوں کے متعلق خاص مفہوم کا من سمجھوتہ کرلیں۔ جانوروں میں یہ سمجھوتہ فطرت نے رکھ دیا ہے۔ وہ خاص آواز سے خاص مُراد پیدا ہوتی ہے لے لیتے ہیں اس طرح یہ تو بالکل ممکن ہے۔ کہ ایک انسان نے مختلف خارجی تاثرات کے ماتحت مختلف آوازیں نکالیں۔ یا مختلف خاص آوازوں کی نقل کی لیکن اُس نے کب اور کس وقت اور کس طرح اپنے ہمجنسوں سے یہ من سمجھوتہ کیا کہ ان آوازوں کا یہ مفہوم ہے۔ یہ سوال اب تک حل نہیں ہوسکا +

پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ زبان کا بنانا ایک انسان کا کام نہیں کیونکہ جیسے ابھی ذکر کیا گیا متکلم اور مخاطب میں ہر ایک لفظ کے مفہوم کے متعلق ایک فہمید ہوتی ہے۔ ضروری ہے۔ کہ بولنے والا اور سننے والا کسی خاص لفظ کے ایک ہی معنے لے۔ ورنہ اسلسلۂ تکلم محال ہو جائیگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ زبان میں کسی اجنبی محاورہ یا اجنبی لفظ کا استعمال مخالفت عام پیدا

کر دیتا ہے۔ ایسی حالت کسی زبان میں تو ہی رہ سکتی ہے۔ جب نئے الفاظ زبان میں تراشے نہ جائیں۔ اور جب ایسی ضرورت پیدا ہو تو پھر پرانے سٹاک کو ٹٹولا جائے۔ خواہ وہ اپنی زبان کا ہو یا غیر زبان کا۔ الغرض جب اس وقت تک اِنسان نئی آوازوں (الفاظ) کو نئے معنے دیکر زبان کو بڑھانے کے مخالف ہے۔ تو یہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ ابتدا میں آئے دِن نئے سے نئے الفاظ اپنی لُغات میں بڑھاتا جاتا تھا۔ کیا اِس ترقّی کے زمانہ میں کوئی بھی ایسی زبان ہے۔ کہ جس میں ہزاروں الفاظ ایزاد نہ ہو گئے ہوں پھر کسی زبان کے اِن ایزاد شُدہ الفاظ کو دیکھ لیا جائے۔ ان میں سے ایک بھی لفظ ایسا نہ ملے گا۔ کہ جِس کے اجزا سے یا جِس سے اِنسان کے کان پہلے سے آشنا نہ ہوں۔ یعنے یا تو اپنی ہی زبان کے کسی لفظ کی کوئی شکل یہ نیا لفظ ہو گا۔ یا کسی اور زبان کا لفظ کسی صُورت میں ہمارے ہاں آ گیا ہو گا۔ الغرض اِنسان میں یہ عادت ہی نہیں۔ کہ چند حرُوف کو نئی ترکیب دے کر کسی مفہُوم کی ادائیگی کے لئے نیا لفظ بنا لے۔

اِن تمام قیاسات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اِنسان زبان بناتا نہیں بلکہ سیکھتا ہے۔ اور سیکھنے میں اُس کے آگے پہلے سے ایک ذخیرہ اِس قسم کے الفاظ کا موجود ہونا چاہیئے۔ کہ جِن کے مفہُوم اور معانی سے موجودہ سوسائٹی کے افراد واقف ہوں۔ چُنانچہ جس دن ایک مرد اور ایک عورت دُنیا میں پیدا ہوئے ہونگے۔ تو جِس طرح کسی جانور کا جوڑا طبعاً اور فطرتاً پیدا ہوتے ہی خاص آوازوں کے خاص مفہُوم سے آگاہ ہوتا ہے۔ اِسی طرح وہ دونو خاص الفاظ کو تلفّظ کرنے۔ اور اُن الفاظ کو خاص معنے دینے سے طبعاً یا کسی خارجی طریق پر واقف ہونے چاہئیں۔

اگر ہم اس طریق پر غور کریں جس طرح ہماری مختلف قوتیں نشوونما پاتی ہیں۔ تو پھر بھی ہم اِس نتیجہ پر آ جاتے ہیں۔ کہ قوّتِ تکلّم اور قوّتِ سمع کا

جہاں تک تعلق زبان اور اسکی ساخت سے ہے۔ اسمیں بھی یہی ضروری ہے۔ کہ اِن قُوتوں کو نشو و نُما دینے کے لئے پہلے سے ہی ایک ذخیرہ موجُود ہو۔ اِنسان کی جس قدر قُوّتیں ہیں اُن کا نشو و نُما در اصل اُس احساس و تمیز کا نشو و نُما ہے۔ جو ہم ایک ہی قُوّت کے متعلّق مختلف چیزوں میں کیا کرتے ہیں۔ مثلاً قُوّتِ شامہ کا نشو و نُما یہ ہے۔ کہ ہم مختلف قسم کی بُوؤں میں تمیز کر سکیں۔ گُلاب۔ کیوڑا۔ موتیا۔ رابیل اور ایسی ہی بالمقابل مختلف تکلیف دہ بوئیں ایک الگ قسم کی خوشبُو اور بُو اپنے اندر رکھتی ہیں۔ ہم میں سے اُسی کی قوت میں اعلےٰ درجہ کی نشو و نُما سمجھی جا سکتی ہے۔ جو اِن مختلف چیزوں میں آسانی کے ساتھ تمیز کر سکے۔ اِسی طرح میٹھے سیٹھے۔ کڑوے۔ پھیکے کی تمیز بھی قُوّت ذائقہ کی نشو و نُما سے پیدا ہوتی ہے۔ ایسا ہی قُوّتِ لمس بھی مختلف تجارب کے بعد مختلف امتیازات کا احساس اپنے اندر پیدا کر لیتی ہے۔ زبان اور اس کے مختلف الفاظ اور اس کے مختلف معانی سے ہمارا آشنا ہونا۔ در اصل اُس امتیاز آوازہائے مُختلّفہ کے احساس کو نشو و نُما دینا ہے۔ جو قُوّتِ تکلّم اور قُوّتِ سمع کے مُتعلّق ہیں۔ یہ مختلف الفاظ اور اُن کے مختلف معانی در اصل مختلف قسم کی آوازیں ہیں جِن کے مُتعلّق ہم نے مختلف مفہوم قائم کر رکھے ہیں۔ مختلف حرُوف کی ترکیب مختلف آوازیں پیدا کر دیتی ہے۔ اور جب اِن آوازوں کو مختلف مفہُومات سے منسُوب کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کا نام کلمات ہو جاتا ہے۔ اب کسی زبان کا بولنا اور سمجھنا کیا ہے۔ قُوّتِ تکلّم اور قُوّتِ سمع کو اُن اِمتیازات سے آشنا کرنا جو مختلف آوازوں میں اور اُن کے مفہُوم کے موجُود ہیں۔ جب ہمارے قُوائے تکلّم ایک طرف تو آہستہ آہستہ مختلف مفہُوم کی ادائیگی کے لئے مختلف آواز نکالنے کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے کان اُن مختلف آوازوں میں جو مختلف مفہُومات کا قائمقام ہوتے ہیں تمیز کر لیتی سمجھ لیتے ہیں۔ تو ہم ایک زبان سے

واقف ہو جاتے ہیں۔ الغرض یہ سب اِنسانی قوتیں اُس وقت نشو و نُما کی حالت میں سمجھی جا سکتی ہیں۔ جب ان میں مختلف امتیازات کا احساس پیدا ہو جائے اب سوال یہ ہے۔ کہ یہ احساس داخلی طریق پر پیدا ہوتا ہے۔ یا خارجی طریق پر۔ سو یہ امر ظاہر ہے۔ کہ ہماری کُل بالقُوّہ طاقتیں اُسی وقت بالفعل ہو جاتی ہیں جب خارج میں ایک میٹریل موجُود ہو۔ ہمارے اندر گُلاب۔ کیوڑا۔ موتیا وغیرہ میں تمیز کی استعداد ہے لیکن اس طاقت کو بالفعل کرنے کے لئے اُن چیزوں کا بیرونی دُنیا میں ہونا ضروری ہے۔ یہی حال ہماری قوّتِ لمس اور ذائقہ کا ہے۔ اب جیسا کہ اُوپر بیان ہوُا کسی زبان کے مختلف الفاظ پر حاوی ہونا دراصل اپنے قوائے تکلّم اور قوائے سمع کو اس قابل کرنا ہے۔ کہ بولنے اور سُننے کے وقت وہ مختلف آوازوں میں تمیز کر سکیں تو پھر تمیز اور احساس کا امتیاز ہرگز نہیں پیدا ہو سکتا جب تک پہلے سے مختلف آوازیں موجُود نہوں۔ جن کو ہم مختلف رنگ میں سُن کر امتیاز کر سکیں۔ اور پھر اُن کے مفہُوم سے آشنا ہو کر اپنے قوائے تکلّم کو اُن کے نکالنے پر آمادہ کریں۔ لہٰذا ضروری ہے۔ کہ ہماری قوّت گویائی کو فعل میں لانے سے پہلے الفاظ موجُود ہوں یعنے مختلف مفہُوم کے لئے مُقرر کردہ مختلف آوازیں۔ خُلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ جب ہماری کُل دوسری قُوّتیں اپنے نشو و نُما کے لئے اُن چیزوں کے پہلے سے موجُود ہونے کے محتاج ہیں۔ کہ جن کے مُتعلّق اُنھیں کام پڑتا ہے۔ تو پھر قُوّت تکلّم و سمع کا جہاں تک زبان کے سیکھنے سے تعلّق ہے کیوں الفاظ کا پیش از وقت ہونا ضروری نہیں۔ دراصل یہی صُورت ہمیں ہر بچے میں نظر آتی ہے۔ جب وہ مادری زبان سیکھتا ہے۔ اور یہی احتیاج ہم خُود محسوس کرتے ہیں۔ جب ہم کوئی غیر زبان سیکھتے ہیں۔ الغرض اِنسانی قوائے کے نشو و نما پانے کی حقیقت پر غور کرنے سے بھی ہمیں اِس امر کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ زبان الہامی طریق پر پیدا ہونی چاہیئے۔

اِسی طرح ہم اگر کسی زبان پر غور کریں۔ کہ کس طرح وہ کسی مُتکلّم اور مخاطب

میں استعمال ہوتی ہے۔ تو علمائے فرنگ کی یہ سب تھیوریاں ہمیں تشفی بخش نظر نہیں آتیں۔ یہ اُوپر کہا گیا ہے۔ کہ خاص انسانی آوازوں کا حیثیّت الفاظ اختیار کرنا اسی وقت ہوسکتا ہے۔ جب مُتکلّم اور مخاطب میں پہلے سے یہ فہمید ہو جائے۔ کہ فلاں آواز کا مفہوم فلاں ہوگا۔ چُنانچہ علمائے فرنگ کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے۔ کہ زبان کا بنانا فردِ واحد کا کام نہیں۔ بلکہ زبان ایک جماعت ہی بناتی ہے۔ دوسری طرف وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ زبان کے الفاظ کسی سوچ وبچار کے بعد نہیں بنتے۔ بلکہ جب کوئی نئی چیز انسان کے سامنے آئے۔ اور اُس کو موسُوم کرنے کی ضرورت انسان نے محسُوس کی تو کسی سطحی مُشابہت و مجانست کے لحاظ پر اُس کا نام کسی چیز کے نام پر جو پہلے سے موجُود تھی رکھ دیا گیا۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ نام کس نے تجویز کیا۔ آیا کسی قوم میں کسی خاص حیثیّت کے لوگ زبان بنانے کیلئے مُقرر ہوتے ہیں۔ زبان بنانا تو درکنار کوئی بڑی سے بڑی حیثیّت کا انسان بھی ایک ادنےٰ سے ادنےٰ بیشی وکمی زبان میں نہیں کرسکتا۔ روما کا قیصر ٹائیبریس اور جرمن شہنشاہ سیجی مس مُردہ زبان لاطینی کے چند الفاظ کے تبدیلی نہ کرسکا۔ جب خاص حیثیّت کے لوگ بھی زبان کے الفاظ گھٹا بڑھا نہیں سکتے۔ تو دوسری طرف یہ بھی نظر نہیں آتا۔ کہ ہر نئے نام رکھنے پر لوگوں کی کمیٹی ہو۔ اور بعد از اتّفاق رائے کوئی ایک نیا لفظ یا نام تجویز ہو۔ ہماری اِس بحث کو علمی اصطلاحات سے تعلّق نہیں۔ حالانکہ علمی اصطلاحات جو ایک مُصنّف بناتا ہے اُسکو بھی موجُودہ مٹیریل سے ہی مدد لینی پڑتی ہے۔ علمی اصطلاحات کے علاوہ جو ہزار الفاظ در ہزار الفاظ روزمرّہ زندگی سے تعلّق رکھتے ہیں۔ یہ کس طرح محض اتّفاق کا نتیجہ ہوسکتے ہیں۔ اگر زبان اور اس کے الفاظ کسی سوچ بچار کے بعد نہیں بنے بلکہ اتّفاقیہ پیدا ہوگئے۔ تو پھر یہ کسی مُتفقہ کوشش کا نتیجہ نہیں ہوسکتے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی مسلّم ہے۔ کہ زبان کُل قوم کی مجمُوعی فعل سے نشوونُما پاتی ہے اور فردِ واحد اسکو نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ کوئی خاص آواز۔ لفظ کی حیثیّت اُس وقت

اختیار کریگی۔ جب کسی قوم کا ہر فرد اس آواز کے خاص مفہوم سے آشنا ہو۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ علمائے فرنگ نے کس طرح یہ دو متضاد گولیاں ایک ہی وقت نگلنے کی کوشش کی۔ جب زبان متفقہ کوشش اور متفقہ فہمید کا نتیجہ ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ الفاظ محض اتفاقیہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور کسی غور و فکر کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ یہ امر غلط ہے۔ بہرحال یہ امر صحیح ہے۔ کہ زبان سوسائٹی کی مشترکہ جائداد ہے اور زبان کا بننا کل سوسائٹی کی رضامندی سے ہوسکتا ہے۔ لہذا زبان کے بننے کی دو ہی صورتیں ہیں۔ اوّل یا تو پہلا انسان فطرتاً تمام ضروری الفاظ سے واقف کیا گیا۔ اور اس کی اولاد نے وہ ذخیرہ الفاظ ورثہ میں پایا۔ اور اگر زبان آہستہ آہستہ اور مختلف اتفاقات کے ماتحت نشو و نما پائی گئی۔ تو پھر ضروری ہے۔ کہ ہر لفظ کے ایزاد پر کُل قوم بیٹھی۔ اور حسب ضرورت اور لفظ تجویز کر لیئے گئے۔ صورت دوم نہ صرف تاریخ زبان میں نظر ہی نہیں آتی۔ بلکہ بالکل بیہودہ اور لغو ہے اور صورت اوّل تو ہی ہوسکتی ہے۔ اگر زبان الہاماً انسان کو سکھلائی جائے + یہ امر بالکل سچ ہے۔ کہ اگر انسان نے الہاماً زبان نہیں سیکھی تو پھر زبان کا بننا اتفاقیہ ہوگا۔ کسی لفظ میں اپنے مفہوم کی کیفیت نہ ہوگی کسی چیز کا اس اصول پر نام تجویز کرنا۔ کہ اسم سے بذات خود موسوم کی حقیقت من وجہٖ منکشف ہو۔ یہ علم الاشیا کی دستگاہ چاہتا ہے۔ جب تک ہم حقیقت الاشیا سے آگاہ نہ ہوں کس طرح ہم اس کا نام تجویز کریں۔ اور اُن حقائق کا لحاظ کر سکیں۔ اِس لئے اِس اصول پر الفاظ کا تجویز ہونا یہ چاہتا ہے۔ کہ الفا بنانے سے پہلے انسانی سوسائٹی تکمیل تعلیم و تہذیب کر چکی ہو۔ لیکن یہ امر واقعات کے خلاف ہے۔ قریب قریب ہر زبان ایسے وقت میں بن چکی تھی۔ جب انسان ابتدائی سے ابتدائی درجہ تہذیب میں تھا۔ اسلئے ضرور ہے کہ اگر زبان کا بنانے والا کوئی علیم و خبیر وجود نہیں۔ تو پھر جاہل اور بے علم انسان کی بنائی ہوئی زبان تو اتفاق کے ماتحت ہوگی۔ چنانچہ جب ہم مختلف زبانوں کے الفاظوں کو دیکھتے ہیں

توہم کو اسی خیال کی تائید نظر آتی ہے۔ آج ہمیں کوئی نہیں بتا سکتا کہ کیوں ایک جانور کو انگریزی میں ڈاگ (کتّا) کہتے ہیں۔ اور کیوں دوسری کو کیٹ (بلّی) کہتے ہیں۔ یا کیوں بلّی کو ڈاگ اور کتّے کو کیٹ نہیں کہا گیا۔ اگر تو ان جانوروں کی خاص خواص کو سامنے رکھ کر نام تجویز ہوتے۔ تو ضرور اُن کے اُس افعال سے تجویز ہوتے۔ کہ جو ان جانوروں کے کسی خاص خاص کی طرف اشارہ کرتے۔ یہ تو عام حالت الفاظ کی ہے لیکن بعض جگہ بعض الفاظ کے خاص مادّے جو لغات نگاروں نے تجویز کئے ہیں۔ اُن مادونکے معنی میں کہیں کہیں دُور کا تعلّق بھی اُن چیزوں سے نظر آجاتا ہے۔ کہ جن کا مفہوم وہ الفاظ ادا کرتے ہیں اسلئے یہ تھیوری قائم کی گئی ہے۔ کہ جب ہمارے سامنے کوئی چیز آتی ہے جس کا نام پہلے سے تجویز نہیں ہوتا۔ اور اُس کو موسُوم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو ہم اگر اپنی سرسری نگاہ میں اُس چیز کی کوئی مشابہت یا مجانست خواہ خفیف سی کیوں نہ ہو۔ اگر کسی اور چیز سے پاتے ہیں۔ کہ جس کا نام پہلے سے موجود ہو۔ تو ہم اُس خفیف تعلّق کے لحاظ سے اُس سابقہ چیز کے نام پر نام کسی نہ کسی رنگ میں تجویز کر دیتے ہیں۔ اس قیاس کا موجب در اصل یہ ہے کہ مرّوجہ زبانیں ہمارے سامنے اصلی صُورت میں نہیں۔ اور نہ جن مادوں سے ہمنے بعض الفاظ مشتق سمجھ لئے ہیں۔ اُن کی صحّت اشتقاق پر ہمیں کُلّی وثوق ہے۔ اگر وہ مفروضہ مادے جن سے الفاظ مشتق سمجھے گئے ہیں۔ در اصل صحیح ہوں۔ یا اگر زبانوں کے الفاظ اپنی اصلی شکل میں ہوں۔ اور پھر اسم اور موسُوم میں کوئی خاص تعلّق معنوی نہ ہو۔ بلکہ سرسری ہو۔ تو بیشک یہ تھیوری بالکل صحیح ہو سکتی ہے۔ لیکن جب یہ صُورت ہی نہیں تو ہم کیوں اِس قیاس کو صحیح مان لیں۔ بالمقابل اگر کوئی ایسی زبان مِلجائے۔ جیسے کہ عربی زبان ہے۔ کہ جس کے رُوٹ بالکل اصلی اور ابتدائی حالت میں موجود ہیں۔ اور اگر عربی زبان میں اسم اور موسُوم میں ایسا ہی خفیف تعلّق ہو تو بیشک اس زبان کو بھی اتّفاقیہ حالات کے ماتحت

پیدا شدہ تسلیم کرنا ہوگا لیکن اگر ہمیں عربی اسماء کے اندر عموماً لطیف وجوہ تسمیہ نظر آدیں۔ اگر اسم اور موسوم میں وہاں علمی حقائق کا تعلق نظر آئے۔ توہم اس معزنی قیاس کو نہ صرف رد ہی کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ بلکہ ہم یہ ماننے پر بھی مجبور ہوجاتے ہیں۔ کہ یہ زبان ایک ایسے وجود کی بنائی ہوئی ہے۔ جو علیم خبیر اور حقائق اشیاء سے واقف ہے۔ اور اسلیئے یہ الہامی ہے۔ یہ ایک نہایت ہی مشکل بحث ہے اور بہت ہی غور و فکر اور مطالعہ کو چاہتی ہے۔ اور نہ یہ چند ہفتوں کا کام تھا۔ کہ جسمیں میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اگر ایک انسان کی ساری عمر اس کام پر لگجائے اور وہ اِس میرے مانی الضمیر کو ثابت کرنے میں کامیاب ہوجائے۔ تو مَیں سمجھوں گا کہ وہ اِنسان دُنیا سے بامُراد گیا۔ مَیں یہاں چند مثالوں کے ذریعہ اپنے مانی الضمیر کو ظاہر کر دیتا ہوں۔ اور عُلماءِ کرام اور ماہرانِ علومِ عربیہ کیخدمت میں عرض کرتا ہوں کہ علے الخصوص وہ میری تحقیق کے اس حصّے میں میری قلمی معاونت کریں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ اگر عربی زبان اِس طرح علمی طریق پر الہامی ثابت ہوجائے۔ تو پھر ہمنے ایک بھاری مرحلہ کو دُنیاے مذہب میں طے کر لیا۔ اور ہم اپنے اصلی مقصود میں جس کے لیئے اُمّتِ مرحومہ دُنیا میں پیدا کی گئی کامیاب ہوگئے۔ وہ باتیں جو مَیں عربی زبان کے الفاظ میں پاتا ہوں۔ اور جو اسی زبان سے مختص ہیں۔ اور جن کا نام و نشان تک بھی کسی اور زبان میں نہیں۔ وہ باتیں ان وجوہ پر جن کی تصریح مَیں اُوپر کر آیا ہوں مجھے عربی زبان کو الہامی ماننے پر مجبور کرتی ہیں۔ مثلاً بعض اسما میں ایسی وجوہ موجود ہیں۔ کہ جن سے حقائق الاشیاء پر روشنی پڑتی ہے۔ پھر بعض افعال مجھے ایسے نظر آتے ہیں۔ کہ جن سے وہ غرض ہمیں نظر آجاتی ہے۔ کہ جس کے لیئے وہ فعل صدُور پاتے ہیں مثلاً افتعال کے وزن پر چند الفاظ ہیں۔ اعتبار اختیار۔ امتحان۔ اضطرار۔ اجتہاد یہ الفاظ چند ذہنی کیفیّات کا نام ہیں جس سے ہم سب آگاہ ہیں۔ لیکن اگر ہم ان کے مادہ پر غور کریں۔ تو ہمیں اِن ذہنی کیفیّات کے فلسفہ پر نگاہ پڑجاتی ہے۔ ہم فی الفور اُن اسباب سے واقف

ہوجاتے ہیں - کہ جن کے موجود ہونے سے ہم میں یہ کیفیات ذہنی جن کا نام اعتبار اختیار - امتحان - اضطرار - اجتہاد ہے پیدا ہوسکتی ہیں مثلاً اعتبار کا مادہ عبر ہے - جس کے معنے گذرنا یا کسی چیز پر عبور کرنا ہے - یہ مادہ ہمیں بتلاتا ہے - کہ جب ہم کسی چیز پر بار بار عبور کریں - اور اسکو اسی ایک حالت میں ہمیشہ پائیں - تو ہمیں اُس کی اُس حالت کے مستقل موجود ہونے کے متعلق جو یقین پیدا ہوجاتا ہے - اُس کا نام اعتبار ہے - بالفاظ دیگر ہماری وہ ذہنی کیفیت جس کا نام اعتبار ہے - ہماری کسی چیز پر عبور کرنے کا ہی نتیجہ ہوتی ہے - اِس مادہ سے نکلا ہوا لفظ عبرت بھی ہے - عبرت جس کے معنے سبق یا نصیحت کے ہیں وہ بھی کسی امر پر عبور کرنے سے ہی حاصل ہوتی ہے - کسی واقعہ سے کوئی عبرت حاصل نہیں ہوسکتی - جبتک اُس واقعہ پر ہمارا عبور نہ ہو - اختیار کے مادہ میں خیر ہے - ہم کسی امر کو اختیار اگر کرتے ہیں - تو اسلیئے کہ ہمیں اس میں کوئی خیر نظر آتی ہے اگر کسی چیز یا فعل میں کوئی خیر و خوبی نہو تو ہم اُسکو اختیار نہیں کرتے - امتحان جس کا مادہ محن بمعنے مشقت و محنت ہے ہم پر حقیقتِ امتحان کو کھول دیتا ہے جو شخص کسی امتحان میں کامیاب ہونا چاہیے وہ محنت اور مشقت کو اپنا شعار بنائے بلکہ مجوزّان امتحان کی غرض بھی یہی ہوتی ہے - کہ امتحان دہندگان محنت اور مشقت سے اپنے آپ کو کسی خاص کام کے لئے تیار کریں - اضطرار جس کے معنی بیچینی یا بیتابی کے ہیں ضرر سے مشتق ہے - کیفیت اضطرار انسان کے دل و دماغ میں اُس وقت پیدا ہوتی ہے - جب اُسے کسی ضرر کا خوف و اندیشہ ہو - اِجتہاد جس کے معنی کسی امر میں رائے یا قیاس کرنا ہے - لفظ جہد بمعنے کوشش سے مشتق ہے - ہر ایک شخص جو کسی امر پر قیاس یا رائے لگانا چاہتا ہے - اُس کا فرض ہے - کہ اس امر کے متعلق اُس نے کسی نہ کسی قسم کی کوشش کی ہو - صاحب اجتہاد ہونے کا حق اُسے ہی حاصل ہے - جو رات دن جہد و کوشش میں منہمک رہتا ہے اِسی قسم کے ہزار در ہزار الفاظ عربی زبان میں ہیں - جن کے مادہ کے معنے پر اگر

غور کیجائے۔ تو ہمیں ایک عجیب حکیمانہ حقیقت کا اِنکشاف ہو جاتا ہے۔ کیا اِن ذہنی کیفیّات کا جِس کا مفہوم۔ الفاظ اعتبار۔ اختیار۔ اضطرار۔ اِمتحان اِجتہاد سے ہوتا ہے حقیقی فلسفہ وہی نہیں جو میں نے اُوپر بیان کیا ہے؟ اور جو اِن الفاظ کے مادّوں میں مُضمر ہے۔ اب یا تو اِن الفاظ کے بنانے سے پہلے الفاظ بنانے والوں کو سائی کولوجی (علم النفس و القویٰ) پر عبور تھا۔ اور اُنھوں نے علمی تحقیق سے یہ سمجھ لیا تھا۔ کہ یہ ذہنی کیفیّات اِن حالات سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور پھر یہ الفاظ تجویز کئے تھے۔ اور اگر یہ الفاظِ زبانِ عربی میں ابتدا سے چلے آئے ہیں۔ اور اُس وقت سے جب اِنسان ابتداسے ابتدائی مدارجِ تہذیب میں تھا۔ تو پھر یہی ماننا پڑیگا۔ کہ یہ زبان الہامی ہے۔ اگر میرا یہ قیاس غلط ہے تو پھر اِن ذہنی کیفیّات کے اظہار کے لئے دوسری زبانوں نے جو الفاظ تجویز کئے ہیں۔ اُن میں اِس حقیقت کو دکھلایا جائے۔ لیکن یہ امر محالات سے ہے۔ کیا اچھا ہو۔ اگر ہمارے سماجک دوست اِس علمی میدان میں ہمارے مُقابل طبع آزمائی زبانِ سنسکرت میں کریں ؛

جو الفاظ ثلاثی مزید یا رُباعی مزید ہیں۔ یعنے جو کسی مادہ سے مُشتق ہیں۔ اُن کی وجہ تسمیّہ دریافت کر لینے۔ یا اگر وہ افعال و کیفیّات ہیں۔ تو اُن کے حقیقی فلسفہ کو سمجھ لینا تو اُن الفاظ کے مادّوں کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ہاں مُشکل ثلاثی مُجرد یا رُباعی مُجرد پر آن پڑتی ہے۔ وہاں وجہ تسمیّہ کا دریافت کرنا آسان کام نہیں۔ اگرچہ وہاں بھی ایک خاص بات عربی سے مختص ہے۔ عموماً بعض الفاظ کے اسمی اور فعلی معنے دونوں ہوتے ہیں۔ پھر ایک لفظ کو اصل ٹھیرا کر دوسرے کی حقیقت ہم پر آسانی سے مُنکشف ہو جاتی ہے۔ البتّہ یہ فیصلہ کرنا بہت سی تحقیق اور تدبّر کو چاہتا ہے۔ کہ پہلے اسماء تھے یا افعال۔ اگر تو پہلے چیزوں کے اسماء تجویز ہُوئے۔ تو اُن چیزوں کے خواص سے افعال تجویز ہو گئے۔ یا اگر افعال پہلے تھے۔ تو جس چیز میں وہ فعل پایا گیا۔ اُس فعل کی بنا پر اُس کا وہ نام تجویز

ہوگیا۔ اگرچہ میری اپنی رائے یوُربین رائے کے برخلاف یہ ہے۔ کہ پہلے اسمٰاء* تھے۔ اور بعد میں موسوموں کے خواص کے ماتحت افعال بنائے گئے۔ کیوُنکہ کائنات میں اشیاءِ کا ہونا اور اُن میں خواص کا ہونا پہلے سے موجُود ہے۔ اور کسی زبان میں کوئی بھی فعل ایسا نہیں جو کسی چیز کے کسی خاصہ سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ اگر پانی نہ ہوتا اور پانی کا خاصہ پیاس کا بجھانا نہو۔ تو پھر افعال پینا یا پِلانا دُنیا میں پیدا نہ ہوتے۔ اِس طرح کسی زبان کا کوئی بھی فعل ایسا نہیں جس کا بالواسطہ یا بِلا واسطہ تعلق اشیاءِ اور اُن کے خواص سے نہ ہو۔ اِسلئے یہی صحیح رائے ہے۔ کہ اسماء افعال سے پہلے تھے۔ بہرحال کوئی بھی رائے قائم ہو۔ افعال پہلے ہوں یا اسماء تو بھی اسماء یا افعال تجویز کرنے کے وقت علم الاشیاء کا ہونا ضرُوری ہے۔ اگر عربی زبان میں افعال اُن خواص کی طرف اشارہ کریں جو بعض چیزوں میں مُضمر ہیں۔ یا موسوم میں اُن افعال کی استعداد مُضمر ہو جو اُن افعال سے ظاہر ہوتی ہیں۔ تو پھر بھی زبان کا بنانے والا خواص الاشیاء کا ماہر ہونا چاہئیے۔ مثال کے طور پر ہم لفظ قلب کو لیتے ہیں۔ جس کے عربی میں دو معنے ہیں اسم کے معنے دل کے ہیں۔ اور فعل کے معنی پھیرنا ہے۔ اب قلب یعنے دل کے دو ہی بڑے فعل ہیں۔ ایک ذہنی اور ایک جسمانی۔ ذہنی فعل تو یہ ہے کہ ہمارا دل ہی ہماری رائے ہمارے خیالات ہمارے ارادوں کو پھیرتا ہے۔ اور اُس کا جسمانی فعل وہ ہے۔ جو ڈاکٹر ہاروے نے تین صدی ہُوئی دریافت کیا ہے۔ یعنے یہ خوُن کے کورس (راستہ) کو پھیرتا ہے جسم میں خوُن کی گردش کا موجب ہمارا دل ہی ہوتا ہے۔ خوُن ایک طرف سے آتا ہے۔ اور دل کے فعل کے ماتحت دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ اب یا تو اولاً قلب بمعنے پھیرنا مُجوِّزان نے تجویز کیا۔ اور اُس کے بعد دل کے اس فعل خاصہ کو سامنے رکھ کر لفظ قلب سے اُسے موسُوم کیا۔ یا دل کا نام پہلے قلب تجویز ہوُا۔ اور چوُنکہ اُس کا بھاری فعل پھیرنا تھا۔ اسلئے اِس لفظ

* علم آدم الاسماء کے لحاظ سے

کے فعلی معنے پھیرنا ہو گئے۔ بہرحال کوئی قیاس دونوں میں سے صحیح ہو۔ یہ امر ماننا پڑتا ہے۔ کہ لفظِ قلب کا مجوّز اُسکے اس فعل سے آشنا تھا۔ قلب اُن الفاظ میں سے ایک لفظ ہے جو ابتدائے سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا کیا یہ لفظ کسی اتفاق اور بےعلمی کی حالت میں بن سکتا ہے۔ یہ لفظ ایک ہی اسبات کی شہادت ہے۔ کہ یہ لفظ علیم اور خبیر ذات کا تجویز کردہ ہے۔ اب میں ذیل میں چند اَور الفاظ دیتا ہوں اور اُن میں مختصراً اُس کیفیّت کی طرف اشارہ کر دیتا ہوں۔ جو اُن الفاظ میں تو مُضمر ہے لیکن جِس کو علم وسائنس نے آج ہی سمجھا اور دریافت کیا ہے +

ارض کے جہاں معنے زمین کے ہیں۔ وہاں ارض اُس حرکت کو بھی کہتے ہیں جو کسی کے سر میں بلا اسباب ظاہری پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے اِنسان کا ضعیف العُمری میں خُود بخُود آٹھوں پہر سر ہلتا رہتا ہے۔ چُنانچہ عربی میں ماروض اس کو کہتے ہیں۔ کہ جِس کا سر اور جسم بلا ارادہ ہر وقت ہلتا ہے۔ یعنے جِس کی حرکت کا باعث نظر نہ آئے۔ بلکہ اگر زمین کا کوئی نام حرکتِ ارضی کو سامنے رکھ کر تجویز ہوتا۔ تو اُس کو ماروض کہنا بہت موزُوں ہوتا۔ کیونکہ زمین میں ایک قسم کا تحرّک تو ہے لیکن ظاہرا طور پر اُس کا سبب نظر نہیں آتا۔ چنانچہ یہی زبان عربی میں ارض یا ماروض کے معنے ہیں۔ اب کیا یہ کہنا تکلّف ہے۔ کہ ارض یعنے زمین کے اندر جو ایک مستقل اور آٹھوں پہر کی حرکت ہے۔ اور جِس کا علم اب تھوڑی مُدّت سے ہُوا۔ اُسنے لفظِ ارض کو یہ فعلی معنے دیئے۔ یا اگر لفظ ارض کے فعلی معنے ایسی حرکت کے ہیں جِس کا اوپر بیان ہُوا۔ تو چُونکہ زمین میں اِس قسم کی حرکت موجُود ہے اسلیٔے اُس لحاظ سے اس کا نام ارض رکھا گیا +

اسیطرح راسیہ جمع رواسی بمعنے پہاڑ یا چٹان اُس سے انگریزی لفظ روک مُشتق ہے۔ اس کے اسمی معنے تو پہاڑ کی وہ ابتدائی حالت ہے۔ جب یہ زمین سے پیدا ہُوئے لیکن اس کے فعلی معنے لنگر ڈالنا یا مُتحرّک چیز کو ٹھیرانے کے ہیں۔ یعنے جس طرح جہاز جو مُتحرّک و مُتزلزل ہوتا ہے اُسکو لنگر ڈالنے سے ایک جگہ قائم کر دیا جاتا ہے

اب اگر ہم اِن چٹانوں اور روک کی پیدائش پر غور کریں۔ اور سائنس دانوں سے دریافت کریں۔ کہ یہ پہاڑ ابتدا میں کس طرح پیدا ہوئے۔ اور ان کا اثر کیا ہُوا تو یہ لوگ بھی ہمیں یہی بتلاتے ہیں۔ زمین جس کے اندر نہایت ہی گرم سیال تھی اور جو آٹھوں پہر لاوا ہو کر زمین سے اُبلتی تھی۔ اور زمین کو سخت مُتزلزل کرتی رہتی تھی۔ یہی لاوا باہر نکلتا نکلتا چٹانی صُورت اختیار کرتا گیا۔ اور پہاڑوں کو پیدا کرتا رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ زمین نے اُس تزلزل سے سکُون پایا۔*
الغرض چٹان کا نام عربی میں اسلئے راسیہ رکھا گیا۔ کہ اُنہوں نے متزلزل زمین کے ساتھ وہ امر کیا۔ جو ایک لنگر جہاز کے ساتھ کرتا ہے۔ یا یُوں کہو راسیہ یعنے چٹان کا اصل فعل زمین کے تزلزل کو روک کر سکُون دینا تھا۔ اسلئے اس لفظ کے فعلی معنے لنگر ڈالنا یا مُتحرک چیز کو ٹھیرانا کے ہو گئے۔ بہر حال دونو صُورتوں میں اس لفظ کا مُجوز چٹان کی غرض پیدائش سے بالضرور آگاہ ہونا چاہئے۔ پھر جو بادلوں اور بارش کی کیفیّت آج دریافت ہُوئی ہے۔ وہ خُود عربی کے دو لفظوں میں مُضمر ہے۔ سحاب (بادل) کا مادّہ سحب بمعنے کھینچنا یا ایک چیز کا دوسری جگہ کھینچا جانا اور رجع (بمعنے بارش) اس کے فعلی معنے واپس ہونا۔ اب کیا زمین کا پانی اُوپر نہیں کھینچا گیا۔ اور وہی بارش کی صُورت میں واپس نہیں آیا۔ زمین کے پانی پر جب فعل سحب (کھینچنا) وارد ہُوا تو وہ سحاب (بادل) ہو گیا۔ اور جب اُس پر فعل رجع (واپس) صادر ہُوا تو وہ رجع (بارش) ہو گیا۔ اسی قسم کا ایک لفظ زلزلہ ہے۔ زل کے معنے پھسلنا کے ہیں۔ اور سائنس ہمیں اِطلاع دیتی ہے۔ کہ ہمیشہ زلزلہ کا نتیجہ یا باعث زمین کے زمین کے اندر کی تہوں (Under strata) کا اپنے مقام سے پھسلنا ہوتا ہے۔

پھر عربی زبان میں بعض الفاظ جو جسمانی کیفیّت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ ان میں وہ

* وجعلنا فی الارض رواسی ان تمیز بکم۔ منہ

اخلاقی اور رُوحانی کیفیات بھی چھپی ہوتی ہیں۔ جو اُن جسمانی کیفیات کی غرض و غایت ہوتی ہے۔ مثلاً ایک طرف ادّب کے معنے سزا دینا اور دوسری طرف اُس کے معنے تہذیب اخلاق کرنا۔ گویا سزا دینے کی علّت غائی یہ بتلائی گئی ہے۔ کہ اس سے غرض تربیت و تادیب ہُوا کرتی ہے۔ میرے اس مقصد کو دو اور لفظ شاید زیادہ واضح کر دیں گے۔ وہ لفظ ہیں عقاب اور عذاب ان دونوں کے معنے وہ تکلیف یا سزا ہوتی ہے۔ جو ہمیں رُوحانی یا جسمانی طور پر ہمارے افعال کی سزا میں ملے خواہ وہ یہاں ہو یا کسی آیندہ زندگی میں۔ اب اِن دو لفظوں نے اس تکلیف یا سزا کا حقیقی فلسفہ ہمارے سامنے رکھ دیا۔ یعنی ایک طرف تو وجہ بتلائی۔ کہ یہ تکلیف ہمیں کیوں آئی۔ اور دوسری طرف یہ بتلا دیا۔ کہ اِس تکلیف کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ لفظ عِقاب عقب سے نکلا ہے۔ جس کے معنے ہیں پیچھے آنے والا۔ اور لفظ عذاب عذب سے نکلا ہے۔ جسکے معنے شیرینی بھی ہیں۔ گویا اِن دو لفظوں میں عذاب کی حقیقت ہم پر کھول دی گئی ہے۔ جو تکلیف یا مُصیبت ہم پر آتی ہے۔ وہ ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یعنے ہمارے اعمال کے پیچھے پیچھے بطور سایہ کے چلی آتی ہے۔ ہاں جب ہم اِس عذاب کی تکلیف میں پڑتے ہیں۔ تو اُس کا پھل ہمارے لئے شیریں ہوتا ہے۔ یعنے اس تکلیف کے ذریعے ہم اُن بداعمالیوں سے پاک ہو کر اپنی زندگی کو شیریں کام کر لیتے ہیں۔ اِسی قسم کا لفظ ابتلا ہے۔ جس کے ایک معنے تو مصیبت کے ہیں۔ اسکا مادہ بلا ہے۔ جسکے معنے انعام کے بھی ہیں۔ کیونکہ اِنسان مصیبتوں میں ہی پڑ کر اور آزمایا جا کر مستحق انعام ہوتا ہے۔ اِسی طرح ہمارے اندر جو بعض جذبات ہیں۔ اُن کو اطبا نے ہمارے خاص اعضاء کے مُتعلّق کیا ہے۔ عربی زبان نے اُس کا بھی لحاظ کیا ہے۔ حکما نے ہمارے کُل جذبات کو دو عنوان تلے رکھا ہے۔ تیز جذبات اور نرم جذبات۔ اوّل الذکر غُصّہ اور اسکے ماتحت اِنتقام حسد۔ عداوت۔ نفرت وغیرہ۔ اور آخر الذکر رحم اور اُس کے قبیل محبّت مُواسات شفقت۔ اُنس وغیرہ وغیرہ۔ اب اطبا نے غُصّہ کو

جگر کے متعلق کیا ہے۔ اور رحم کی اصل بُنیاد رِحمی تعلقات پر مبنی کی ہے۔ چُنانچہ عربی میں جگر کو جہاں کبد کہتے ہیں۔ وہاں کبد کے معنے معدنِ عداوت بھی ہیں۔ اور رحم کو جو رحِم سے تعلق ہے۔ وہ لفظی معنوی طور پر ظاہر ہے۔ ایسا ہی بعض جذبات کا خاص اثر ہمارے خاص اعضا پر ہوتا ہے۔ مثلاً رنج و مصیبت کے وقت دِل سُکڑ جاتا ہے۔ اور خوشی کے وقت دِل کھُل جاتا ہے۔ چُنانچہ ان جذبات کے اِظہار کے لیئے جو دو لفظ تجویز کئے ہیں۔ اُن میں اِس سُکڑنے یا کھُلنے کی طرف اِشارہ کیا گیا ہے۔ مثلاً خُوشی کو عربی میں انبساط اور رنج و مصیبت کا نام انقباض ہے۔ انبساط کے معنے کھُلنا اور انقباض کے معنے سُکڑنے کے ہیں۔ کیا کسی اَور زبان میں خوشی اور غم کے مُترادف ایسے الفاظ ہیں۔ جو مُرکب فقرے تو نہ ہوں۔ بلکہ مجرد لفظ ہوں۔ اور خُوشی و غم کی حالت میں قلب کی اِن کیفیّات کی طرف اشارہ کریں۔ اِسی طرح ید بمعنے ہاتھ اور اید بمعنے مدد دینا دونوں ہم مخرج ہیں۔ پھر ید کے معنے طاقت کے بھی ہیں۔ انسانی طاقت کے اِظہار کا آلہ کُل اعضاء میں ہمارا ہاتھ ہی ہے۔ اور کسی کو مدد دینا ہم اپنے مُحاورہ میں بھی کسی کو ہاتھ دینا کہتے ہیں۔ وہ الفاظ جو ابتدائی سے ابتدائی سوسائٹی میں موجُود ہونے چاہئیں۔ اُن میں ایک لفظ تو انسان ہے۔ جس سے مُراد بنی نوع یعنے مرد اور عورت دونوں شامل ہے۔ اور اس کے بعد صنف کی تمیز کے لئے مرد اور عورت ضرُوری ابتدائی الفاظ ہیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ تینوں لفظ نہایت ہی ابتدائی ہیں۔ اور ایسے وقت کے الفاظ ہیں۔ کہ جب اِنسان کا علم نہایت محدُود کیا نفی کے برابر ہوگا۔ لیکن عربی نے جو الفاظ ان مفہُومات کے اِظہار کے لیئے تجویز کئے ہیں۔ وہ کسی بعلم کے بنائے ہُوئے لفظ نہیں ہوسکتے۔ سب سے پہلے خود لفظ اِنسان اُنس کا مُشتق ہے۔ جس کے معنے ہیں سوسائٹی والا۔ مل جُلکے رہنا۔ مُدنی بالطبع ہونا سوسائٹی بنا کر رہنا۔ اِنسان اور حیوان میں پہلا فرقِ اعظم اگر کوئی ہے تو یہ ہے۔ کہ

انسان ایک سوسائٹی بنا کر رہتا ہے۔ اور حیوان ایسا نہیں کرتا۔ کیا عجیب بات ہے۔ کہ وہ قوم جو ابتدا میں اور آج بھی ایک حد تک خانہ بدوش اور بادیہ نشین تھی۔ اور تمدّن اور سوسائٹی کی راہوں سے بالکُل ناآشنا۔ وہ بنی نوع کے لئے لفظ انسان تجویز کرے۔ جس کے معنے میں سوسائٹی والا۔ میں کہتا ہوں کہ فیصلہ کرنے کے لئے تو یہ ایک لفظ کافی ہے۔ اگر انسان کی کسی خاص صفت کے اظہار کے لئے عربوں کو کوئی خُود لفظ بنانا ہوتا۔ تو پھر وہ لفظ اِنسان نہ ہوتا بلکہ وحشی ہوتا۔ یعنے ایکدوسرے سے الگ رہنے والا۔ کیُونکہ اُن کی قدیمی معاشرت سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ سوسائٹی بنا کر رہنے کے قابل نہ تھے۔ اور مُدنی بالطبع ہونے کی کیفیّت سے بالکُل ناآشنا تھے۔ پھر وہ نوعِ انسان کا نام بحیثیّت مجمُوعی کس طرح رکھ سکتے تھے۔ ضرُور ہے کہ ایسے لفظ کا مجُوز وہ ہو۔ جو فطرت اِنسانی کی اس خاصیّتِ تمدّن سے آگاہ ہو۔ اور جس نے ہماری فطرت کو زیرِ نظر رکھ کر ہمارا نام اِنسان تجویز کر کے ہمیں آگاہ کیا۔ کہ بنی نوع کا کمال اور تہذیب حاصل کرنا سوسائٹی کے بنانے سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر انسان ہی لفظ بنایا کرتا ہے۔ تو اَور زبانوں میں جو اُن کے مُترادف الفاظ ہیں۔ کیوُں اُن میں یہ حقیقت نہیں پائی جاتی۔ کیا انگریزی لفظ مین یا سنسکرت منُش میں یہ حقیقت ہے۔ ممکن ہے کہ اُن کے معنوں میں کوئی خاصّہ اِنسانی بھی ہو۔ لیکن خاصہ وہ ہونا چاہیئے جو اِنسان اور دوسری مخلُوقات میں ما بہ الامتیاز ہونے کا کام دے۔ اِنسان کے بعد مرد اور عورت کی تمیزِ صنف دو الگ الگ الفاظ چاہتی ہے۔ مجھے نہیں معلُوم کہ اور زبانوں نے جو الفاظ تجویز کئے ہیں۔ وہ کہاں تک اپنے اندر حقیقتِ تمیز رکھتے ہیں۔ لیکن عربی نے جو مختلف الفاظ مرد اور عورت کے لئے تجویز کیئے ہیں۔ وہ ہم پر ایک علم کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔ مثلاً مرد کے لئے رجل اور ذکر کا لفظ آیا ہے۔ اور عورت کے لئے نسوہ اور اناث کا لفظ

اب ان میں سے ہر ایک لفظ کے لئے خاص خاص معنے ہیں۔ مثلاً ذکر کے معنے مرد کے ہیں۔ لوہا کے ہیں۔ ایسی چیز جس میں سے کچھ پیدا نہ ہو پھر ذکر بمعنی یادگار بھی آیا ہے۔ رجل کے معنے مرد کے علاوہ مضبوط کے ہیں۔ پھر ایک لفظ رَجِل ہے جس کے معنے بالوں والا ہونا۔ بالمقابل نسوہ جس کی جمع نساء ہے۔ اس کے معنے عورت کے دودھ کے بھی ہیں۔ چربی دار ہونے کے ہیں۔ قرضہ یا مستعار چیز کو دیر لگا کر واپس کرنے کے بھی ہیں۔ ایسا ہی اسکے مادہ سے نَسِیَ بھولنے کو بھی کہتے ہیں۔ اور انث کے معنے مُلائم ہونا بھی ہیں۔ اب عورت اور مرد کی متقابلہ طاقتوں اور اُن کے فطری افعال کو سامنے رکھو اور ان معانی پر غور کرو۔ تو کیا مرد اور عورت کی حقیقت ہمیں نظر نہیں آتی۔ عورت نرم اور ملائم مرد مضبوط اور سخت۔ مرد میں سے کسی چیز کا نہ نکلنا اور عورت کا ایک چیز مستعار لینا۔ اور کچھ دیر کے بعد واپس کرنا (پیدائش بچّہ ایک مستعار چیز ہے جو واپس ہوتی ہے) انسانی خاندانوں کا ذکر (یاد) دُنیا میں فرزندِ ذکور سے قائم رہتا ہے۔ اور جس خاندان میں عورتیں یعنے نساء ہی پیدا ہوں۔ وہ خاندان بھولا بسرا (نَسِیَ بمعنے بھول) ہو جاتا ہے۔ پھر نسوہ کے معنے دُودھ کے بھی ظاہر ہیں۔ کہ عورت کا ہی کام بچّہ کو دُودھ دینا ہے بہر حال یہ امر تو بدیہہ تھا۔ لیکن لفظ رَجِل کے معنے بالوں والا ہونا۔ اور نسوہ کے معنے چربی دار ہونا۔ یہ ایک حقیقت کا انکشاف کرتا ہے۔ جو فزی آلوجی کے علم کے سوا ہر ایک کو معلوم نہیں ہوسکتی۔ بال اور چربی دونوں غیر موصل حرارت ہیں انسان کے اندر حرارت غریزی کے قائم رہنے سے انسان کی صحت قائم رہتی ہے بال اور چربی دونوں غیر موصل ہیں لیکن چربی جہاں جسم میں نرمی اور مُلائمت پیدا کرتی ہے۔ وہاں مادّہ انوثیت کو زیادہ اور رجولیّت کو کم کرتی ہے۔ چنانچہ یہ امر ثابت ہے۔ کہ جسیم اور شحیم آدمی قدرے رجولیّت کا نقصان اُٹھا لیتے ہیں اِسلئے ضروری تھا۔ کہ مرد میں کم چربی ہو۔ چنانچہ اناٹومی ہمیں بتلاتی ہے۔

کہ عورت کی جلد کے نیچے جو ایک تہ چربی کی ہوتی ہے۔ وہ مرد میں اس قدر نہیں یعنی یہ چربی کی تہ غیر موصل حرارت ہونے کے باعث جسم کی حرارت کو قائم رکھتی ہے لیکن مرد کو بھی ایسی غیر موصل حرارت کوٹ کی ضرورت تھی۔ اسکو چربی کا بدل بال دیئے گئے۔ یہ تقسیم قدرت ہے۔ کہ جس نے عورت کی خوبصورتی۔ ملائمت اور اس میں انفعالی قوائے پیدا کرنے کے لئے عورت کو چربی دی۔ اور بال اسکے جسم پر پیدا نہ کیئے اور مرد کو اس چربی کے عوض بال دیئے۔ اب ایک طرف رجل کے معنے مرد اور رجل کے معنے بالدار۔ دوسری طرف نسوہ کے معنے عورت اور پھر چربی دار۔ عورتوں کے مقابل مرد پر زیادہ بال کا ہونا تو ایک بدیہہ نظارہ تھا۔ لیکن مرد کے مقابل عورت میں زیادہ چربی کا ہونا۔ اس سے تو ابتدائی انسانی آفرینش سے صدیوں بعد جب تشریح ہوئی ہوگی۔ تب انسان کہیں اس حقیقت سے آشنا ہُوا ہوگا +

لفظ عالم جس کے معنے دُنیا جہان کے ہیں۔ وہ بذاتِ خود نہایت ہی معنی خیز لفظ ہے۔ عالم کا مادہ جو ہے تو وہ علم ہے۔ یعنے عالم وہ ہے۔ جس کے ساتھ علم کو تعلّق ہے۔ کُل انسانی علوم عالم کی حقیقت کا ہی علم ہے۔ اور صاحب عالم اگر کوئی ہو سکتا ہے۔ تو عالم ہی ہو سکتا ہے۔ علم ہی وہ طاقت ہے۔ جس سے قوائے عالم پر کوئی حکمران ہو سکتا ہے۔ آہ! مسلمان علم آدم الاسماء کلّھا کی حقیقت کو سمجھیں بعض الفاظ ایسے بھی ہیں۔ جن کے معنے تو کچھ ہیں لیکن اُن کے دوسرے معنے اس اصلی حقیقت کی طرف ہمیں لیجاتے ہیں۔ جو اُن کے مفہوم کی علّت غائی ہوتی ہے۔ مثلاً درس جس کے معنے تعلیم دینے کے ہوتے ہیں۔ اُس کے ایک معنے غلّہ کو گاہنا ہے۔ اب جو غرض گاہنے سے ہوتی ہے۔ وہی درس و تعلیم سے ہُوا کرتی ہے۔ جس طرح ہم غلّہ کو گاہ کر اُس کا چھلکا اُتارتے ہیں۔ اور اصلی دانہ کو باہر نکالتے ہیں۔ اسیطرح تعلیم کی غرض بھی اندرونی قوتوں کو جو پردۂ جہل میں مستور رہتی ہیں چمکانا ہوتا ہے چنانچہ انگریزی میں جو لفظ تعلیم کا مترادف ایجوکیشن ہے۔ یہ مشتق دو لاطینی الفاظ سے ہے۔ ای = باہر۔ ڈیوکو = رہنمونی کرنا۔ یعنے تعلیم سے مطلب کچھ باہر سے اندر داخل

al Education. ای ج ڈ Duco

کرنا نہیں۔ بلکہ اندرونی چیز کو باہر لاتا ہے۔ بہرحال **درس** کا لفظ اِس حقیقت کے کھولنے کے لئے نہایت ہی موزوں ہے۔ یعنے چھپی ہوئی چیز کے اوپر سے پردہ کو مار مار کر جدا کرنا اور اصل چیز کو نکالنا۔ اِسی قسم کا ایک لفظ **فلح** ہے جس کے ایک معنے تو تہذیب و سویلزیشن کے اور دوسرے معنے بغرض زراعت زمین کو کھودنا ہل باہنا۔ مستور چیز کو کھود کر باہر لانے کے ہیں۔ اب سویلزیشن کی حقیقت یہی ہے چنانچہ سویلزیشن (تہذیب) کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ قوائے کائنات کی اصل خواص سے اِطلاع پا کر اُن قوائے کو فعل میں لایا جائے۔ یعنے مختلف اشیاءِ عالم کے خواص سے اوّل آگاہ ہونا۔ اور پھر اُن قوانین کو دریافت کرنا۔ کہ جن پر چلکر وہ خواص ظہور پذیر ہو جائیں۔ اس کا نام سویلزیشن یا فلاح ہے۔ عربی لفظ نے ایک طرف تو مفہوم کو ظاہر کیا۔ اور دوسری طرف اشارہ کر دیا۔ کہ اُس مفہوم کو حقیقت میں لانا کس طرح سے ہوگا +

چونکہ اِس کتاب کو مَیں نے مذہبی بحثوں سے بالکل الگ رکھا ہے۔ وَاِلّا یہ بھی دکھایا جا سکتا تھا۔ کہ مختلف مذاہب نے جو بعض صداقتیں تعلیم کی ہیں اور اُن صداقتوں کو بعض الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ وہ الفاظ بذاتِ خود اُن صداقتوں کا علم نہیں دیتے جب تک الگ تشریح نہ کیجائے۔ لیکن عربی زبان نے اُن صداقتوں کی تعبیر جن الفاظ سے کی ہے۔ وہ بذاتِ خود اپنی آپ تشریح ہیں۔ مثلاً ہر ایک مذہب کیا ہر ایک اخلاقی سوسائٹی نے ایک حقیقت کا نام جرم۔ یا خطا یا گناہ رکھا ہے۔ اب مثلاً زبان انگریزی کا لفظ سِن ہمیں نہیں بتلاتا کہ گناہ کیا چیز ہے۔ نہ فارسی زبان کا لفظ گناہ یا سنسکرت کا لفظ پاپ ہم پر یہ منکشف کرتا ہے۔ کہ قدیم آتش پرست یا ویدوالے گناہ اور پاپ سے کیا مراد لیتے تھے لیکن جو حقیقت اِسلام نے گناہ کی تعلیم کی ہے۔ وہ سب اُن الفاظ میں بذاتِ خود موجود ہے جو عربی نے اُس مفہوم کے ادا کرنے کے لئے تجویز کئے ہیں۔ اسلامی تعلیم کے ماتحت گناہ کوئی خاص فعل نہیں

Sin

بلکہ کسی مُعاملہ میں کسی مُقرّر کردہ نکتۂ اعتدال سے تجاوز کرلینا۔ چنانچہ الفاظ اثم ۔ ذنب۔ جُرم جُناح ۔عصیان جو گُناہ کے مُترادف ہیں ۔ اِن سب میں بھی ایک حقیقت ہے ۔ یعنے مقام مُقرّر سے بڑھ جانا ۔ گھٹ جانا۔ الگ ہوجانا کٹ جانا۔ ایک طرف ہوجانا وغیرہ وغیرہ گُناہ کو چھوڑنے کی حقیقت کو لفظ توبہ نے خوب ظاہر کیا ہے ۔ یعنے توبہ کے لفظی معنے ہیں واپس آنا کے یعنے گُناہ سے اگر مُراد ہے مُقرّرہ راہ (صراط مستقیم) سے اِدھر اُدھر ہوجانا۔ توپھر توبہ سے مُراد اصلی جگہ کی طرف پھر واپس آنا +

الغرض جس قدر مختلف حقائق مذہب نے مختلف ممالک میں سکھلائے اُن کی حقیقت اُن کی زبان نے مُقرّرہ الفاظ سے ظاہر نہیں کی۔ لیکن عربی نے کُل حقائق کو مُقرّر کردہ الفاظ کے اندر رکھ دیا۔ الغرض اگر کوئی زبان مذہب کے لئے موزوں ہے تو عربی زبان ہی ہے ۔ اور بھی میں کہ سکتا ہوں ۔ کہ کُل عُلوم اور کُل اِنسانی خیالات کے اظہار کے لئے موزُوں سے موزُوں زبان اگر کوئی ہے تو عربی زبان ہے ۔ جو کُل اِنسانی خیالات اور جذبات کے اِظہار کے لئے موزُوں سے موزُوں الفاظ تجویز کرتی ہے ۔ اور خود بخود اپنی حقیقت کو بول رہی ہیں ۔ اِسی لئے تو عربوں نے اپنی زبان کا نام عربی رکھا یعنے فصیح (خود بخود بولتی) زبان ۔ اور باقی زبانوں کو عجمی (گُنگ) کہا ۔ یعنے عربی زبان کے الفاظ اپنے مفہوم کو خود بولتے ہیں ۔ اور باقی زبانوں کے الفاظ جن مفہوم کے ادا کے لئے تجویز ہُوئے ہیں ۔ وہ حقیقتاً نہیں بلکہ اعتباراً تجویز ہُوئے ہیں ۔ یعنے سوسائٹی نے اُن الفاظ کو اُن مفہوم کا مظہر قرار دیدیا ہے آخر گُنگ زبان کی بھی بعض آوازیں اُس کے اقربا کے نزدیک خاص معنے رکھتی ہیں ۔ یہی عجمی زبانوں کے الفاظ کا حال ہے ۔ ذکور و اناث کی صنعت کے مُتعلّق بھی صرف عربی زبان نے جو خصُوصیّت رکھی ہے ۔ وہ بھی اِتّفاق کا نتیجہ نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ کسی ارادہ اور علم کے ماتحت یہ امر معلوم ہوگیا ہے ۔

جہاں کُل زبانوں نے بہت حد تک مُذکّر و مُؤنّث کی تخصیص جانداروں کے ساتھ رکھی ہے۔ اور بیجان کے لئے الگ صِنف تجویز کی ہے۔ وہاں عربی زبان نے یہ تخصیص کائنات کی ہر چیز کے ساتھ کی ہے۔ کسی کو مُذکّر اور کسی کو مُؤنّث کہا۔ ایک مُدّت تک تو اِس خیال کو ایک بیہُودہ خیال سمجھا گیا۔ لیکن آج تو سائنس نے ہر ایک چیز کا جوڑا تجویز کر دیا ہے۔ اب تو ہر ایک چیز مُذکّر ہے یا مُؤنّث۔ پھر عربوں کا ابتدائے آفرینش سے اُس ایک حقیقت کو ہر ایک کے صنف میں ظاہر کرنا جو آج سائنس نے دریافت کی۔ کیا یہ سب اِتّفاقات ہی اِتّفاقات ہیں؟ اگر عربی الفاظ کی یہ حقیقتیں نادر ہوتیں۔ یا چند الفاظ اِس قسم کے ہوتے۔ تو تکلّف اور اِتّفاق ایک عُمدہ تشریح تھی۔ لیکن جب ایسے نظائر کثرت سے موجُود ہیں۔ تو پھر تکلّف اور اِتّفاق کی طرف اشارہ کرنا خود اپنی بیہُودگی اور ہٹ یا ضدّ کا ثبُوت دینا ہے۔ اگرچہ جِس قدر مَیں نے الفاظ یہاں اپنے مافی الضمیر کی تشریح میں دیئے۔ وہ میری اِس تصیوری کو حقیقت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ عربی زبان الہامی ہے۔ کیونکہ اِس کے الفاظ حقیقت الاشیاء سے ماہر کے تجویز کردہ نظر آتے ہیں نہ کہ کسی اِتّفاق کا نتیجہ۔ لیکن مَیں پھر بھی عُلماءِ اکرام اور ماہرانِ عُلوم عربیہ کیخدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ ایک بھاری ذخیرہ ایسے الفاظ کا پیدا کریں۔ تو پھر دُنیا کو جیت لینا کوئی مُشکل امر نہیں۔ اور یہ میں اُن بزرگوں کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اُن کی کوشش بالضرُور ماجُور ہوگی۔ عربی زبان علوُم کا ذخیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی محنت کو بالضرُور باثمر کریگا۔ اس کا سہل طریق یہ ہے۔ کہ وہ کسی چیز یا شئے کے کُل نام جو عربی نے دیئے ہیں جمع کرلیں۔ پھر اُن الفاظ کے مادہ سے لے کر جِس قدر معنے اُن کے ہیں وہ جمع کرلیں اُن حرفوں سے مُرکّب جو الفاظ ہوں اُنکے معنے بھی دیکھ لیں۔ جن کے حرکات سکنات خواہ الگ ہیں۔ جیسے لفظ ذکر کی بحث میں ذِکر اور رحم کے ساتھ رحم کی طرف مَیں نے اشارہ کیا تھا۔ یہ وہ طریق ہے جس کو عربی ادیبوں نے اپنی

تحقیق میں جائز رکھا ہے۔ پھر اُسی چیز کے خواص کا تفحّص کریں۔ تو انشاء اللہ اُن کو ایسے نظائر کثرت سے ملجائیں گے۔ جن پر میں یہاں بحث کر رہا ہوں مثلاً ایک دوائی **عقرقرہ** ہے۔ جس کے لفظی معنے ہیں۔ بانجھ حاملہ ہو گئی۔ یہ دوائی اصلاحِ رحم کے لئے از حد مفید ہے۔ **کافور** کا بڑا خاصّہ یہ ہے کہ وہ زہریلے مواد کو دبا دیتا ہے۔ یعنے یہ بڑا بھاری انٹی سیپٹک ہے۔ کافور کے لفظی معنے ہیں۔ بڑا دبانے والا۔ اِس طرح مختلف ادویات کے نام دیکھے جائیں۔ اُن کے مادّوں کے لفظی معنوں اور اُن کے خواص میں تطابق کی کوشش کیجائے۔ مثلاً یہ دیکھنا چاہئیے۔ کہ کیا تربد میں کوئی اشارہ اسہال کی طرف ہے۔ پھر صحیفۂ قدرت کے جو مختلف مظاہر ہیں۔ آیا اُن کے لئے جو اسماء عربی نے تجویز کئے ہیں۔ آیا اُن اسموں میں کوئی حقیقت اُن مظاہر کی موجود ہے یا نہیں۔ مثلاً چاند کے لئے جو لفظ قمر تجویز ہوا ہے۔ اُس کے معنے سفیدی کے بھی ہیں۔ اور یہ بھی ہیں۔ کہ ایسی سفیدی جسمیں گدلا پن ہو۔ خیر یہ تو ایک بدیہہ نظارہ ہے۔ لیکن اِس مادّہ سے قمار اور مقامرہ ہے۔ جس کے معنے ایک کا دوسرے سے کچھ لینا۔ کیا چاند اور سُورج میں بالمقابل جہاں تک اکتساب نُور کا سوال ہے۔ ایک قسم کا مقامرہ نہیں۔ لیکن قمر کے ایک اَور معنے بھی ہیں سخت سردی یا روشنی کے باعث بصارت یا روشنی کا چلا جانا۔ اس قلیل وقت میں میں تحقیق نہیں کر سکا۔ کہ چاند جو بے نُور ہے۔ اور آفتاب سے نُور لیتا ہے۔ اُسکی کیا وجہ ہے۔ یہ امر مُسلم ہے کہ چاند میں حرارت اور نُور نہیں بلکہ سردی اور تاریکی ہے۔ اور مجھے ایسا یاد پڑتا ہے۔ کہ چاند نے آہستہ آہستہ اپنی حرارت گنوا دی۔ اور اس میں سردی آگئی۔ اور اس سے یہ بے نُور ہو گیا۔ اب اگر یہ تھیوری صحیح ہے۔ تو کیا لفظ قمر ہمیں اس حقیقت کی طرف رہنمُوئی نہیں کرتا میں کہتا ہوں۔ کہ اگر ہم چند صد الفاظ عربی کے مُتعلق ایسی تحقیقات میں کامیاب ہو جائیں۔ تو پھر علمی دُنیا پر علُوم کا ایک اور دروازہ کھلجائیگا۔

ابھی سائنس صدہا اشیاء کے حقائق سے نا آشنا ہے۔ عربی زبان اُن حقائق کی طرف رہنمونی کرنے لگے گی۔ ہاں یہ کام محنت چاہتا ہے۔ لیکن ہماری اغراض کو ثابت کرنے کے لئے اور علمی دُنیا کو عربی زبان کی طرف مائل کرنے کے لئے تو کُل زبان کو زیر بحث لانا ضروری نہیں۔ ایک حصہ زبان کا ہم زیر تحقیق لے آتے ہیں۔ باقی دوسروں کے لئے چھوڑ دیتے ہیں +

عربی زبان کے الہامی ہونے کے لئے ایک زبردست دلیل اس کی اپنی صرف و نحو ہے۔ یہ امر ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ اگر زبان الہامی نہیں۔ بلکہ حسبِ ضرورت مختلف اِتّفاقات کے ماتحت بنی ہے۔ تو پھر لفظوں میں اور اُس کے معانی میں کوئی حکیمانہ تعلق نہیں ہوسکتا۔ نہ الفاظ کی ساخت میں کوئی خاص اصول مدِّ نظر رہ سکتا ہے۔ خصوصاً جب ضرورت وقتی پر نئے لفظوں نے بننا ہو۔ اِسطرح اُن کی ساخت پر کسی مُقررہ قاعدہ کا لحاظ بالکل محال ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ میں عربی زبان کو الہامی سمجھتا ہوں۔ اس کے ہر انداز میں ایک غور اور فکر اور تدبّر اور تجویز نظر آتی ہے مثلاً بعض الفاظ کے مفہوم میں ایک امر کا تکرار ہؤا کرتا ہے۔ اب اگر ترکیبِ الفاظ میں بھی کسی طرح اُس معنوی تکرار کا لحاظ رکھا جائے۔ تو پھر کیا اس کو محض اِتّفاق کہا جائیگا۔ مثلاً زلزلہ کے وقت زمین میں ایک قسم کی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ جس کا تکرار ایک وقت تک ہوتا رہا ہے۔ اِسلئے لفظ زلزلہ میں زل۔ زل کا تکرار کر دیا گیا ہے۔ لفظِ سلسلہ میں بھی اُس تکرار کا لحاظ صُورت لفظ میں موجُود ہے۔ جہاں ایک قسم کی چیز مثلاً کڑی دوسری چیز کے بعد آتی ہے۔ اسیطرح **فلفل** = ایک کے بعد دوسری کا جانا۔ **رجرج** = کانپنا۔ **تذبذب** = کسی امر پر یکسُو نہ ہونا بلکہ اِدھر اُدھر ہوتے رہنا۔ **ذرذر** = کسی چیز کو بکھیرنا۔ پراگندہ کر دینا۔ **رضرض** = ایک ہی قسم کے چھوٹے چھوٹے کنکر۔ **زبازب** = لباس کی ذیل میں جھالر +

عربی زبان کی صرف ونحو بھی ایک علمی حقیقت اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس کے قواعد زیادہ تر قیاسی ہیں اور بہت کم سماعی۔ اِس سے بھی اُس تدبّر اور غور وفکر کا پتہ چلتا ہے۔ کہ جس سے کسی اتفاق نہیں۔ بلکہ ارادہ اور عقل کا ثبوت ملتا ہے۔ جو کسی انسان کی بنائی ہوئی زبان میں ناممکن ہے۔ ایک مادہ سے بیسیوں لفظوں کا مشتق ہونا۔ اور پھر اُن سے مادہ کا مختلف ابواب اور اوزان میں جاکر ایک طرف مختلف معنے پیدا کر لینا۔ اور دوسری طرف اصلی معنے کو اپنے اندر قائم رکھنا یہ اُسی زبان میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب ساری کی ساری زبان ایک ہی وقت بنے۔ اور بنانے والا آیندہ انسانی ضروریات کو سامنے رکھ کر کوئی زبان بنائے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اس اصول پر ایک زبان بنائے۔ کہ ایک مفہوم کے ادا کرنے کے لیئے جو وہ لفظ تجویز کرے۔ آیندہ اُس مفہوم کو جن جن اور خیالات سے بالواسطہ یا بلا واسطہ تعلّق ہو۔ اُن سب مفہومات کو اس لفظ کی مختلف شکلوں میں ادا کرے ادھر اُسی ایک لفظ کی مختلف شکلیں بدلتی جاویں۔ اُدھر اس کے اُن مختلف شکلوں کے مقابل مختلف مفہوم رکھے جائیں۔ پھر یہ امر ایک لفظ کے متعلّق نہ ہو بلکہ کُل زبان کی تقسیم مجوز زبان ان اصُولوں پر کر دے۔ یعنے ہمارے کُل افعال اپنی ابتدائی شکل میں جن جن الفاظ سے ظاہر کیئے جائیں۔ وہ الفاظ مختلف شکلوں میں اُن افعال کی مختلف شکلوں کو ظاہر کریں۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ وہ مختلف شکلیں ہر لفظ کے متعلّق مُقررہ اصُولوں پر ہوں۔ نہ کہ ہر خیال مختلفہ کا اِظہار کسی مختلف شکل کو چاہے۔ اگر کوئی ایسی زبان بن سکے تو پھر اس کا سیکھنا بھی آسان ہوگا۔ کیونکہ اُس زبان کی ساخت اور بناوٹ ایک علمی طریق پر ہوگی۔ ایسی زبان پیدا کرنے کی خواہش ہمیشہ بعض فضلائے مغرب کو رہی ہے۔ مُروّجہ زبانوں کا نے ہنگام طریق اُن کی تصریفات وتبدیلات کا اکثر سماعی وبے قید ہونا پھر مختلف خیالات کے اظہار کے لئے مختلف شکلوں کے الفاظ کا ہونا گو وہ سب خیالات ایک عنوان کے نیچے آکر ایک لفظ کی وساطت سے مختلف شکلوں میں

ظاہر ہو سکتے تھے۔ انہیں باتوں سے جو عموماً سب زبانوں میں پائی جاتی ہیں بعض علماء یورپ نے چاہا کہ ایک علمی زبان ایجاد ہو۔ جس میں مثلاً ایک مفہوم کی ادائیگی ایک لفظ سے ہو جو بطور بنا ہو۔ پھر اس بنا کو تغیرات حرکات سکنات دیگر مختلف ملتے جلتے خیالات ظاہر کر دیئے جائیں مثلاً وہ کہتے ہیں۔ کہ ایک لفظ پینا ہے یا پانی ہے اب پینا کا تعلق جن جن حالات سے ہو۔ وہ لفظ پینے کی مختلف شکلوں سے ادا ہو جائیں مثلاً پانی پلانے والا۔ پانی کی سخت پیاس کا لگنا۔ بادل میں پانی کا آنا۔ پانی کا کھیت کو سیراب کرنا۔ پانی کا آسمان میں جا کر بادل بننا وغیرہ وغیرہ ان علماء کا خیال ہے۔ کہ یہ زبان اگر بنائی جائے تو اس کا سیکھنا آسان سے آسان ہو جائیگا۔ ایک لفظ سیکھ کر انسان آسانی سے بہت سے الفاظ سیکھ لے گا۔ اس تھیوری کا پہلا موجد بشپ ولکنز تھا۔ جس نے اس پر ایک مفصّل کتاب لکھی۔ پھر ہنیور کے فاضل فلالوجسٹ لیبنیٹز نے اس خیال کو ایک اور رنگ میں پیش کیا۔ اور یہ امکان ظاہر کیا۔ کہ اس طرح زبان بن سکتی ہے۔ پروفیسر میکسمولر نے بھی اس خیال کو بہت پسند کیا۔ لیکن دوسرے فلالوجسٹوں نے اس خیال پر نہ صرف ہنسی ہی اُڑائی ہے۔ بلکہ اس کو محال اور ناممکن سمجھا ہے۔ اور درحقیقت جو اُن کا نکتہ خیال ہے وہ صحیح بھی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ زبان ہمیشہ غور و فکر سے نہیں بنتی۔ بلکہ آہستہ آہستہ حسب ضرورت بنتی ہے۔ اور ہر زبان ایک انسان نہیں بلکہ کُل قوم بتدریج بناتی ہے۔ ہاں اگر زبان کا بننا اس اصول پر ہو۔ کہ چند علماء اور فضلاء کی ایک جماعت بیٹھے وہ کُل انسانی افعال و حالات کا احاطہ کرے۔ پھر اُن تمام افعال کو مختلف عنوان کے ماتحت تقسیم کرے۔ پھر ابتدائی خیالات و افعال ہر انسان کیلئے مختلف سانچے اور قالب بنائے۔ اور اُن ابتدائی الفاظ کو اِن مختلف سانچوں اور قالب میں ڈھال کر تمام زبان کو اس طرح سہل الحصول کر دی۔ لیکن زبان تو اس طرح نہیں بنا کرتی۔ کسی نئی زبان کا بننا تو ممکن ہے۔ لیکن

جو فضلا اِس طرح جمع ہو کر زبان تجویز کریں گے۔ اُن کے درمیان بھی اظہارِ خیالات کے لئے کوئی زبان پہلے سے موجود ہونی چاہیئے۔ لہٰذا ایسی زبان کا شروع میں ہونا تو ایک امرِ محال ہے۔ اور نئی زبان چونکہ عامۂ اِنسان کی بلا رضامندی بنیگی۔ اِسلیئے وہ مقبول نہ ہوگی۔ خلاصہ اِس ساری بحث کا یہ ہے۔ کہ ایسی علمی اور حکیمانہ زبان جِس تدبّر اور فکر کو چاہتی ہے۔ وہ زبان بنانے کے وقت عام اِنسانوں میں جو زبان بنانے کے ذمّہ دار ہوتے ہیں پائی نہیں جاتی۔ لیکن اگر کسی زبان میں پہلے سے ایسی خوبیاں ہوں۔ اور وہ اِن تمام مطالبات کو پورا کر سکے۔ تو پھر وہ زبان محقّقینِ السنہ کے تجویز کردہ اصولوں کے ماتحت اِنسانی زبان نہیں ہوسکتی۔ وہ یقیناً الہامی زبان ہوگی۔ وہ کسی علیم۔ خبیر۔ حکیم اور منتظم وجود کی بنائی ہوئی زبان ہوگی۔ وہ زبان عربی مبین ہے۔ عربی زبان کے مختلف ابواب و اوزان وہی مختلف قالب اور سانچے ہیں۔ کہ جن میں کُل زبان کے الفاظ کو ڈھال دیا گیا ہے۔ ایک لفظ سے بیسیوں ابواب پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس خیال کو ایک لفظ ظاہر کرتا ہے۔ اُس خیال کے ہم رشتہ اور متقارب حالات کو وہی الفاظ مختلف شکلوں میں ظاہر کرتا ہے۔ پھر یہ مختلف شکلیں کسی اتّفاقیہ طور پر نہیں۔ بلکہ ایک تجویز دادہ اور منتظم حالت میں وہ شکلیں بنائی گئی ہیں جو عام طور پر ہر جگہ مختلف الفاظ پر حاوی ہو جاتی ہیں۔ اور یہ کیا عجیب بات ہے کہ ایک لفظ ہمیں خواہ نہ آتا ہو۔ لیکن اگر ہم اُس کے مادہ سے واقف ہوں تو پھر اُس کے باب یا وزن کو دیکھ کر ہم خود بخود ہی اُس کے معنے قریب قریب سمجھ لیتے ہیں۔ اِس سے زبان کا سیکھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ یہی وہ بات ہے۔ جو بشپ ولکنز اپنی تجویز دادہ زبان میں چاہتا تھا۔ وہ کہتا تھا۔ کہ ایک لفظ لو۔ جو کسی مفہوم کا قائمقام تجویز کرو۔ پھر جس طرح مختلف رنگ اُس مفہوم میں پیدا ہوں۔ اُن مختلف رنگوں کا اِظہار مختلف الفاظ سے مت کرو

بلکہ اسی لفظ کی مختلف شکلوں کے ذریعہ کرو۔ بشپ ولکنز نے ایک مادہ سے اس قسم کے مختلف الفاظ بنانے کا طریق بھی بتلایا ہے۔ اور کیا عجیب بات ہے۔ کہ وہ طریق خود عربی زبان میں موجود ہے یعنے کسی لفظ کے حروف میں مختلف حرکات سکنات بدل کر مختلف معانی پیدا کر لیے جائیں۔ الغرض جس زبان کے متلاشی یہ فضلائے یورپ ہیں۔ وہ زبان پہلے سے عربی کی شکل میں موجود ہے۔ ہم کل دنیا جہان کی زبانوں میں سے کسی زبان کے متعلق کوئی حتمی اور منظم اصول اور قواعد بیان کر سکتے ہیں۔ تو صرف عربی زبان کے متعلق ہی کر سکتے ہیں۔ جو امر اس وقت دیگر زبانوں کے قدیمی قواعد کو چھوڑ کر اب تحکماً کیا جا رہا ہے۔ وہ پہلے سے عربی زبان میں موجود ہے۔ مثلاً ہم صرف ایک عربی زبان کے متعلق ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کا کوئی اسم یا فعل تین حرف سے کم نہیں ہوتا۔ اس کے اسم سات حرف سے اور اس کے فعل چھ حرف سے زیادہ نہیں آتے۔ کل اسماء میں پانچ حرف اور کل افعال میں چار حروف تک اصلی باقی زائد ہوتے ہیں۔ پھر ہم جس طرح کل عربی کے افعال اور اسماء کو ایک میزان میں تول کر ان میں اصل اور زائد حروف کو جانچ سکتے ہیں۔ وہ کسی اور زبان میں نہیں۔ مثلاً عربی صرفیوں نے ف ع ل کو ایک میزان مقرر کر دیا ہے۔ اور ان کے مقابل دیگر کلمات کے حروف لا کر اصل و زائد کو دیکھ لیا جاتا ہے۔ پھر برخلاف کل السنۂ عالم ہم عربی اسما اور افعال کے کل قالبوں اور شکلوں سے بھی واقف ہیں۔ مثلاً ہم یہ جانتے ہیں۔ کہ کل کے کل اسما کس قدر اوزان میں آتے ہیں۔ اور کل سے کل افعال کس قدر ابواب میں عموماً نظر آتے ہیں۔ پھر مزید برآں ہم اس سے بھی واقف ہیں۔ کہ ان اوزان اور ابواب کے کیا خواص ہوتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ ایک سہ حرفی کلمہ فلاں باب یا فلاں اوزان میں فلاں معنے اختیار کر لیتا ہے۔ پھر یہ مختلف ابواب صرف اسلئے ہی استعمال نہیں ہوتے۔ کہ اپنے اپنے ماخذ (بنا) کی مختلف کیفیات کا اظہار کریں۔ جیسے کہ بشپ ولکنز کی تجویز تھی

مثلاً لازم سے مُتعدّی کردینا یا کسی چیز کو صاحب ماخذ یا دوراز ماخذ یا مُتّصف بہ ماخذ یا منسُوب بہ ماخذ یا اُسمیں ماخذ کی کیفیت یا کمیت پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ بلکہ بعض ابواب جسمانی اور جذباتی کیفیّات کے اظہار کیلئے مختص ہوتے ہیں۔ مثلاً فَعِلَ ۔ یَفْعَلُ (سمع یسمع) کے باب میں جو افعال آتے ہیں۔ وہ عموماً رنج ۔ خوشی ۔ بیماری ۔ رنگت ۔ جسمانی عیُوب کے مظہر ہوتے ہیں۔ بعض ابواب خلقی اور طبعی اوصاف کے اظہار کے لئے آتے ہیں۔ بعض دوام یا قلّت زمانہ پر دلالت کرتے ہیں۔ ان سب اُمور پر اگر غور کیا جائے۔ اور ان کی حقیقت اور وجُوہ کو دریافت کیا جائے۔ تو عربی زبان کے ہر ایک خط وخال میں ایک مُدبّر بالارادہ ہاتھ کی قلمکاری نظر آتی ہے ۔

الغرض جس طرح ایک گورنمنٹ کے مختلف محکمہ جات ہوتے ہیں۔ اور پھران محکمہ جات کے نیچے الگ الگ شاخیں ہوتی ہیں۔ اور اس گورنمنٹ کے مختلف کاموں کی تقسیم مختلف عنوانوں اور اصولوں سے مختلف محکموں اور ان کی شاخوں میں ہوجاتی ہے یہی حال عربی زبان کا ہے۔ یہ ایک نظام ہے۔ جو غور وفکر تدبّر اور تجویز کو چاہتا ہے۔ یہ وہ بات ہے۔ جو کسی اور زبان میں خال خال پائی جاتی ہے۔ اس سے نہ یہی امر ثابت ہوجاتا ہے۔ کہ عربی زبان ایک الہامی زبان ہے۔ بلکہ باقی زبانیں اس ایک زبان سے نکلی ہوئی ہیں۔ الہامی تو اسلئے کہ اگر یہ زبان انسان نے بنائی ہے۔ تو چونکہ وہ کسی تدبیر و تجویز کے ماتحت نہ بنی ہوتی بلکہ حسب ضرورت واتّفاق زبان کا نشوونُما ہوتا۔ اسلئے وہ تنظیم وترتیب جو اس وقت اسمیں ہے۔ اس کا وجُود ناممکن تھا۔ اور مادری اسلئے کہ باقی زبانوں میں بھی اس نظم وترتیب کا کچھ نہ کچھ لحاظ رکھا گیا ہے۔ بلکہ جب کسی زبان کی ذرا قدیم شکل کو دیکھا جائے تو وہ امور نظر آتے ہیں۔ اور بعض قیاسی قواعد بھی ہوتے ہیں۔ دراصل یہ باتیں بقیّہ اس زبان کا ہیں جس سے وہ مُشتق ہوتی ہیں جس وقت یہ اپنے ماخذ سے جُدا ہوئیں اپنے ہمراہ صرف ونحو کے قواعد لے گئیں لیکن وطن اصلی سے دُور ہوجانے پھر اُن قواعد سے مزاولت نہ رہی۔ اور آہستہ آہستہ وہ باتیں دُور ہوتی گئیں آخر کار اُن قواعد کا ذہن میں رکھنا مشکل ہوگیا۔ اسلئے ان قواعد کو چھوڑ کر آسان طریق اختیار کرلیا

یہ حال ہم کُل جرمینک زبانوں میں اور ایسا ہی بعض انڈو یور دپین زبانوں میں پاتے ہیں +

الغرض جس زبان کے یہ فُضلائے مغرب متلاشی تھے۔ وہ عربی زبان ہے۔ اور اسلیئے یہ زبان سہل التحصیل بھی ہے۔ یہ لوگ چاہتے تھے۔ کہ ایسی علمی زبان پیدا ہو۔ کہ اُس کا سیکھنا آسان ہو۔ اور وہ کُل دنیا کی زبان ایک ہو جائے۔ ایسی نئی زبان تو بننے سے رہی۔ گذشتہ تیس چالیس برس سے اسپرنٹو پر بہت زور دیا گیا ہے۔ لیکن نتیجہ مفقود ہے۔ اسپرنٹو میں گرامر کی وہ خوبیاں تو شاذ ہیں جو عربی میں ہیں لیکن اسپرنٹو کو جس اصُول پر بنایا گیا ہے۔ وہ اصُول خود عربی میں موجود ہے۔ اسپرنٹو کے الفاظ زیادہ تر فرانسیسی اور انگریزی الفاظ کو توڑ مروڑ کر بنائے ہیں۔ تاکہ ایک فرانسیسی اور انگریز اپنی زبان کے الفاظ کی مدد سے اُن کو سمجھ لے اور یاد کرلے۔ اب اگر دُنیا کی مختلف زبانوں کے کثیر التعداد الفاظ ہم عربی زبان سے ملتے دکھلا سکیں۔ تو پھر ہر ایک کو عربی زبان کے سیکھنے میں آسانی ہو جائیگی۔ ہاں اِس میں ہمارے عُلماء کرام اگر مدد کریں تو کام کوئی مشکل نہیں +

مَیں نے باب دوم میں عربی زبان کی کاملیّت پر بحث کرتے ہُوئے اشارہ کیا تھا۔ کہ عربی زبان میں ہر اِنسانی جذبات۔ خیالات۔ ضروریات کے اظہار کیلئے مفرد الفاظ موجود ہیں۔ ایسا ہی انسانی معاملات کے مُتعلّق ہر قسم کے الفاظ موجُود ہیں۔ انسانی معاشرت اور تمدّن کے اِظہار کے لئے بعض ایسے الفاظ بھی پائے جاتے ہیں۔ کہ جن کی ضرورت عرب کے موجُودہ تمدّن کو نہیں۔ پھر جب میں اِنسانی اعضاء کے مختلف حصص کے لئے مختلف الفاظ دیکھتا ہوں۔ تو مجھے حیرت آجاتی ہے۔ کہ کیا یہ الفاظ ایک بادیہ نشین سوسائٹی تجویز کر سکتی ہے۔ یہ الفاظ تو علمِ تشریح کے مُکمّل ہونے پر دُنیا میں آنے چاہئیں تھے۔ نہ کہ اُن لوگوں میں جو بالکل اُمّی تھے۔ پھر اگر زبان تدریجاً بنتی ہے۔ اور یہ مُسلّم امر ہے۔ کہ عربی زبان گو ابتدا سے غیر مُتغیّر الحال رہی لیکن اُسنے ضرور نئے الفاظ پیدا

بھی کیئے جن کو مولدات کہتے ہیں۔ اور غیر زبانوں سے الفاظ بھی لیئے جن کو معرب کہتے ہیں لیکن اپنے پرانے ذخیرہ کو اپنی ابتدائی شکل میں ہمیشہ عربی نے محفوظ رکھا۔ اور ہم آسانی سے بتلا سکتے ہیں۔ کہ کونسے الفاظ عربی ہیں کونسے مولدات۔ کونسے معرب۔ لیکن جن الفاظ کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ وہ سب کے سب قریب قریب مفردات اور اصل عربی ہیں۔ اب ایک طرف زبان کا غیر متغیر الحال ہونا۔ دوسری طرف ان سب الفاظ کا ایک ایسے وقت ایسی سوسائٹی میں موجود ہونا۔ جن کو اس قدر توضیح اور تخصیص کی ضرورت نہ تھی۔ کیا یہ دلیل بذات خود ایک دلیل نہیں۔ کہ یہ زبان انسان کی نہیں کسی اور وجود یعنے باری تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہے۔ میں انشاء اللہ ان تمام امور پر مفصل بحث اپنی آیندہ کتاب میں کرونگا۔ یہ باتیں میں نے اور احباب کو اپنے ساتھ اس تحقیق میں شامل کرنے کے لئے لکھ دی ہیں۔ اخیر میں پھر وہی دعا کرتا ہوں۔ جو میں نے اس کتاب کے آغاز میں کی تھی۔ یا فتاح افتح لنا ابواب الرحمت والعلوم +

خواجہ کمال الدین

شکریہ

اخویم صاحبزادہ سیف الرحمٰن صاحب احمدی اور محمد ایوب خانصاحب احمد کا یکین تہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس کتاب کے لکھنے میں خاص امداد دی۔ اللہ تعالےٰ انکو جزاء خیر دے۔

کمال الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۷۸۶)

اُمّ الالسنہ یا زبانوں کی ما

وجوہ تصنیف کتاب مذکور

یہ مضمون بماہ ستمبر ۱۹۱۵ئہ مختلف اخبارات ہندوستان میں طبع ہُوا

اغلباً سال ۹۶ئہ میں حضرت مرشد و مجدد وقت عالی حضرت جناب مرزا غلام احمد صاحب قدس اللہ سرہٗ مسیح موعود نے ایک کتاب موسومہ بہ منن الرحمٰن تصنیف فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ جس میں یہ تحقیق کی جانی تھی۔ کہ عربی زبان سے دیگر زبانیں نکلی ہیں۔ آپ کا مشن اگرچہ مذہبی مشن تھا۔ لیکن خدمت قرآن نے ہی آپ کو اس نادر تحقیق کی طرف متوجہ کیا۔ آپ کے زمانہ میں قرآن کی حقانیت پر ایک یہ حملہ بھی ہُوا۔ کہ جب قرآن نے "وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ" (کسی قوم کا رسول اس قوم کی زبان میں ہی آیا کرتا ہے) کا اصول باندھ کر اپنی تعلیم کو عرب تک ہی محدود و مختص کر دیا۔ تو پھر اس کتاب نے عرب کے ماسوا غیر عربی زبانیں بولنے والی اقوام کو کیوں اپنے دائرہ اصلاح میں لے لیا۔ اور اپنا مخاطب کیوں کل اہل دنیا کو بنایا۔ یہ ایک صریح تناقض تھا جس پر کہا گیا۔ کہ قرآن اپنی ہی تعلیم کے مطابق منجانب اللہ نہیں ٹھیرتا۔ کیونکہ قرآن نے یہ امر بھی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اگر یہ کتاب خدا کی طرف سے نہ ہوتی۔ تو اس میں بہت اختلاف ہوتے۔ (ولو کان من عند اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا) یہ حملہ ایسا نہ تھا کہ جسے مجدد وقت نظر انداز کرتا۔

قرآن کریم نے جہاں کل اقوام عالم کی طرف فرداً فرداً الہام کا آنا۔ اور ایسے الہام کے انسانی ہاتھ سے محرف و مبدل ہونے پر از سر نو الہام کا نزول تسلیم کیا ہے۔ وہاں ان سب الہاموں کی موجودگی میں اپنے نزول کی دو خاص وجوہ بتلائی ہیں۔[1] ایک یہ کہ نزول قرآن کے وقت قریباً کل کی کل کتب الہیہ مسلمۃً محرف و مبدل ہو چکی تھیں۔ دوسرا نزول قرآن پر دنیا عنقریب اُن ایام کو دیکھنے والی تھی۔ جب مختلف اقوام عالم کے افراد ہر ملک میں جمع ہو جانے تھے۔ ایسے وقت وحدت عامہ اس بات کو چاہتی تھی۔ کہ سب اقوام عالم کی ہدایت کے لئے از سرِ نو ایک ہی کتاب آوے۔ جس میں جہاں کل کتب سابقہ کی تعلیم کو ان کی اصل شکل میں جمع کر دیا جاوے۔ وہاں ان پر اور امور ضروریہ بھی ایزاد کر کے شریعت کی تکمیل کر دی جاوے۔ ہاں سوال یہ رہا۔ کہ یہ آخری اور خاتم نبوت الہام کس زبان میں ہو۔ اصول مندرجہ بالا کے ماتحت کہ ہر رسول کا الہام اپنی قوم کی زبان میں ہی آیا کرتا ہے۔ آخری کتاب جو کل دنیا کے لئے ہو۔ اسی زبان میں نازل ہونی چاہئے تھی۔ کہ جو سب قوموں کی مشترک زبان ہو۔ اب اگر یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جائے۔ کہ عربی زبان کل زبانوں کی ماخذ ہے۔ تو پھر کل اقوام عالم کی زبانیں عربی یا عربی کی کوئی بگڑی ہوئی صورت ٹھہر جاتی ہیں۔ اور اس طرح قرآن کریم گویا اس زبان میں نازل ہوا ہے۔ جو اپنی اصلی شکل و صورت میں کل انسانوں کی مشترک زبان ہے۔ اور اس طرح اعتراض بالا رفع ہو جاتا ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جسکی طرف خود قرآن نے ”ولتنذر ام القری ومن حولھا“ میں صریح اشارہ فرمایا۔ یعنی قرآن ام القری اور اس کے اردگرد کل دنیا کو خوف دلانے کے لئے نازل ہوا ہے۔ عرب لوگ مکّہ کو قدیم سے ام القری یعنی شہروں کی ماں پکارا کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک مکّہ ہی

[1] اس امر پر مفصّل بحث کے لئے دیکھو براہین نمبرہ حصہ اول مصنّفہ مؤلف

ابوالبشر کی جگہ تھا۔ اس سے تو کسی کو انکار نہیں۔ کہ کل بنی نوع انسان ایک نہ ایک وقت کسی ایک
ہی مقام پر آباد تھے۔ جب وہ تعداد میں بڑھے۔ انہوں نے مختلف اکناف عالم کی طرف رُخ
کیا۔ ہاں ابوالبشر کی جائے سکونت کہاں تھی۔ یہ سوال اس وقت تک اچنبل رہا ہے۔ فزی
آلوجی کی بنا پر ام القری کی تعیین کرنے کی کوشش بھی اس وقت تک بے سود ثابت
ہوئی۔ بالمقابل زبان ہی ایک بہترین ذریعہ تسلیم کی گئی ہے۔ کہ جس سے یہ سوال آسانی کے
ساتھ طے ہو سکتا ہے۔ یعنی جس جگہ کی زبان کے متعلق یہ ثابت ہو جاوے۔ کہ کل دیگر السنہ
اس زبان سے مشتق ہیں۔ وہی جگہ ام القری کہلانے کا حق رکھتی ہے۔ اب اگر عربی
زبان اُمّ الالسنہ ثابت ہو جائے۔ تو پھر مکہ ہی ام القری اور وہاں کی زبان میں قرآن
کا نازل ہونا گویا اس کا کل امصار و دیار دنیا کی زبان میں نازل ہونا ہے۔ چنانچہ آیت بالا
میں اس طرف اشارہ کیا گیا۔ الغرض ان وجوہ پر حضرت مرزا صاحبؑ نے اس امر کی
طرف توجہ فرمائی۔ اور آپ کی ہدایت کے ماتحت ہم چند مریدان حضرت نے بعض دیگر
زبانوں کے الفاظ کے متعلق تحقیق شروع کی۔ دوسری طرف حضرت اعلیٰ نے اس کتاب
کو لکھنا شروع کیا۔ کچھ ہی [illegible] واقعات اور اس کام سے اہم ترنئی ضروریات نے
پیدا ہو کر آپ کو اس ارادہ کی تکمیل کا موقع نہ دیا۔ اور یہ امر وہاں کا وہاں رہ گیا اور
میری بساط کیا۔ کہ اس امر کو اس کمال تک پہنچا سکوں۔ جہاں ایک مبعوث اور مامور کے
ہاتھوں یہ کام پہنچتا۔ چنانچہ اس کتاب کی تمہید ہی جو آپ نے لکھی۔ اور وہ ساتھ ہی ساتھ
چھپ گئی۔ میں اس سلطان القلم کے دماغ نے اس تحقیق کے لئے کیسے کیسے نادر
اصول تجویز فرمائے تھے۔ اور عربی زبان کے کیا کیا عجیب حقایق بیان کئے۔ وہ اصول
انشاء اللہ ہمیں اس راہ میں ایک حقیقی رہنما کا کام دینگے۔ اور در اصل جو کچھ بھی میں لکھونگا۔

یہ اس چشمہ آب زلال میں سے ایک قطرہ ہوگا۔جہاں وہ خضر حقیقت دنیا کو اس کتاب کے ذریعہ پہنچا دیتا۔میں تو اس اسلامی لشکر کا ایک سپاہی ہوں جس کا وہ سپہ سالار تھا۔ اور ہم جو کچھ فتوحات بھی کریں سب اس کے نام پر ہیں۔حضرت اعلیٰ کے اس ارادہ کی تکمیل ہمیشہ میرے سامنے رہی۔چنانچہ ۱۹۱۳ء میں میں نے انگلستان میں اس کام کی طرف متوجہ ہونا چاہا لیکن حضرت قبلہ حکیم نور الدین صاحب قدس اللہ سرہٗ نے میرے تبلیغی فرائض کی اہمیت کے مقابل اس کام کے لئے میرا وہ وقت موزوں نہ سمجھا۔اب جو میں ہندوستان میں آیا۔تو میں نے چاہا۔کہ اس کام کو شروع کروں لیکن آج سے دو ماہ پہلے مجھے اطمینان سے ایک جگہ بیٹھنے کا موقعہ نہ ملا۔امسال موسم گرما کی سختی مجھے ابتدائے جولائی میں یہاں لے آئی۔ چنانچہ میں نے بھی پسند کیا۔کہ یہاں کے موسم سے فایدہ اُٹھا کر اس عظیم الشان کام کو شروع کردوں جسکی تکمیل ہر احمدی کے ذمہ ہے۔یہاں اتفاق سے میں نے ایک انگریزی کتاب موسومہ بہ ہندوستان میں موجودہ مذہبی تحریکات ایک پادری ڈاکٹر فرقوہار (Farquhar) کی لکھی ہوئی دیکھی۔اس نے حضرت مرزا صاحب پر بہت اور ناپاک حملے کئے۔وہاں حضرت مرزا صاحب کے اس دعوی متعلقہ عربی زبان کی طرف اشارہ کرکے اس نے حضرت کے مبلغ علم پر بھی حملہ کیا۔یہ حملہ علی الخصوص میرے اس کتاب کے جلد شایع کرنے کا موجب ہؤا۔اس امر کے لئے سب سے پہلا کام الفاظ کی تحقیق تھا۔ہماری سابقہ تحقیق کے نتائج شاید اس وقت قادیان میں ہوں لیکن حالات موجودہ کے ماتحت میرا قادیان کی طرف دیکھنا کسی نتیجہ کو پیدا نہیں کرسکتا۔اس لئے مجھے ازسرِ نو یہ تحقیق بھی یہاں کرنی پڑی۔اور میں اس امر کے لئے جس قدر سجدات شکر ادا کروں تھوڑے ہیں۔کہ میں اپنی تحقیق میں حسب اطمینان خود کامیاب ہوگیا۔

اگرچہ میری تحقیق اس وقت صرف زبان انگریزی تک محدود رہی - اور وہ بھی پانچ صد الفاظ انگریزی[1] کے لگ بھگ لیکن جب میں اس اپنی تحقیق کا مغربی تحقیق سے مقابلہ کرتا ہوں - جہاں صرف چند الفاظ کی بعید از قیاس اور نہایت ہی رکیک مجانست پر مغربی فلولوجسٹ (ماہرانِ علم الالسنہ) دو زبانوں کو ہم مخرج قرار دیدیتے ہیں - تو میں بلاتامل اس نتیجہ پر آجاتا ہوں - کہ ان فضلاء کو ہماری تحقیق سے کوئی بھی نسبت نہیں - جہاں ان کو ایک دھندلی سی روشنی نظر آرہی ہے - وہاں ہم بفضلہ اپنے آپ کو نصف النہار میں پاتے ہیں - یہ لوگ ایک غلط راہ پر پڑ کر حقیقت سے بہت دور چلے گئے ہیں - اگر یہ لوگ اپنی اس ناکافی اور نااطمینان بخش تحقیق پر سنسکرت - فارسی - اور کل یوروپین زبانوں کو قریب المخرج سمجھتے ہیں - اور عربی کو اپنے سے بہت دور جانتے ہیں - اور اس دعویٰ کی تائید میں نہایت ہی بودے دلایل اور کمزور شہادت پیش کرتے ہیں - تو جو ثبوت بفضل تعالیٰ ہم نے بہم پہنچا لیا ہے - وہ ایک محقق کو اس نتیجہ پر مجبوراً لے آویگا - کہ ایک عربی زبان ہی ایسی جامع زبان واقع ہوئی ہے - جو ان سب زبانوں سے اقرب ہے جس میں اس لسانی تحقیق کے لئے کافی اور صحیح اور محفوظ مصالحہ موجود ہے - اور یہ زبان ان زبانوں کے مقابل ایک اور خاندان سے نہیں - جیسے کہ یوروپین تحقیق کا نتیجہ ہے - بلکہ ان میں سے ہے - اور ان کی ماں ہے - یہ میری تالیف در اصل اس ضخیم کتاب کا دیباچہ ہے - جو میں ولایت واپس جاکر انگریزی زبان میں لکھنا چاہتا ہوں - یہ ایک بڑا بھاری کام ہے - جو برسوں کی محنت شاقہ کا محتاج ہے - اور اس میں بہت سے مستعد ہاتھوں کی ضرورت ہے - اس لئے میں نے اپنی ارادہ کردہ کتاب کا خلاصہ اس وقت اردو میں لکھ دیا ہے - کہ ہندوستان

---

[1] اس تحقیق نے اُن الفاظ کو شامل نہیں کیا - جو محققین فرنگ نے خود عربی الاصل قرار دئے ہیں +

میں جو کثرت سے ایسے بزرگ موجود ہیں۔ جو عربی زبان سے تو واقف ہیں لیکن انگریزی سے ناآشنا ہیں۔ وہ اصحاب بھی میرے اُن طریقوں سے واقف ہو جاویں جن پر میں اس تحقیق کی بنیاد ڈالنا چاہتا ہوں۔ اور جسکو خدا تعالیٰ توفیق دے۔ وہ مجھے امداد دے۔ ایسے اصحاب بھی پنجابی۔ ہندی۔ بنگالی۔ کشمیری۔ پشتو۔ مرہٹی۔ تلوگو۔ تامل۔ کناری۔ اور دیگر ہندوستان کی زبانوں کے متعلق اپنے اپنے ہاں تحقیق شروع کر دیں۔ اور اس طرح اس عظیم الشان کام میں محض عند اللہ میرے معین و مددگار بن جاویں۔ اس سے نہ صرف یہ کام جو میرے ہاتھ میں ہے۔ جلد تکمیل کی صورت دیکھیگا۔ بلکہ اگر یہ ہماری تحقیق مکمل ہو جاوے۔ تو عربی زبان حاصل کرنے کا ایک آسان سے آسان طریق دنیا میں پیدا ہو جاویگا۔ زبان کا سیکھنا بہت حد تک لغت سے واقفیت پیدا کرنا ہوتا ہے۔ قواعد زبان سے واقف ہونا تو بہت ہی تھوڑا وقت چاہتا ہے۔ واقفیت لغت ہی ایک مشکل کام ہے۔ اب انشاء اللہ لغت کا سیکھنا بھی اُس شخص پر نہایت ہی آسان ہو جاویگا جس کے سامنے اسکی اپنی زبان کے صدہا الفاظ عربی زبان سے ملے جُلے رکھ دئے جاویں۔ مثلاً اگر دو ہزار پنجابی یا اردو کے الفاظ ہم عربی الفاظ سے شکل و معنی میں ملتے جلتے ایک پنجابی یا ہندوستانی کے سامنے رکھ دیں۔ تو انہیں دو ہزار عربی الفاظ آسانی سے آجاوینگے۔ مثلاً اگر ہم ایک بچہ کو اول یہ سکھلا دیں۔ کہ زبانوں کی تبدیلی میں کونسے حروف کن حرفوں میں بدل جاتے ہیں۔ اُسے یہ بتلا دیں۔ کہ اردو الفاظ چاک۔ ہوا۔ آگ۔ دُہائی۔ نچھاور کے مقابل عربی زبان میں شق ہَوَاء۔ اَجّ۔ دُعا۔ نثار موجود ہیں۔ ایسا ہی اُسے یہ بتلایا جاوے۔ کہ جسے تم اپنی زبان میں لُقا لنگارا کہتے ہیں۔ عربی میں اُسے لُکع یا لُقُع کہتے ہیں۔ یہاں جسے راب کہتے ہیں۔ عربی میں اُسے رُبّ کہتے ہیں۔ پنجابی لفظ ہانڑی (مددگار) اور چوہا کو عربی میں

معانی اور حجت کہتے ہیں۔تو پھر ممکن نہیں۔کہ آں واحد میں وہ بچہ ان عربی لغات سے ویسا ہی واقف نہ ہو جاوے۔کہ جیسے وہ اپنی مادری زبان کے الفاظ سے آشنا ہوتا ہے۔آج ہم اپنے اسلاف کے بہت سے نادر علوم سے اس لئے ناواقف ہیں۔کہ ہم عربی زبان سے ناآشنا ہیں۔عربی زبان ہی ہماری مذہبی زبان ہے۔عربی زبان کی ناواقفی نے ہمیں اسلام اور قرآن سے ناآشنا رکھکر ہمیں اسکی خدمت سے محروم کر رکھا ہے۔ہماری سب تعلیمی انجمنوں کا اول فرض یہ ہونا چاہیئے تھا۔کہ وہ عربی زبان کی ترویج اور تعلیم میں ازحد کوشش کرتے اور یہ کوشش کرتے کہ ہم میں سے خواندہ مسلمان عربی دان ہو جاویں۔اور اس کا سہل طریق یہ ہے۔جو میری سمجھ میں آیا ہے۔اگر ہم اس قسم کی لغاتیں اور ڈکشنریاں تصنیف کرنے میں کامیاب ہو جاویں تو ہم نے آنے والی پشتوں پر بڑا بھاری احسان کر دیا۔عزیزو! یہ کام کا وقت ہے۔سونے کا وقت نہیں۔یاد رکھو۔عربی کی اشاعت اسلام کی اشاعت ہے۔کیا خدمت عربیت بھی کسی خاص فرقہ سے تعلق رکھتی ہے۔میرے نزدیک اسلام کی پہلی خدمت اسکو سمجھو۔کہ تم اپنے اپنے فرقہ کی خصوصیات کو توبیشک قایم رکھو لیکن ایسے امور میں مشترک ہو کر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاؤ میں نے مختلف امور میں آگے بھی آپ سب فرقہائے اسلام کو مخاطب کیا۔اب اس علمی تحقیق میں بھی آپ سب کو ہاتھ بٹانے کی دعوت دیتا ہوں۔محض عند اللہ اٹھو۔اور میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔میری آیندہ کتاب کے اس دیباچہ کو پڑھو۔اور دیکھو۔کہ مجھے عربی زبان کی تحقیق میں کن کن علمی خزانوں کا دستیاب ہونا نظر آتا ہے۔میں عربی زبان کو نہ صرف اُمُّ الالسنۃ یعنی کل زبانوں کی ماں ہی کہتا ہوں۔بلکہ اسے الہامی اور خدا کے ہاتھ کی بنائی ہوئی زبان سمجھتا ہوں۔میں نے اس مختصر اردو کتاب میں اُن وجوہ کو علی وجہ الکمال نہیں لکھا۔جن سے میں عربی زبان کا الہامی ہونا ثابت کرنا چاہتا

ہوں میرے ذہن میں جو اصول ہیں۔ ان کے ماتحت میں نے نہایت مختصر سی تحقیق ان ایام رمضان شریف میں کی۔ اور اس تحقیق کا خلاصہ میں اس کتاب میں جو اسی ہفتہ پریس میں چلی جاویگی۔ اس خیال سے درج کرتا ہوں۔ کہ ہمارے مسلم بھائی اُن پر تنقیدی نگاہ ڈالیں۔ اگر وہ اصول غلط ہیں۔ تو مجھے اُن سے اطلاع دیں۔ تاکہ میں انگریزی کتاب لکھنے سے پہلے انکی اصلاح کرلوں۔ اور اگر وہ اصول صحیح نظر آویں۔ تو جن راہوں سے میں اس عظیم الشان نتیجہ پر آنا چاہتا ہوں۔ وہ بھی اس پر قدم ماریں۔ اور یہ امر یاد رہے کہ اگر عربی زبان علمی اصولوں پر نہ کہ مذہبی معتقدات کی روسے الہامی زبان ثابت ہوجائے تو آج اگناسٹیسزم (مذہب تشکگین) کا دنیا سے خاتمہ ہوجاتا ہے۔ آج الہام کا وجود علمی رنگ میں ثابت ہوجاتا ہے۔ اور آج ناطق اور خاتم الہام کے لئے موزون سے موزون زبان عربی ثابت ہوکر قرآن کی صداقت پر مُہر لگ جاتی ہے۔ یاد رکھو آج الہامی مذہب کا اگر کوئی دشمن ہے۔ تو دہریت نہیں۔ بلکہ اگناسٹسزم ہے جس کے ماتحت من جانب اللہ الہام کا امکان مشتبہ ہوگیا ہے۔ یہی عقیدہ یورپ کو نہیں۔ بلکہ مغربی تعلیم کے زیر اثر کل مذاہب کے پیروؤں کو الہام کی حقیقت سے متزلزل ہو کر تشکک کر رہا ہے۔ اس لئے یہ خدمت ایک بھاری مذہبی خدمت ہے۔ اور اسلام کی صداقت منوانے کے لئے مخالفین ایک کاری حملہ۔ وما توفیقی الا باللہ +

ایبٹ آباد۔ بنگلہ شاہ بخارا
۳۱۔ اگست ۱۹۱۵ء

خواجہ کمال الدین

اسلامک ریویو مجریہ لندن قیمت سالانہ ۸؎

اور

اُس کا اُردو ترجمہ (رسالہ اشاعت اسلام) قیمت تین روپے سالانہ

اڈیٹر خواجہ کمال الدین صاحب و مولوی صدر الدین صاحب

مُسلم پبلک میں اسلامک ریویو کسی معرف کرانے کا محتاج نہیں صرف ہم برادران اسلام کو یہ اطلاع دینا چاہتے ہیں۔ کہ اس وقت اسی کے منافع پر انگلستان اسلامی مشن کے اخراجات بہت حد تک چل رہے ہیں۔ اس کا ہر ایک خریدار گویا بلاد غربیہ میں اشاعت اسلام کا خود مُتکفل ہو جاتا ہے۔ اگر برادران ملّت کوشش کر کے انگریزی رسالہ کے پانچہزار اور اُردو کے دس ہزار خریدار پیدا کر دیں۔ تو اُن کا منافع ہی ہمارے ووکنگ اسلامی مشن کا کفیل ہو سکتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ انگریزی رسالہ کئی ہزار تک بلادِ غربیہ میں مُفت تقسیم ہو۔ اگر کوئی تبلیغ اسلام کا شیدائی ہمیں پانچ روپے سالانہ بھیجدے۔ تو ہم اُن کی جگہ ایک انگریزی رسالہ یورپ میں مفت تقسیم کر دینگے۔ کیا ملّت بیضا کی اشاعت کے عاشق چند ہزار بھی ہندوستان میں نہیں ؟ دوستو! اُٹھو! جاگو! وقت کو غنیمت سمجھو۔ اسلامک ریویو ہی ایک کامیاب ذریعہ اشاعتِ اسلام کا ثابت ہُوا ہے۔ اور بفضلہ تعالےٰ اس نے اپنی عزت کو یورپ میں نہایت آب و تاب سے قائم کیا ہے۔ اس کو مضبوط کرنے کی کوشش کرو۔ اور اللہ تعالےٰ سے اجر جزیل پاؤ۔ والسلام

درخواستیں خریداری پتہ ذیل پر آنی چاہئیں

مینجر رسالہ اسلامک ریویو و اشاعت اسلام عزیز منزل

لاھور۔ نولکھا